ماہم مغل
درمکنون
Novels Mania
Urdu Novels Mania Team©
www.urdunovelsmania.com

ناول : درِ مکنون

از : ماہم مغل

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی وہ نیچے کو چلی آ رہی تھی، سیاہ لمبے بال کمر پہ پھیلے تھے جو اس کے نیچے اترنے سے لہرا رہے تھے۔۔۔۔ جوتے سے ندارد پاؤں دوپٹے کو کندھوں پہ پھیلائے وہ چمکتی اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔

"ماما۔۔۔۔ میں آج بہت خوش ہوں آپ کو پتا کہ میرا رزلٹ آ گیا ہے۔" خوشی سے جھولتی اپنی ماں کے گلے میں باہیں ڈالتی وہ چہک کے گویا ہوئی۔

"اچھا تو کیا بنا۔" کام میں مصروف ناز بیگم نے نارملی انداز میں پوچھا۔

"ماما میں نے اپنے کالج میں ٹاپ کیا ہے اور بورڈ میں دوسرے نمبر پہ ہوں۔۔۔ افف میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے۔"

خوشی سے چمکتے چہرے کے ساتھ وہ مسکرا کے بولی تو ناز بیگم مسکرا دیں۔

"مبارک ہو بہت۔۔۔۔ اللہ نے کامیابی عطا کی۔"

سبزیوں کو پانی کے نیچے رکھ کے دھوتے مسکرا کے کہا۔

"اب میں بھی یونیورسٹی جاؤں گی۔"

اپنے ہی خیالوں میں کھوئی کھوئی سی بولی تو ناز بیگم نے گھور کے دیکھا۔

"ابھی اس کا فیصلہ ہونا ہے۔۔۔ تم ابھی یہ پکڑو اور مجھے چھیل کے دو جلدی سے۔" اس کو خیالوں سے باہر نکالتے آلو کی ٹوکری اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

"لو ادھر دیکھو۔۔۔ میں نے اتنی بڑی خبر سنائی اور یہاں مجھے آلو دے رہے ہیں چھلینے کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ لیکن لیکن! ماما بھائی نے کہا تھا کہ میں جاؤں گی اور مجھے وہ خود بھی پڑھائیں گے۔"

پہلا جملہ منہ میں بڑبڑا کے پھر امی ماما کو ایک جتاتی نظر سے دیکھا کہ بھائی آپ کو منا لے با جس پہ وہ سر جھٹک کے رہ گئیں۔

"یہ جو تمہارا بھائی ہے نا اسی نے تمہیں بگاڑ کے رکھا ہے۔۔۔۔ چپ کر کے یہ آلو چھیلو تمہارا بھائی آنے والا ہے بھوک لگی ہوگی اس کو میں جلدی سے اس کے لیے کھانا بناؤں۔"

اس کو آنکھیں دکھاتے کہا اور جلدی پہ چولہے پہ سالن کے کیلیئے چیزیں رکھنے لگیں۔

"لیکن ماما۔۔۔۔۔" ابھی وہ کچھ بولتی کہ ناز بیگم نے بیچ میں ٹوک دیا۔

"دریہ۔۔۔ابھی کام ہیں مجھے جلدی سے کر کے دو یہ۔" تو وہ مسکرا کے آلو چھلینے لگی اور اپنی یونیورسٹی جانے کے خواب دیکھنے لگی۔

****

شام کے سائے ڈھل چکے تھے جب سالار نے گھر میں داخل ہوتے سلام کیا۔۔۔دریہ اس کی آواز سنتے بھاگی۔

"بھائی۔۔۔آپ آ گئے۔" پرجوش سی سالار کو دیکھتی بولی۔

"نہیں دریہ میں ابھی کام پہ ہوں۔"

بظاہر سنجیدگی سے لیکن مزاق اڑاتے کہا تو دریہ ہنس دی۔

"آپ کو پتا آج کیا ہوا۔"

بے قراری و بے چینی سے اپنے بھائی سے سوال کیا تو وہ مسکرا کے سر ہلا گیا، اور ساتھ ہی اپنا کوٹ اتار کے صوفے پہ اپنے پاس رکھا اور دریہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے بھی ساتھ بٹھایا۔

"آج میری کیوٹ سی مانو بلی کا رزلٹ آیا ہے جس نے سارے چوہوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔" سالار نے اپنی بہن کو پیار سے اپنے ساتھ لگاتے کہا اور چپکے سے اپنی کوٹ کی پاکٹ سے ایک چاکلیٹ نکال کے اس کے ہاتھ پہ رکھی۔

"ارے واہ آج پھر۔۔۔۔۔۔ شکریہ بھائی۔" چاکلیٹ کو دیکھتی خوشی سے اپنے بھائی کو گلے لگا گئی۔

تبھی ناز بیگم لاؤنج میں آئی اور اپنے بیٹے سالار کا ماتھا چوما۔

"آگیا میرا بیٹا۔۔۔۔۔ چلو فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔" سالار کو کہتیں وہ دریہ کو ساتھ لے گئیں کہ کھانا لگا دے ٹیبل پہ۔

کھانے کی ٹیبل پہ کھانا لگا کے دریہ اپنے بابا اور بھائی کو بلا کے لائی اور پھر سب نے مل کے کھانا شروع کیا۔

"آج میری بیٹی نے ہمارا سر فخر سے اونچا کر دیا۔" دریہ کے بابا حسن صاحب نے کہا۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔۔ میرے دونوں بچے ہیں ہی بہت قابل۔" ناز بیگم نے بھی فخر سے کہہ کے اپنی بیٹی کا ماتھا چوما۔

"میں اب یونیورسٹی جاؤں گی بابا۔۔۔۔ کتنا مزا آئے گا نا۔" دریہ نے خوشی سے کہا تو سب ہنس دیئے۔

"بالکل جاؤگی ہم کل ہی یونیورسٹی جا کے فارم لے کے آئیں گے ٹھیک ہے۔" سالار نے پیار سے کہا تو وہ بچوں کی طرح سر ہلانے لگی۔

"لیکن بیٹا یونیورسٹی میں تو لڑکے بھی ہونگے نا۔" ناز بیگم نے زرا توقف کے بعد کہا تو حسن صاحب نے الجھ کے ان کی طرف دیکھا۔

"تو کیا ہو گیا سب پڑھتے ہیں یونیورسٹی میں۔۔۔۔۔ہماری بیٹی نے تو ویسے بھی بہت سارا پڑھنا۔" ان کو جیسے ناز بیگم کا اس طرح کہنا ناگوار لگا۔

ناز بیگم زرا پرانے خیالات کی مالک تھیں تو لوگوں کی باتوں میں جلد آجاتی تھیں اور یہی بات کبھی کبھی حسن صاحب کو ناگوار لگتی تھی۔

ان کے صرف دو ہی بچے تھے پہلا سالار جو پڑھ لکھ کر اب اپنے بابا کے ساتھ بزنس سنبھال رہا تھا اور پھر اس سے تقریباً سات سال چھوٹی دریہ جو ابھی انٹر کے ایگزامز دے کے فارغ ہوئی تھی، ان کے گھر کے ساتھ ہی حسن صاحب کے بھائیوں کے بھی گھر تھے جن کی فیملی کا بھی ادھر آنا جانا رہتا تھا۔

حسن صاحب تین بھائی تھے تینوں اخلاق کے بہت اچھے تھے۔ عباس صاحب حسن سے چھوٹے تھے اور انہیں کے ساتھ بزنس میں پارٹنر تھے جبکہ سب سے چھوٹے بھائی اعجاز ان کا الگ کاروبار تھا لیکن بھائیوں میں پیار بہت تھا۔

****

کھانے کے فوراً بعد دریہ معمول کی طرح اپنے چاچو جان کے گھر موجود تھی جہاں وہ اپنی فیورٹ کزن کے ساتھ بیٹھی چپس کھانے میں بزی تھی۔

"ہدا یار۔۔۔۔ یہ کیا بڈھوں والی مووی ہے کوئی اچھی سی لگاؤ رومینٹک سی۔" دریہ نے ہدا کو پرانی مووی لگاتے دیکھا تو منہ بنا کے کہا۔

"اچھا میں دیکھتی ہوں کوئی نئی مووی۔"

چینل چینج کرتے کہا اور ایک اچھی سی مووی دیکھنے لگیں دونوں جب اچانک سے ارمان اندر آیا اور ان دونوں کو ایسے بے نیاز سا بیٹھا دیکھ دروازے پہ ہی رک گیا۔

"ارے مان بھائی کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔؟" دریہ نے خوشی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک درے تم کیسی ہو، ہدا یار وہ مجھے میری شرٹ دیکھ دو بلیو والی۔"

دریہ کو جواب دیتے ہدا کو آنے کی وجہ بتائی تو ہدا سر ہلا کے چلی گئی، پیچھے ارمان اندر داخل ہوا اور دریہ سے فاصلے پہ صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"کیا کر رہی ہو آج کل۔"

ارمان نے پلیٹ سے چپس اٹھاتے کہا۔

"گھر میں سب کو تنگ۔"

چپس منہ میں ڈالتے آرام سے جواب دیا تو ارمان ہلکا سا ہنس دیا۔

"کوئی نئی بات بتاؤ یہ تو تم روز کرتی ہو۔"

اس نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تو دریہ نے گھورا۔

"آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ میں نے سب کی ناک میں دم کر کے رکھا ہے۔" اس کی طرف مکمل مڑتے دریہ نے کڑھے تیوروں سے گھورتے کہا تو ارمان نے آنکھیں گھمائی۔

"کتنی سمجھدار ہو گئی ہو تم درے۔" ارمان نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔

"ہے نا۔۔۔۔۔ میں بھی سوچ رہی تھی کہ آپ کی صحبت کا اثر ہو رہا مجھ پہ۔" دریہ نے بھی تائید میں سر ہلاتے کہا تو ارمان اس کی چالاکی پہ مسکرا اٹھا۔

"اور مجھے تو لگتا کہ مجھ میں عادتیں بھی آپ ہی کی آ گئی ہیں۔۔۔۔۔" افسوس کرتے دریہ نے چپس اٹھاتے اپنے منہ میں ایسی رکھی جیسے کوئی بہت دکھ کی بات ہو۔

"تم کہنا چاہ رہی ہو کہ "مَیں" نے سب کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔"

ارمان نے حیرت سے آنکھیں کھولے اپنی طرف اشارہ کرتے دریہ سے پوچھا۔

"واؤ کتنے سمجھدار ہو گئے ہیں نا آپ مان بھائی۔" بڑی چالاکی سے دریہ نے اس کے الفاظ اسی کو لٹائے تو ارمان اش اش کر اٹھا۔

تبھی ہدا اس کی شرٹ پریس کر کے لے آئی۔

"یہ میں نے پریس بھی کر دی ہے۔" اس کو شرٹ پکڑاتے ہدا نے اپنی جگہ سنبھالی کہ دریہ چیخ اٹھی۔

"ہدا۔۔۔۔ تم اپنے بھائی سے اور منگواؤ یہ میری ہے۔" دریہ نے پلیٹ اپنی طرف کرتے اس پہ ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں ہدا لے ہی نا لے اس میں سے۔

"خدا کا خوف کرو لڑکی۔۔۔۔ کتنی بڑی ہوں میں تم سے آپی کہا کرو۔"

ہدا نے مصنوعی رعب جھاڑتے کہا تو دریہ نے اپنی گول مٹول سیاہ آنکھیں گھمائیں۔

"مجھ سے نہیں کہا جاتا "آپ" "کو آپی"۔۔۔۔ جب ہمارے گھر آؤ گی ناں تب کہوں گی بھابھی۔"

لاپرواہی سے کہتی ہدا کو گڑبڑانے پہ مجبور کر گئی وہ تو اس نے شکر کیا کہ ارمان جا چکا تھا ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ دریہ میڈم اس کے سامنے بھی یہ کہہ دیتیں۔

"تم۔۔۔۔ تم ایک نمبر کی کمینی ہو۔" رکھ کے ایک کشن مارا کہ دریہ میڈم پلیٹ کے ساتھ ہی اوندھے منہ گری اور ہدا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

پھر دریہ نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی ایک ایک رکھ کے دی اس کو بغیر اس کے بڑے ہونے کا خیال کیئے۔

ان دونوں کا پیار ہی اتنا تھ جیسی سگی بہنیں ہوں، ہدا اور سالار کی بچپن میں ہی بات طے کر دی گئی تھی جس کا سب کو علم تھا۔۔۔۔ اسی لیے دریہ کبھی کبھی اس کو تنگ کر دیا کرتی تھی۔

ہدا اور ارمان بھی دو بہن بھائی تھے، ارمان سالار سے کچھ ماہ بڑا تھا اور ان کے ساتھ ہی بزنس میں تھا۔

****

آج سب خواتیں دریہ کے گھر لاؤنج میں اکٹھی بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں جب ناز بیگم نماز کا کہہ کے اندر کمرے میں چلی گئیں۔

پیچھے دریہ کی چھوٹی اور بڑی چچی رہ گئیں، ہدا بھی دریہ کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی جبکہ سب سے چھوٹی چچی کے بچے ابھی سکول میں تھے۔

"دریہ تمہیں پتا ارمان اب باہر جا رہا ہے بزنس کے سلسلے میں۔" چھوٹی چچی فرخندہ نے جیسے دریہ کو پتے کی بات بتائی۔

"جی چچی جانتی ہوں۔" کہہ کے دریہ پھر سے ہدا کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئی۔

"تو اس کو کہنا کہ ہمارے لیے بھی وہاں سے کچھ اچھا سا لے کے آئے۔"

"میں کیوں کہوں چچی آپ خود کہہ دیجئے گا۔" دریہ کو ان کی بات سمجھ نہ آئی کہ وہ کیوں کہے مان بھائی سے ان کے لیے کچھ لانے کو۔

"ارے وہ تمہاری ہی تو سنتا۔۔۔۔۔۔۔ دیکھا نہیں کیسے آگے پیچھے پھرتا تمہارے۔" رازدرانہ انداز میں کہتی ہنس پڑیں جبکہ شائستہ بیگم (ہدا اور ارمان کی ماں) اور دریہ ان کی بات کو سمجھنے کی کوشش میں تھیں، ہدا پانی پینے کچن گئی تھی۔

"میں سمجھی نہیں آپ کی بات۔" دریہ نے ناسمجھی سے کہا کہ واقعی چھوٹی چچی کی باتیں سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔

"آجائے گی سمجھ بھی جب دولہن بنوگی۔" معنی خیزی سے دریہ کو دیکھتی کہہ کے ہنس دی۔

"جی؟ میں کیوں دولہن بننے لگی۔۔۔۔" اس نے ابرو اچکا کے پوچھا۔

"مجھے ہدا بلا رہی ہے، آپ کریں باتیں۔" اتنا کہہ کے اٹھی اور اندر بھاگی۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ فرخندہ چچی یا تو بات نہ کرتیں اگر کرتیں بھی تو جلی کٹی یا ایسی کہ سمجھ سے باہر ہو۔

"یہ کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔۔ بچی ہے وہ ابھی۔" اس کے جانے کے بعد شائستہ بیگم نے چچی فرخندہ سے دریافت کیا۔

"صحیح تو کہہ رہی ہوں بھابھی۔۔۔۔ اب بس اس کو ارمان کا کر دیں آپ، کوئی بچی نہیں ہے اچھی خاصی سمجھ ہے اسے، آپ نے دیکھا نہیں کیسے شرما کے گئی ہے۔" چچی نے منہ بنا کے کہا جیسے انہیں شائستہ بیگم کی بچی والی بات بری لگی ہو۔

"پسند تو مجھے بہت ہے دریہ اپنے ارمان کے لیے لیکن ابھی چھوٹی ہے، پڑھ بھی رہی ہے پڑھائی ختم ہوتے ہی لے آؤں گی میں اسے اپنے گھر کی رونق بنا کے۔"

شائستہ بیگم نے مسکرا کے کہا کہ ان کو شروع سے ہی دریہ بہت پسند تھی شوخ چنچل سی جو ہر وقت رونق لگائے رکھتی تھی گھر میں۔

"اب آپ خواب دیکھیں اس کو اپنی بہو بنانے کے۔۔۔ (پھر دیکھتے ہی رہ جائیں)" شائستہ بیگم کو مسکرا کے کہتی جانے کے لیے اٹھی، آخری جملہ دل میں سے سوچا اور وہاں سے بچوں کا آنے کا کہہ کے چلی گئیں۔

www.urdunovelsmania.com

****

"یار یہ چچی کیا ہیں مجھے کبھی ان کی سمجھ نہیں آتی۔" ہدا جو کچن میں اب چائے رکھ رہی تھی اس کے پاس پہنچتے دریہ نے منہ بنا کے کہا۔

"کیا ہوا اب۔" چولہے کی آنچ کو ہلکا کرتے ہدا نے اس کی طرف مڑتے پوچھا۔

"میری شادی کی بات لے آئیں آج۔۔۔ پتا نہیں کہاں سے ایسے ٹاپکس ملتے ہیں ان کو۔" فریج سے رشین سلاد کا باؤل نکالتے کہا اور پاس شیلف سے فورک اٹھایا اور کھانے لگ گئی۔

"ان کی باتیں چھوڑو وہ تو ایسے ہی کہتی ہیں۔" ٹرے میں کپوں کو ترتیب سے سیٹ کرتے ہدا نے لاپرواہی سے کہا۔

"تو کن کی باتوں کو پکڑوں۔۔۔ 'سالار' بھائی کی۔"

دریہ نے شرارت سے کہا تو ہدا کے دل نے اس کے نام پہ ہی بیٹ مس کی۔

"تم۔۔۔ تم باز آجاؤ میں شکایت کروں گی تمہاری۔" ہدا نے آنکھیں دکھاتے دھمکی دینا چاہی لیکن اثر کہاں ہونا تھا۔

"سالار بھائی سے۔۔۔" حیران ہوتے کہا تو ہدا کا دل کیا کہ اس کے منہ پہ ٹیپ لگا دے کیونکہ سالار ابھی گھر میں داخل ہوا تھا جو کسی کام سے آیا تھا اور شاید اس کی گوہر فشانی سن بھی چکا تھا۔

"کیا لوگی منہ بند کرنے کا۔" ہدا نے دانت پیستے کہا کہ ایسے تو اس کی ٹیپ بند نہیں ہونی تھی۔

"ایک پپی۔" آنکھ دبا کے کہتی پلیٹ سائڈ پہ رکھی اور ہدا کو شرارت سے دیکھا۔

"نا بالکل بھی نہیں۔۔۔"

صاف انکار کیا اور چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔۔۔

"ہاں جی ہمیں تو اب انکار ہی ہونا اب تو بس 'سالار' صاحب۔۔۔۔۔"

دریہ افسوس سے کہتی پلیٹ سے پھر کھانے لگی اور سالار کے نام پہ زور دیا کہ ہدا نے پلیٹ کھینچ کے اس کے کندھے پہ چپت لگائی، سالار اب واقعی یہ بات سن چکا تھا اور مسکرا دیا۔

چونکہ وہ وہی ہال میں بیٹھا تھا جہاں سے کچن کی آوازیں آسانی سے سنی جا سکتی تھی اسی لیے دریہ میڈم کی بھی باتیں وہ صاف سن رہا تھا۔

"تم کتنی بے شرم ہو گئی ہو قسم سے، چلو نکلو یہ چائے لے کر۔"

ہدا نے آنکھیں دکھاتے اسے ٹرے تھمائی اور باہر بھیجا۔

خود بھی بسکٹس اور دوسری لوازمات کی پلیٹس سجائے باہر لائی اور سالار کے سامنے رکھی۔

"آپ کب آئے؟"

چائے کا کاپ اٹھاتے سالار نے ہدا کو دیکھتے پوچھا۔

"تھوڑی دیر پہلے ہی آئے تھے، چچی فرخندہ بھی تھیں ساتھ وہ شاید چلی گئیں ہیں۔" مسکرا کے جواب دیا تو سالار سمجھ کے سر ہلا گیا۔

"اوکے درے میں چلتا ہوں۔۔۔۔ فائل لینے آیا تھا لے لی اور چائے کے لیے شکریہ۔" دریہ کو کہتا ایک نظر ہدا کو دیکھتے شکریہ کہا تو وہ مسکرا دی۔

اس کے جانے کے بعد دریہ میں پھر سے جانے کون سی روح آگئی کہ وہ پھر ہدا کو تنگ کرنے لگی۔

****

آج دریہ اور اس کی بیسٹ فرینڈ یونیورسٹی آئی تھیں اپنا ایڈمیشن فارم دینے ساتھ میں سالار بھی تھا۔
فارم فل ہوا تو اس کو سبمٹ کروا آئے پھر دونوں لڑکیوں نے ضد کی کہ یونی دیکھنی ہے تو سالار نے کہا کہ اس کو کسی ضروری کام پہ جانا ارمان کے ساتھ تو واپسی میں پک کر لے گا تب تک وہ یونی گھوم لیں جس پہ دونوں چہک اٹھیں۔

سب سے پہلے وہ کینٹین آئی تھیں، جہاں پہ بہت کم سٹوڈنٹس تھے۔۔۔۔ وہ بھی دونوں آرام سے بیٹھ گئی اور اپنا آرڈر کر دیا۔
"مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ ہم بھی اب یونی آئیں گے۔" دریہ نے خوش ہوتے سحر سے کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔
"میں بھی بہت خوش ہوں یار۔۔۔۔ بس جلدی سے اب ہماری کلاسس شروع ہوں اور ہماری گھر کے کاموں سے جان چھوٹے۔" سحر نے منہ بنا کے کہا تو دریہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تو کتنی کام چور ہے، اللہ ہی بچائے اب تیرے ہونے والے سسرال کو۔" کانوں کو ہاتھ لگاتی مکمل افسوس سے گویا ہوئی تو سحر کا منہ کھل گیا۔

"چل میں تو ہوں کام چور لیکن تو کس کام کی ہے چڑیل۔۔۔۔۔ آج تک انڈہ تو دور پانی بھی نہیں ابالا۔" سحر نے تپ کے حساب بے باک کیا۔

"لو تم پانی کی بات کر رہی ہو میں نے چائے ابالی ہے۔" دریہ نے فخر سے اپنا کارنامہ سنایا۔

"وہ بھی آنٹی نے رکھی ہوئی۔" سر جھٹک کے گویا یاد دلایا ہو۔

"ہاں تو۔۔۔۔ پاس تو تھی نا۔" اکڑ کے جواب دیا تو سحر نے آنکھیں گھمائیں۔

تبھی ان کا آرڈر آگیا اور دونوں کھانے سے انصاف کرنے لگیں۔

کچھ دیر میں انہیں سالار کی جگہ ارمان لینے آگیا۔

"مان بھائی آپ! سالار بھائی نہیں آئے؟" دریہ نے ارمان کو گیٹ کے پاس دیکھتے کہا۔

"اسے کام تھا کچھ تو مجھے کہہ دیا کہ تمہیں لے آؤں۔۔۔ کیا نہیں جانا؟ تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔" ارمان نے پہلے حیران ہوتے پھر شرارت سے گاڑی کا دروازہ کھولتے کہا جیسے وہ ابھی نکل جائے گا ان کو لیے بغیر۔

"ارے نہیں نہیں ارمان بھائی یہ تو ہے ہی ایسی۔۔۔۔ آپ مجھے چھوڑ آئیں۔" سحر دریہ کو سائیڈ پہ کرتی گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلے بیٹھ گئی تو دریہ جل بھن گئی۔

"ارے میں نے یہ تو نہیں تھا کہا کہ آپ چھوڑ کے چلیں جائیں۔۔۔۔" دریہ بھی منہ بنا کے آگے بیٹھ گئی۔

"ویسے ارمان بھائی، آپ شادی کب کر رہے ہیں؟" تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب سحر نے آگے ہو کے دلچسپی سے پوچھا جس پہ ارمان ہنس دیا۔

"کیوں تم نے کیا کرنا۔" گاڑی کا ٹرن لیتے اس نے عام سے انداز میں پوچھا۔

"لو یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے مان بھائی۔۔۔۔۔ ہم نے آپ کی شادی پہ ہنگامے کرنے ہیں، سالار بھائی کی شادی سے پہلے آپ کی شادی ہو گی آپ بڑے ہیں نا ان سے اس لیے۔۔۔۔ پھر آپ کو ہم نے خوب لوٹنا۔۔۔۔ ہے نا سحر۔"

دریہ پر جوش سی کہتی آخر پہ سحر کی طرف دیکھا جس نے زور و شور سے اپنا سر ہلایا کے تائید کی۔

"بلکل بلکل۔۔۔۔ ایسا ہی ہے۔" بچوں کی طرح جواب دیا تو ارمان ان کی باتوں پہ ہنس دیا۔

"بھئی میرا تو ابھی کوئی ارادہ نہیں اپنے بھائی سے پوچھ لینا کیا پتا اس کا پہلے ہو۔" سائیڈ مرر سے باہر دیکھتے اس نے مسکرا کے جواب دیا تو دونوں کے منہ بن گئے۔

"لو یہ بھی کوئی بات ہوئی بھلا۔" دونوں کو جیسے اس کا یہ بات کہنا برا لگا۔

"اس میں منہ بنانے والی کیا بات ہے، جب کوئی اچھی سی لڑکی ملے گی کرلوں گا شادی۔" ارمان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہاں جی تب تک آپ بوڑھے ہوجانا ٹھیک ہے۔" دریہ نے دوسری طرف منہ کرتے کہا۔

"درے اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے بالکل بچی ہو تم۔" ارمان ہنس کے گویا ہوا۔

"تم بھی ناراض ہوگئی کیا؟" ارمان نے بیک ویو مرر سے پیچھے دیکھتے کہا جہان سحر بھی منہ بنا کے بیٹھی تھی۔

"اچھا چلو آئس کریم کھاتے ہیں پھر تم دونوں مجھے بتانا کہ کیسی لڑکی سے شادی کرنی چاہیے مجھے۔" ارمان کے کہنے کی دیر تھی دونوں تیر کی طرح سیدھی ہوئیں۔

آئس کریم پارلر پہنچے ارمان نے آرڈر دیا اور ان کے پاس آ کے بیٹھ گیا جو جانے کیا کان میں کھسر پھسر کررہی تھیں۔

"اچھا اب بتاؤ کس طرح کی میری بیگم ہونی چاہیے۔" ارمان نے دونوں کو دیکھتے پوچھا۔

"میری طرح کی۔۔۔۔ شرارتی سی۔" اس کے کہنے پہ ارمان نے حیرت سے اسے دیکھا جو جانے کیا کہہ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟" ارمان نے الجھتے پوچھا۔۔۔

"اوہو مان بھائی مطلب کے آپ ہیں تھوڑے سے سنجیدہ۔۔۔ سڑو قسم کے، تو جو آپ کی بیگم ہونگی ان کو تھوڑا فنی سا شرارتی سا ہونا چاہیے جو میری طرح سب کی ناک میں دم کر کے رکھے۔"

دریہ نے اپنی سوچ بیان کی تو ارمان کھل کے ہنس دیا، تبھی ان کا آرڈر بھی آگیا، سحر اور دریہ تو فوراً سے شروع ہو گئیں جیسے ابھی کوئی چھین لے گا ان سے یہ۔

"یہ اچھا نہیں۔۔۔ میں کہاں سے سڑو ہوں، تم دونوں کے ساتھ اچھا خاصا رہتا ہوں خوامخواہ مجھ پہ الزام لگا رہی ہو۔۔۔ اور رہی بات میری بیگم کی تو آپ دونوں زرا یہ باتیں اپنی چھوٹی ماں سے کہہ دینا وہ ڈھونڈلیں گی میرے لیے بیگم آپ دونوں کی پسند کی۔"

پہلی بات زرا خفگی سے کہی پھر مسکرا کے کہتا خود بھی کھانے لگا، اس کی باتیں سن کے دونوں نے فرمانبرداری سے سر ہلایا کہ آج ہی جا کے چھوٹی ماں سے بھابھی کی فرمائش کرنی ہے۔۔۔

سحر اور دریہ دونوں سکول ٹائم کی فرینڈز تھیں۔۔۔ پوری فیملی ان کی دوستی کو خوب جانتی تھیں کہ کیسے وہ دونوں ایک دوسرے پہ جان چھڑکتی تھیں، ارمان اور سالار دونوں سحر کو اپنی بہن مانتے تھے اور وہ اکثر ان کے گھر بھی آیا جایا کرتی تھی۔

آئس کریم کھانے کے بعد ارمان نے ان دونوں کو گھر چھوڑا اور پھر خود آفس چلا گیا۔

****

شام کو دریہ نے اپنے بابا کو سب بتایا کہ وہ ارمان بھائی کی دولہن ڈھونڈنا چاہتی ہے تو وہ اسکے بچپنے پہ ہنس دیئے، پھر سارے دن کی روداد سنا کے روم میں آئی فریش ہو کے وضو کیا اور رات کی نماز ادا کی۔ نماز ادا کرنے کے بعد ہمیشہ کی طرح اپنی کمرے کی کھڑکی پہ بنی شیلف پہ بیٹھ گئی اور آسمان کو تکنے لگی۔

"اللہ تعالیٰ۔۔۔۔ میں نے آج آپ کو بہت مس کیا۔۔۔ آپ سے آج بات نہیں ہو پائی نا کہیں آپ ناراض تو نہیں۔" اس نے پریشانی سے کہا کہ کہیں واقعی اللہ تعالیٰ ناراض نا ہو جائیں۔

"آپ کیسے ناراض ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ آپ تو مجھ سے بغیر کسی غرض کے محبت کرتے ہیں ناں اور میرے سب سے اچھے دوست بھی ہیں۔" خود ہی سوال کرتی خود ہی جواب دے رہی تھی۔

یہ اس کی بچپن سے عادت تھی کہ وہ رات میں کھڑکی کے پاس بیٹھ کے روزا پنے اللہ سے بات کرتی تھی سوال کر کے دل میں جو جواب آئے وہی اس کو ایسے لگتا تھا کہ جیسے اللہ اس سے ہمکلام ہے، اللہ ہی تو ہمارے دلوں میں باتیں ڈالتا اچھی بھی بری بھی ہمیں آزمانے کے لیے۔

اور جو اس کے دل میں بات آتی تھی وہ جواب سمجھ جایا کرتی تھی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"اچھا اب میں سونے لگی ہوں آپ مجھے صبح نماز کے لیے اٹھا دینا۔" اپنے بستر پر لیٹتی اس نے دل میں کہا اور آنکھیں موند گئی۔

****

صبح وعدے کے مطابق وہ ازان کی آواز پہ ہی اٹھ گئی تو خوشی سے بستر سے نکلی اور فریش ہونے چلی گئی۔

"شکریہ اللہ تعالیٰ۔۔۔"کہہ کے نماز پڑھنے لگ گئی۔

نماز پڑھ کے اس کی عادت تھی دوبارہ سونے کی، کچھ ہی دیر گزرنے کے بعد ناز بیگم ہمیشہ اس کے سر پہ کھڑی ہو جاتی تھی اس کے باوجود اس کی سونے کی عادت نہیں تھی گئی۔

ابھی بھی تھوڑی دیر گزری کہ ناز بیگم نے آوازیں لگانا شروع کر دیں۔

"دریہ اٹھ رہی ہو یا میں دوں ایک۔" جب وہ مسلسل آواز سے بھی نا اٹھی تو امی نے ایک رکھ کے دی کمر پہ۔

"مار کے پوچھ رہی ہیں کہ دوں کیا۔۔۔ یہ کیسا انصاف ہے ماں۔" دریہ نے دہائی دیتے کمبل سے منہ نکال کے کہا تو امی نے آنکھیں دکھائیں۔

"اٹھو اب۔۔۔۔۔ بھائی بلا رہا تمہارا نیچے ناشتہ دو اس کو۔" اس کا کمبل سمیٹتے مصروف سی گویا ہوئیں تو دریہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتی نیچے کو بھاگی، آج جمعہ کا دن تھا سب بڑے گھر پہ ہوتے تھے اور سالار کی فرمائش پہ جمعے کو دریہ ناشتہ بنا کے دیتی تھی اپنے بابا اور بھائی کو اور یہی بات وہ بھول گئی تھی

۔

"سوری سوری ینگ مین۔۔۔۔ میں ابھی لائی۔" اپنے بابا کو ٹیبل پہ ناشتے کے لیے انتظار کرتے دیکھ دریہ نے سر کھجا کے کہا اور کچن میں بھاگی پیچھے وہ مسکرا دیئے۔

تھوڑی دیر میں پراٹھے اور آملیٹ کے ساتھ چائے کا ناشتہ پیش کیا، دریہ کو کھانا بنانا نہیں آتا تھا سوائے پراٹھے اور آملیٹ کے وہ بھی سالار کی ضد پہ ہی سیکھا تھا، چائے بھی امی نے ہی بنائی تھی۔

****

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

سب ابھی ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ فرخندہ چچی آگئیں۔

"کیسی ہیں آپ چچی؟" سالار نے مسکرا کے پوچھا تو وہ اپنا حال احوال بتانے لگیں۔

"بھابھی وہ دراصل میں نے مارکیٹ جانا تھا عیشاء کا کچھ سکول کے لیے ضروری سامان لانا تھا، وہ تو صبح صبح ٹیوشن کے لیے نکل گئی تو میں سوچ رہی تھی کہ دریہ کو ساتھ لے جاؤں۔"

چچی نے اپنی بات کہنا شروع کی اور ایک نظر دریہ کو دیکھا جو اپنے بھائی اور بابا کے پاس بیٹھی چچی سے بالکل بے نیاز سی باتیں کر رہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے لے جاؤ۔۔۔۔ اکیلی جاؤ گی کیا دونوں۔" ناز بیگم نے ٹیبل سے چیزیں سمیٹتے کہا۔

"نہیں ہدا بھی جا رہی ہے اس کو بھی کہہ آئی ہوں کہ دونوں ساتھ چلیں میرے خود بھی جو لینا ہو لے لیں۔" ہدا کا نام لینے پہ دریہ سمیت سالار کا دھیان بھی ادھر کو ہوا۔

****

"چچی ہدا بھی جا رہی ہے۔۔۔" دریہ نے چچی کے پاس بیٹھتے پوچھا۔

"ہاں وہ بھی جا رہی تم دونوں نے بھی کچھ لینا ہوا تو لے لینا، چلو تیار ہو جاؤ تھوڑی دیر میں نکلتے ہیں۔" چچی نے اٹھتے کہا تو دریہ جی اچھا کہہ کے اوپر کمرے کی طرف گئی۔

دریہ پنک لانگ فراک پہنے حجاب کو سہی سے لپیٹ کے چچی فرخندہ کے گھر گئی اور وہاں لاؤنج میں بیٹھ کے ہدا کا انتظار کرنے لگی جب حامد اندر داخل ہوا اور دریہ کو وہاں بیٹھا دیکھ چونک گیا، کیونکہ اس ٹائم وہ اکثر آجایا کرتا تھا لیکن کبھی دریہ کو اس طرح صبح کے وقت یہاں نہیں دیکھا تھا۔

"کیسے ہیں آپ حامد بھائی۔" دریہ نے مسکرا کے پوچھا تو وہ محض سر ہلا گیا۔

"آج اتنی صبح یہاں خیریت۔" حامد نے سنجیدگی سے پوچھا۔

حامد حسن صاحب کا چچازاد بھائی تھا عمر میں وہ سالار اور ارمان جتنا ہی تھا، ان کی فیملی کا بھی یہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔

"وہ میں اور ہدا چچی کے ساتھ مارکیٹ جا رہی ہیں ان کو کچھ چیزیں لینی تھیں۔" دریہ نے کیچن کے دروازے کو دیکھ کے کہا کیونکہ چچی ابھی وہی گئی تھیں شاید ان کو پتا لگ گیا تھا کہ حامد آیا ہے۔

"کیسے ہو حامد؟"

چچی نے جوس کا گلاس حامد جو پکڑاتے کہا تو اس نے مسکرا کے جواب دیا، حامد ہر وقت سنجیدہ رہنے والا بندہ تھا۔۔۔ زیادہ بات چیت کرنا پسند نہیں تھی اس کو۔

"چلو دریہ ہدا بھی تیار بیٹھی ہے گھر۔۔۔ ہم بھی نکلیں۔" چچی نے اپنا بیگ سنبھالتے کہا اور حامد کو بھی چلنے کا اشارہ کیا، چچی نے حامد کو بلایا تھا کہ وہ ان کو مارکیٹ تک چھوڑ آئے، واپسی پہ وہ ارمان یا سالار کو کہہ دے گیں کہ ان کو پک کر لیں۔

تھوڑی دیر میں ہی وہ سب ہدا کو بھی ساتھ لیے مارکیٹ تک آ گئے۔

"ہدایار وہ دیکھو۔۔۔مجھے وہاں جانا۔" دریہ ہدا کا ہاتھ پکڑتی اس کو ایک عبایا شاپ پر لائی اور اندر چلی گئی۔

"عبایا لینا؟" ہدا نے سرسری سا جائزہ لیتے کہا تو دریہ نے سر ہلایا۔

"مجھے یہ تمہارے والا بہت پسند ہے۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ یہاں سے ملے گا نہیں تو تم میری مدد کردو لینے میں۔" دریہ نے وہاں ہینگ ہوئے عبایا کی کوالٹی چیک کرتے کہا۔

"ہاں وہ تو ارمان بھائی لائے تھے۔۔۔۔۔۔یاد آیا وہ پھر جا رہے ہیں دبئی بزنس کے سلسلے میں تو تم ان سے کہہ دو وہ لا دیں گے۔"

ارمان کے جانے کا یاد آنے پہ ہدا نے دریہ کو مشورہ دیا تو دریہ کی آنکھوں میں چمک آئی۔

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔میں ان بھائی سے بھی کہہ دوں گی لانے کو اور یہاں سے بھی لے لیتی ہوں۔" دریہ نے خوش ہوتے کہا اور آگے ہوتے عبایا دیکھنے لگی۔

"مطلب یہاں سے بھی ضرور لینا ہے، خرچہ دونوں طرف سے۔"

ہدا نے مصنوعی رعب جھاڑتے کہا تو وہ دلکشی سے ہنس دی۔

"تو اُدھر تمہارے بھائی کا حق ہے میرے لیے چیزیں لانے کا اور اِدھر تمہارے "اُن" کا، یعنی میرے بھائی کا۔" بے نیاز سی ہو کہ کہتی ایک عبایا ہینگر سے پکڑ کے خود پہ لگا کے دیکھنے لگی کہ کیسا لگتا اور ہدا اس کی باتیں سن کے حیرت کے سمندر میں ڈوبی رہی۔

"یا اللہ یہ لڑکی کبھی نہیں سدھرنے والی۔۔۔۔" ہدا نے مسکرا کے دریہ کو دیکھا۔

"یہ ٹھیک ہے نا۔" اس نے ایک سمپل سا عبایا جس کے بازوؤں کے کونے پہ بلیک ہی سٹونز لگے تھے اور مکمل بند تھا، ہدا کے آگے کیا تو وہ اس کی چوائس پہ داد دیئے بنا نہ رہ پائی۔

"کچھ نہ ہو کے بھی خوبصورت، کمال ہے تمہاری چوائس پہ۔"

ہدا نے دل کھول کے تعریف کی کیونکہ یہاں ایک سے بڑھ کے ایک عبایا موجود تھا جس پہ مہنگے سٹونز کا کام تھا لیکن دریہ نے ایک سادہ سا عبایا چنا کو جو ہدا بہت پسند آیا۔

پھر دوسری شاپس کے بھی چکر لگائے اور جو چیزیں پسند آتیں وہ لے لیتی لیکن ہدا کے خرچے سے بقول دریہ، میں تمہاری نند ہوں نا تو تمہارا بھی فرض بنتا مجھ پہ تھوڑا سا خرچ کرنا۔

"ارے عبایا لینے گئی تھی نا تم دونوں۔۔۔۔ لے لیا کیا۔۔۔؟" ان کو شاپ سے باہر نکلتے چچی فرخندہ نے کہا جن کے ساتھ حامد اب نہیں تھا۔

"جی چچی جان۔۔۔۔ میں نے لے لیا۔" دریہ نے اپنے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا صحیح ۔۔۔۔ میں نے بھی لے لی ہیں اپنی چیزیں اب چلتے ہیں گھر، حامد کو تو کام پہ جانا تھا وہ چلا گیا، تو ہدا ایسا کرو سالار کو کال کردو۔"

چچی نے اپنا ایک بیگ چیک کرتے ہدا سے کہا تو ہدا نے سر ہلا کے سالار کو کال کی اور موبائل چچی کو دیا جس کو انہوں نے ایک نظر شرارت سے ہدا جو دیکھ کے پکڑلیا۔

"وعلیکم السلام! بیٹا جی میں چچی جان بات کررہی ہوں ۔۔۔"

سالار کے سلام کے جواب پہ چچی نے ہنس کے جیسے سالار کو آگاہ کیا تو قہقہہ لگا اٹھا۔

"جانتا ہوں آپ کی آواز کو، پہچان گیا تھا کہ جس کا موبائل ہے وہ میڈم خود نہیں ہیں۔۔"

دوسری طرف سالار آفس میں بیٹھا پیپر ویٹ گھماتے بولا تو چچی نے ایک نگاہ ہدا کو شرارت سے دیکھا تو وہ انجان بنتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"بہت اچھے بیٹا جی ۔۔۔۔ اچھا اب ذرا تھوڑا سا اس کام کو چھوڑو اور میرا کام کرو، ہمیں مارکیٹ سے پک کرنے آؤ۔" چچی نے جیسے حکم سنایا۔

"تھوڑی دیر میں بندہ اپنے کے پاس حاضر ہوگا۔" سالار نے کہہ کے کال بند کی تو چچی نے موبائل ہدا کو پکڑایا۔

"تم نے بات کیوں نہیں کی ۔۔۔۔۔"

ساتھ چلتے چچی نے ہدا سے پوچھا، دریہ شاید تھک گئی تھی اسی لیے وہ چپ تھی ورنہ تو اس کا ریڈیو کہاں بند ہونا تھا۔

"میری بات نہیں ہوئی کبھی ان سے اس طرح تو۔۔۔۔۔ اسی لیے میں نے آپ کو پکڑا دیا۔" ہدا نے تھوڑا جھجھک کے جواب دیا تو چچی سمجھ کے سر ہلا گئیں۔

****

تھوڑی دیر بعد سالار آیا تو ہدا کے موبائل پہ کال کی۔۔۔۔ چچی زرا فوڈ کارنر کی طرف گئی تھیں جبکہ دریہ میڈم اونگ رہی تھیں کہ بس گھر پہنچو میں نے سونا۔

"دریہ یہ بھائی تمہارے بات کرو۔" دریہ کو کندھے سے جھنجھوڑتے ہدا نے فون کی طرف اشارہ کیا جس پہ دریہ نے منہ بنا کے اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔۔۔۔۔

"بھئی میں کیوں کروں تمہارے ہیں تم جھیلو۔"

دریہ نے منہ بسورتے کہا اور آنکھیں بند کر کے ٹیبل پہ سر رکھ لیا اس وقت وہ ایک کیفے ایریا میں تھے پاس ہی فوڈ کارنر تھا جہاں چچی گئی تھیں۔

سالار شاید سمجھ گیا تھا کہ موبائل ہدا کے پاس ہی ہے اسی لیے ڈھیٹوں کی طرح کال پہ کال کیے جا رہا تھا، ہدا کو اس کا دماغ بھی آج کھسکا ہوا لگا کہ بندہ میسج کر دے اگر پتا ہے تو لیکن نہیں۔

پھر ناچار ہدا کو کال اٹھانی پڑی۔

"السلام علیکم!" ہدا نے ہلکی آواز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! کال کیوں نہیں تھی پک کر رہی۔" شکوہ کیا گیا۔

"وہ پچی پاس نہیں تھیں تو۔۔۔۔"

"اٹھا لیتی اچھا تھا نا بات ہی ہو جاتی۔" سالار جیسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"اٹھا تو لیا ہے۔۔۔۔" ایک نظر دریہ کو دیکھ کے منمنائی۔

"دیر نہیں تھی لگانی چاہیئے اٹھانے میں نا۔" وہ بچوں کی طرح ابھی بھی اسی بات پہ اڑا رہا۔

"ہم آجائیں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے ہم آرہے ہیں اوکے۔" دریہ کو اٹھنے کا اشارہ کرتے بولی تو دوسری طرف سے سالار کا قہقہہ سنائی دیا مطلب کہا کچھ اور جواب ملا کچھ اور۔

"میں ویٹ کر رہا ہوں آجاؤ۔" پھر اس کی مسکراتی آواز آئی تو اوکے کہہ کے کال کاٹ دی۔

****

جب وہ گاڑی کے پاس پہچے تو سالار گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا موبائل میں بزی تھا، دریہ تو جاتے ہی پچھلی سیٹ پہ گھس گئی کہ مجھے نیند آئی ہے میں پیچھے لیٹ کے سونا ہے، پچی بھی اس کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی اب ہدا تذبذب کا شکار کہ کیا کرے۔۔۔

"بیٹھو یا ادھر رکنے کا ارادہ ہے ہدا۔" جب وہ نا بیٹھی تو سالار نے اس کو ہوش دلایا تو وہ جی اچھا کر کے بیٹھ گئی۔

"تمہارا رزلٹ کب آ رہا؟"

گاڑی میں موجود خاموشی کو سالار کی آواز نے ہدا کو مخاطب ہوتے توڑا جو دوسری طرف رخ کیے باہر جانے کیا دیکھ رہی تھی اور یہی بات سالار کو تپ رہی تھی کہ اس کو دیکھنے کے بجائے وہ باہر دیکھ رہی تھی اسی لیے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے بات کا آغاز کیا۔

"میرا۔۔۔۔ میرا شاید اسی مہینے آجائے گا، ابھی کنفرم نہیں۔"

ہدا نے جواب دے پھر باہر دیکھنا شروع کر دیا۔

ہدا نے ابھی ایم ایس سی کمسٹری کے فائنل ائیر کے ایگزامز دیئے تھے اور اب انکے رزلٹ آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

www.urdunovelsmania.com

"آگے کیا کرنے کا ارادہ۔"پھر سے اپنی طرف متوجہ کیا تو جواب اب کی بار دریہ کی طرف سے آیا۔

"آپ سے شادی۔۔۔۔"دریہ کی آواز پر ہدا جو سالار کو دیکھ کے جواب دینے والی تھی سالار کے اچانک دیکھنے پہ نظریں پھیر رہی۔

"نہ۔۔۔۔نہیں!"اس نے بوکھلا کے جواب دیا تو چچی کے ساتھ دریہ کا بھی قہقہہ ابھرا تو سالار نے ابرو اچکائے۔۔

"مطلب نہیں کرنی شادی۔۔۔"

سالار نے سنجیدہ سا پوچھا تو چچی اور دریہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"نہیں۔۔۔مطلب وہ۔۔۔میں کرنی۔۔۔۔میں نے آگے ایم ایس کرنا۔"ہدا سے جب جواب نہ بن پایا تو پڑھائی کا کہہ دیا جبکہ اس کا ارادہ تھا کہ شادی کے بعد ہی اگر سالار نے اجازت دی تو پڑھ لے گی اس سے پہلے زرا بریک لے لے، لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ بریک بھی گئی اب بریک پہ۔

اس کے جواب پر تو سالار نے مشکل سے ہی اپنا قہقہہ روکا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔پرسوں ریڈی رہنا میں لے جاؤں گا تمہیں یونی وہاں سے معلومات لے لیں گے۔"سالار نے ایک نظر ہدا کے جھکے سر کو دیکھتے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"جی ٹھیک۔" اب کہہ کے پچھتا رہی تھی کہ یہ کیوں نا کہا کہ زرا گیپ لے کہ سٹڈی شروع کرے گی

لیکن جانا تو تھا اب ایڈمیشن لینے۔۔۔

****

گھر پہنچتے ہی دریہ تو نکل پڑی سونے کہ چچی نے بہت تھکا دیا حالانکہ کیا کچھ بھی نہیں تھا وہاں، پھر بھی اماں جان سے ڈانٹ پڑ ہی گئی۔

دریہ جب شام کی نماز پڑھ کے لاؤنج میں آئی تو دیکھا کہ ارمان آیا ہوا تھا، سب کو سلام کر کے وہ بھی اپنے پاپا کے پاس بیٹھ گئی۔

"ارمان دبئی والے ٹرپ کا کیا بنا۔" حسن صاحب نے چائے کا گھونٹ بھرتے پوچھا۔

"بڑے بابا وہ تو آگے ہو گیا کچھ عرصے کے لیے۔"

"کیوں خیریت؟" انہوں نے الجھ کے کہا کیونکہ یہ پراجیکٹ بہت خاص تھا ان کے لیے، وہاں کی بڑی کمپنیوں نے ان کو اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر دی تھی جو انہوں نے خوش دلی سے قبول کی اور اب وہ چاہتے تھے کہ ان کی کمپنی سے کوئی وہاں آ کے وزٹ کر جائے تو ارمان نے فیصلہ کیا کہ وہ چلا جائے گا لیکن اب انہوں نے بتایا تھا کہ تم تھوڑے عرصے میں ان کو وہاں پہنچنے کی اطلاع کر دی جائے گی۔

"جی بڑے بابا وہ ان کی شاید کمپنی کے ایک ورکر نے غداری کی جس پہ ان کو ایکشن لینا پڑا اور آج کل کیس کورٹ میں ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ جب وہ اس کیس سے فارغ ہو نگے تبھی کوئی ڈیل فائنل کر پائیں گے۔" ارمان نے رسانیت سے جواب دیا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئے۔

"مان بھائی میرے لیے وہاں کا عبایا ضرور لائیے گا۔" دریہ نے یاد کراتے کہا۔

"بالکل درے لاؤں گا کوئی اور بھی چیز ہے جو لانی ہے تو بتا دو۔"

ارمان نے اپنی شرارتی کزن کو دیکھا جو ابھی "ایک منٹ رکیے" کا کہہ کے غائب ہو گئی۔

"یہ لیجیے یہ لسٹ ہے۔۔۔۔ اور اب سب آنا چاہئیے ان میں سے۔" دریہ نے باقاعدہ ایک تیار شدہ لسٹ ارمان کو تھماتے کہا تو ارمان کا منہ کھل گیا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ کچھ چھوٹی لسٹ ہے۔" ارمان نے ایک بھرپور گھوری اس لسٹ کو ڈالتے کہا تو حسن صاحب ہنس دئیے۔

"مجھے بھی لگ رہا تھا۔" دریہ نے افسوس کرتے کہا۔

"کیوں تنگ کر رہی ہو بھائی کو درے۔۔۔۔۔۔ اسے جو لانا ہو گا لے آئے گا۔" کیچن سے نکلتی ناز بیگم نے دریہ کو آنکھیں دکھائیں تو وہ منہ پھلا گئی۔

"کبھی اپنی اس اکلوتی جندجان کی بھی سائیڈ لے لیا کریں ہمیشہ اپنے بیٹے ہی نظر آتے ہیں آپ کو۔" منہ بنا کے کہتی اپنے باپ کے پہلو میں چھپ کے بیٹھ گئی۔

"ارے بڑی ماں۔۔۔۔ کرنے دیں فرمائشیں لے آؤں گا جو یہ کہے گی۔" ارمان نے ہنس کے کہا تو ناز بیگم نے افسوس سے اپنی "جندجان" کو دیکھا جواب گردن اکڑا کے بیٹھ گئی تھی جیسے کہہ رہی ہو دیکھا آپ نے میرا کمال۔

"ہاں بھئی دریہ جی کا تو سب آئے گا۔۔۔۔ وہ بھی شوق سے۔" تبھی چچی کی مسکراتی مگر طنزیہ آواز آئی تو سب ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"بالکل لاڈلی جو ہے سب کی۔" ارمان نے بغیر ان کے لہجے کو غور کیے مسکرا کے کہا تو چچی بھی پھیکا سا مسکرا دیں۔

تھوڑی دیر بعد ارمان کام کا کہہ کے چلا گیا، امی بھی کچن میں تھیں، حسن صاحب بھی کمرے میں جا چکے تھے لاؤنج میں بس اب دریہ اور چچی بیٹھی تھی جب چچی دریہ سے مخاطب ہوئیں۔

"تم نے دیکھا ارمان تمہاری کتنی فکر کرتا ہے۔" چچی زرا آہستہ آواز میں بولیں جیسے کوئی سن نہ لے۔

"جی سالار بھائی بھی اور مان بھائی دونوں میری بہت فکر کرتے۔"

دریہ نے مسکرا کے کہا تو چچی نے منہ بنایا۔

"ارے لڑکی اب تو اسے بھائی کہنا بند کرو۔" ان کی بات پہ دریہ الجھی۔

"کیوں بھائی کو بھائی ہی کہتے ہیں۔"

"لیکن اب وہ بھائی تو نہیں رہانا۔۔۔۔" ان کی پہیلی جیسی باتیں دریہ کے سر پر سے گزر رہی تھیں۔

"میں سمجھی نہیں چچی جان۔" دریہ نے اپنی الجھن دور کرنی چاہی لیکن ان کا جواب سن کے وہ اور الجھ گئی۔

"ارے تم نے دیکھا نہیں ارمان پسند کرتا ہے تمہیں اور تمہاری چھوٹی ماں بھی یہی چاہتی ہیں کہ وہ تمہیں اپنے بیٹے کی دولہن بنا کے لے آئیں۔"

رازدارانہ انداز میں کہا تو دریہ کے ہوش اڑے کہ چچی جان کیا کہہ رہی ہیں۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

****

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں چچی وہ بھائی ہیں میرے۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔" دریہ کو ان کا یہ بات کہنا بالکل بھی اچھا نا لگا۔

"لو مجھے کیوں غلط فہمی ہونے لگی۔۔۔۔ دیکھنا ایسا ہی ہو گا ارمان بہت چاہتا ہے تمہیں۔"

"اچھا بتاؤ وہ تمہیں درے کیوں کہتا جبکہ سب تمہیں دریہ کہتے ہیں۔"
چچی جیسے قائل کرنے پہ تلی ہوئی تھیں۔
"درے تو مجھے سالار بھائی بھی کہتے ہیں۔"چچی کی معلومات میں اضافہ کیا تو چچی نے آنکھیں گھمائیں۔

"ارے پگلی۔۔۔۔ وہ تو بھائی ہے نا لیکن ارمان تمہیں پیار سے کہتا۔۔۔ دیکھنا ایک دن تمہیں میری بات کا یقین آئے گا۔"چچی اٹھتے ہوئے بولیں جانتی تھیں کہ یہ بات تو دریہ کبھی کسی سے نہیں کرنے والی اسی لیے بے فکری سے ناز بیگم کو خدا خافظ کہہ کے چلی گئیں پیچھے دریہ کو الجھنوں میں چھوڑ کے۔

****

معمول کی طرح آج بھی دریہ نماز سے فارغ ہو کے اپنی کھڑکی کے پاس آسمان کو تک رہی تھی۔

"اللہ تعالیٰ۔۔۔ میں بہت الجھن میں ہوں، پتا نہیں آج چچی جان کیسی باتیں کر رہی تھیں مجھ سے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں وہ میرے بھائی ہیں بس، چچی جان کو غلط فہمی ہی ہوئی ہو گی۔"اس نے دل میں سوچا لیکن دماغ بار بار اسی بات کی طرف جا رہا تھا۔

"کیا واقعی ایسا ہے اورمان بھائی۔۔۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ مان بھائی نے تو کبھی ایسا ظاہر نہیں کیا جس طرح پھپھی جان کہہ رہی تھیں۔" اس نے پھر سے سوال کیا۔

"ہاں بالکل مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیئے وہ میرے سالار بھائی کی طرح ہیں۔" اس نے سر جھٹکا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی، اپنے بستر پہ لیٹ کے اس نے آنکھیں بند کی تو ارمان کا چہرہ سامنے آگیا، نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس کو سوچ رہی تھی۔

"افف اللہ جی۔۔۔۔" اس نے تعوذ پڑھی پھر آیت الکرسی پڑھ کے خود پہ پھونکا اور سونے لگی۔

****

آج سحر اور دریہ ایک بار پھر سے یونی آئی تھیں اپنے کچھ ڈاکیومنٹس کلئیر کرانے اور اب وہ گھاس پہ بیٹھی تھیں اور باتیں کرتیں ہنس رہی تھیں جبکہ پاس گزرتے سٹوڈینٹس ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو آپس میں کچھ کہتیں اور زور سے قہقہہ لگاتیں۔

"یار تمہیں ایک بات بتانی تھی۔" دریہ نے سحر کی بات بیچ میں کاٹتے کہا۔

"ہاں بتاؤ۔۔۔۔۔" سحر اس کی طرف مکمل متوجہ ہوئی۔

"یار کل پتا کیا ہوا۔۔۔چچی جان آئی تھیں اور مجھ سے پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی تھیں۔" دریہ نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا تو سحر سب چھوڑ کے اس کی طرف گھومی ہوئی۔

"بتا کیا کہا۔۔۔۔؟؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔

"چل چھوڑ رہنے دے۔۔۔۔ ویسے بھی وہ اتنی اہم نہیں۔" اس نے لاپرواہی سے کہتے سر جھٹکا تو سحر کو پتنگے لگ گئے۔

"یہ کیا بکواس ہے اب۔۔۔۔ یا تو پہلے تو بکتی نا، اب جب بک لیا ہے تو آگے بھی بکواس کر۔" سحر نے رکھ کے ایک لگائی اسے تو وہ اپنا بازو سہلاتی رہ گئی۔

"ہائے مار ڈالا ظالم۔۔۔۔" دریہ نے دہائی دیتے کہا تو سحر نے آنکھیں گھمائیں۔

"دفع ہو۔۔۔ میں جا رہی ہوں مری رہو یہیں۔" سحر کھڑی ہونے لگی تو دریہ نے سرعت سے اس کی کلائی پکڑ کے کھینچی کہ دونوں پیچھے کو گریں۔۔۔ تبھی دونوں نے قہقہہ لگایا، اب تو سٹوڈینٹس کو بھی شک ہو گیا کہ یہ دونوں پاگل خانے سے بھاگ کے آئیں ہیں۔

"اچھا اب بتا مجھے۔۔۔" سحر پہلے خود اٹھی پھر ہاتھ بڑھا کر دریہ کو اٹھایا اور اس سے پوچھا۔

"پھپھی فرخندہ کل آئی تھیں اور عجیب سی باتیں کر رہی تھیں مجھ سے۔۔۔۔" اس نے بات شروع کی تو سحر ہتھیلی پہ چہرہ جمائے دلچسپی سے سننے لگی۔

"کیا کہہ رہی تھیں۔" اس کی بات کے بیچ ہی بولی تو دریہ نے گھورا۔

"سن تو لے پہلے۔۔۔۔۔ پھر بولی۔"

"ہاں ہاں بول۔۔۔۔" پھر سے اپنی پوزیشن پہ آتی دریہ کو کہا تو اس نے بولنا شروع کیا۔

"یار وہ کہہ رہی تھیں کہ مان بھائی مجھے پسند کرتے ہیں اور چھوٹی ماں بھی ایسا ہی چاہتی ہیں۔" دریہ نے آہستہ آواز میں جھنجھلا کے کہا کیونکہ یہ بات اس کے ذہن سے نکل ہی نہیں رہی تھی۔

"کیا چاہتی ہیں چھوٹی ماں۔۔۔؟" سحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھپھی جان نے بتایا کہ چھوٹی ماں چاہتی ہیں کہ می۔۔۔۔ میں مان بھائی کی۔۔۔۔ دو۔۔۔۔ دولہن بنوں۔" دریہ نے جھجھک کے کہا کیونکہ ایسا کہنا اسے بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جبکہ اس کی بات پہ سحر کا منہ کھلے کا کھلا ہی رہ گیا۔

"منہ تو بند کروا اپنا۔۔۔۔۔" دریہ نے اس کے کھلے منہ کی طرف اشارہ کیا جو وہ حیرت کے مارے کچھ زیادہ ہی کھول چکی تھی۔

"تم ایسا کچھ بھی نہیں سوچو۔۔۔۔ اپنے زہن میں ایسی باتیں بالکل بھی نا لاؤ۔" سحر نے سنجیدگی سے کہا تو دریہ نے سر اثبات میں سر ہلایا۔

"میں کل سے ہی اپنے زہن میں یہ باتیں نہیں لا رہی۔" دریہ نے بھی سنجیدگی سے کہا تو سحر نے گھورا۔

"تو یہ کیا تمہارے بھوت نے بتائی مجھے۔۔۔۔ زہن میں بات تھی تو تم نے بتائی ہے نا۔" دریہ نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے کہا۔

"نہیں میں واقعی اس بارے میں نہیں سوچا۔۔۔۔۔بس یہ سوچا کہ چچی جان کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔" دریہ نے کہا تو سحر نے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

"بلکل میری جان۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں چچی کو غلط فہمی ہی ہوئی ہوگی، ارمان بھائی نے تو کبھی ایسا ظاہر نہیں کیا۔۔۔۔ تو اب پریشان نہیں ہونا۔۔۔۔"

سحر نے پیار سے سمجھایا وہ جانتی تھی کہ دریہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو فیل کر جاتی تھی اور یہ بات تو اتنی بڑی تھی کہ دریہ بار بار اس بارے میں سوچتی اور ٹینشن لیتی۔

سالار کی کال آنے پہ دونوں یونی سے نکلیں، سالار نے انہیں باہر ہی لنچ کرایا اور پھر گھر چھوڑ کے آفس چلا گیا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

****

رات کو عباس صاحب (ارمان کے والد) نے سب کو کھانے پہ مدعو کیا تھا۔۔۔کھانا کھانے کے بعد سب ہال میں بیٹھے چائے پی رہے تھے، سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب حسن صاحب عباس صاحب سے ہمکلام ہوئے۔

"عباس یار میں سوچ رہا ہوں کہ سب جمع ہیں تو کیوں نا ایک فیصلہ کیا جائے۔" انہوں نے مسکرا کے تمہید باندھی تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ سالار نے مسکراتی نظروں سے ہدا کو دیکھا جو سب کی طرح حسن صاحب کو ہی دیکھنے میں مصروف تھی۔

"کیسا فیصلہ بھائی جان۔" انہوں نے مسکرا کے پوچھا۔

"دراصل میں سوچ رہا ہوں کہ ایک گیدرنگ رکھی جائے۔جس میں ہم نکاح اناؤنس کریں۔" ایک نظر سالار کو اور ہدا کو دیکھ کے کہا۔۔۔عباس صاحب تو سمجھ کے مسکرا دیئے البتہ باقی سب آگے کی بات جاننے کو بے تاب تھے۔

"بھائی صاحب کس کے نکاح کو اناؤنس کرنا ہے۔" شائستہ بیگم نے حسن صاحب کو دیکھتے پوچھا، حلانکہ ان کی بات سن کے دل جیسے خوشی میں ناچنے کو تھا۔

"سالاراورہدا کے نکاح کی اور کس کی ۔ "انہوں نے مسکرا کے اپنے شیر سالار کو گلے لگاتے کہا تو سب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آگئی ۔

"یہ میری بات ہورہی ہے ۔ "ہدا نے بے یقینی سے سب کو دیکھتے دریہ سے پوچھا جو خوشی سے اچھل رہی تھی ۔

"ارے لڑکی شرمالو کچھ۔۔۔۔ سیاں جی کے دیس چلی اب تو۔۔۔۔"

دریہ نے اس کے کندھے سے کندھا ٹکرایا تو وہ ہوش میں آئی اور وہاں سے کھسکنے لگی لیکن دریہ نے اسکا ہاتھ سختی ڈے تھام لیا کہ وہ بے بس ہو کہ بیٹھ گئی ۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بھائی جان۔۔۔۔ بالکل سہی کہا ہم اس جمعہ کو اپنے کچھ خاص لوگوں کو بلاتے ہیں اور اپنے بچوں کے نکاح کی سنت ادا کرتے ہیں ۔"

عباس صاحب نے مسکراتے اپنے داماد کو گلے لگایا اور دعا دی ۔

"ہدا بچے ادھر آؤ بڑے بابا کے پاس آ کے بیٹھو ۔ "عباس صاحب نے خاموشی مگر گھبراتی ہدا کو بلایا تو دل میں سوچتی رہ گئی کہ کیسے یہاں سے جائے ۔

"بڑے بابا کا کہہ کے اپنے داماد کے ساتھ بٹھانے لگے ہیں۔" دریہ نے شرارت سے کہا تو ہدا گھور بھی نا سکی، جھجھک کے اٹھتی حسن صاحب کے پاس جا کے بیٹھی کہ اگلے ہی پل سالار بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری جوڑی لگ رہی ہے۔۔۔۔ اللہ نظر بد سے بچائے آمین۔" فرخندہ چچی نے آگے ہو کے دونوں کو پیار کیا اور دعا دی۔

پھر سب نے باری باری ان دونوں کے لیے دعا کی اور پیار کیا۔۔۔

"کیسا لگا سرپرائز۔۔۔" سالار نے زرا سا ہدا کی طرف جھک کے سرگوشی کی کہ ہدا کا دل کیا اس کو ایک لگا کے کہے ایسا۔۔۔۔۔ مطلب کے پہلے ایڈمیشن کروانے والا تھا اور اب شادی۔۔۔۔۔۔ تو کیا وہ شادی کے ساتھ ساتھ پڑھے گی بھی افففف، یہ سوچ کے ہدا کا دماغ چکرا رہا تھا۔

"بالکل آپ کی طرح۔" نظریں نیچی کر کے ہلکا سا جواب دیا کہ سالار اس کے جواب پہ سرشار سا ہو گیا۔

"مطلب بہت اچھا۔۔۔۔" لیکن پھر بھی وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا کہ اسے اچھا لگا مگر۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں ایک دم کھڑوس۔۔۔۔" دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا تو سالار کا منہ حیرت سے کھل گیا خود کو کھڑوس کا لقب سنتے۔۔۔۔۔

"میں۔۔۔۔۔کھڑوس، اور یہ کب سے ہوا۔" سالار اب کی بار اس کی طرف مکمل مڑتے بولا بغیر کسی کی موجودگی کی پرواہ کیے اور اس کے اس طرح کہنے سے ہدا سب کی موجودگی میں پانی پانی ہو گئی۔

"کیا ہوا بھئی کس نے کہہ دیا میرے یار کو کھڑوس۔۔۔" ارمان بھی ان کی جانب متوجہ ہوا تو ہدا اچانک کھڑی ہو گئی کہ سالار نے مسکراہٹ دبائی۔

"می۔۔۔۔میں تھک گئی ہوں ماما۔۔۔روم میں جاؤں۔"
اپنی ماں کی سوالیہ نظر پا کے اس نے جواب دیا تو عباس صاحب نے جانے کا کہا تو وہ گھوڑے کے سر پہ سینگ کی طرح غائب ہوئی۔

"بھائی میں بہت خوش ہوں کہ کیا بتاؤں۔۔۔۔" درّیہ چہکتی آ کے سالار سے چپکی تو پاس کھڑا ارمان مسکرایا۔

"لیکن تم تو چاہتی تھی کہ پہلے میری شادی ہو لیکن یہاں تو آپ کے بھائی جان کی ہو رہی ہے۔" سالار کے دوسری سائڈ پہ بیٹھے ارمان نے گویا شکوہ کیا۔

"آپ کو خیال رکھنا چاہیے تھا نا کہ پہلے آپ کرتے۔۔۔۔ ڈھونڈ کے رکھنی تھی کوئی۔"
دریہ نے بھی منہ بنا کے کہا تو سالار قہقہہ لگا اٹھا۔

"اب آپ کو چاہیے کہ سالار بھائی کی رخصتی سے پہلے اپنی رخصتی کروائیں۔۔۔" سالار کے گرد بازو باندھتے اس کے سینے سے لگی ارمان کو رازدارانہ مشورہ دینے لگی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ اس بارے میں اب کچھ کرنا پڑے گا مجھے تاکہ سالار سے پہلے میں گھوڑی چڑھوں۔۔۔۔" کہتے ساتھ ہی قہقہہ لگا اٹھا تو دریہ بھی ہنسنے لگی۔

پھر کافی دیر تک ان کی محفل جمی رہی۔۔۔ ہدا اس کے بعد کمرے سے باہر نہیں نکلی، لیکن ہر تھوڑی دیر بعد سالار اسے تنگ کرنے کے لیے میسج کرتا رہتا۔۔۔۔

"پتا نہیں آج کونسے دورے پڑ رہے ہیں انہیں جو ہر ایک منٹ بعد میسج آ رہا۔۔۔۔ اور بھیج بھی کیا رہے ہیں۔۔۔۔ ایموجیز۔۔۔" ہدا مسلسل کمرے میں ٹہلتے بڑبڑا رہی تھی جب دریہ اس کے کمرے میں اینٹر ہوئی۔

"بی بنو۔۔۔ کیسی ہو۔" دریہ نے شرارت سے کہا تو ہدا مسکرا دی۔۔۔

"اب یاد آیا تمہیں میرے پاس آنا۔" اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے ہدا نے شکوہ کیا تو دریہ منہ بنا گئی۔

"یار وہ عیشاء کو ایک چیز سمجھا رہی تھی بس اسی میں دیر ہو گئی تم بتاؤ سوئی نہیں۔"

دریہ نے لیٹ آنے کی وجہ بتائی وہ آج ہدا کے پاس ہی رکنے والی تھی لیکن ابھی چچی فرخندہ کی بڑی بیٹی نے روک لیا کہ اس کو ایک سبجیکٹ کا کام سمجھا دے۔۔۔۔۔

"اچھا چلو کوئی بات نہیں۔۔۔۔ میں بس سونے والی تھی (لیکن تمہارا بھائی جان بوجھ کے تنگ کر رہا تمہارا انتظار تھا۔" ہدا دل میں سوچتی سالار کو سنانے لگی۔

ایسے ہی دونوں باتیں کرتی کرتی سو گئیں۔۔۔۔ صبح ان کو اب نکاح کی تیاری شروع کرنی تھی، نکاح میں بس تین دن باقی تھے اور ابھی تو عزیز و اقارب کو بھی مدعو کرنا تھا۔۔۔۔۔ لیکن سالار اور ارمان کا کہنا تھا کہ وہ سب سنبھال لیں گے تو عباس اور حسن صاحب کو تھوڑا سکون ہوا۔

یہ نکاح بھی سالار کے کہنے پہ ہو رہا تھا ورنہ حسن صاحب کا ارادہ تھا کہ کچھ مہینوں میں ہی ان کی شادی کر دیں لیکن سالار نے کہا کہ شاید ارمان کی جگہ اسے دبئی جانا پڑے تو واپسی کا کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔ وہاں نیا بزنس ابھی شروع ہوا تھا تو وہاں وقت درکار تھا اسی لیے سالار نے کہا آپ نکاح کر دیں، رخصتی ہدا کی پڑھائی کے بعد تو حسن صاحب مان گئے۔

****

اگلی صبح تقریباً سب بازار کے چکر کاٹ رہے تھے۔۔۔ دریہ کی تو خوشی کا ٹھکانہ نا تھا کہ وہ ساری مارکیٹ خرید لاتی لیکن اس سب میں وہ ارمان سے دور ہی رہتی اس کی کوشش ہوتی کہ وہ اس سے بات کم ہی کرے چچی کے سامنے کیونکہ چچی بھی ادھر ہی تھیں تو وہ پھر سے اسے ارمان کے بارے میں کچھ کہتیں جو اسے اچھا نا لگتا اسی لیے وہ ارمان سے دور دور ہی تھی جو ارمان اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔

حامد کی فیملی بھی ادھر ہی تھی۔۔۔ وہ بھی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لے رہے تھے، ابھی وہ سب حسن صاحب کے گھر ہی تھے جب حامد کسی کام سے چھت پہ گیا۔

"حامد بات سنو۔۔۔۔" چچی فرخندہ نے پیچھے سے آواز لگائی تو اس نے مڑ کے انہیں دیکھا۔

"جی کیا بات ہے بھابھی۔۔۔" ایک سیڑھی نیچے اترتے اس نے سوال کیا تو چچی سیڑھیاں چڑھتی اس کے پاس آئی۔

"تم کسی سے بات کیوں نہیں کر رہے یہاں۔"

"جی میں۔۔۔۔ بھابھی آپ کو تو پتا میں زیادہ بولتا نہیں۔۔۔" ہلکا سا ہنس کے حامد نے کہا تو چچی بھی مسکرا دیں۔

"لیکن یہاں پہ تو سب سے بات کیا کرو، گھلا ملا کرو، دریہ سے ہی بات کر لیا کرو اس کی صحبت کا اچھا اثر پڑے گا تم پہ۔" انہوں نے مسکرا کے کہا تو حامد بھی مسکرا دیا۔

"ہاں بہت زندہ دل لڑکی ہے۔۔۔۔۔۔ رونق لگائے رکھتی ہے۔" صاف گوئی سے جواب دیا۔

"تم بھی کچھ زندہ دل لوگوں کے ساتھ رہو تاکہ تم میں بھی رونق آئے، ویسے اتنی بری نہیں ہے وہ۔" چچی نے رازدارانہ انداز میں کہا تو حامد زرا الجھا لیکن سنبھل کے بات جاری رکھی۔

"خیر بری تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ میں چلتا ہوں اوپر سے کچھ سامان لانا ہے۔" حامد نے مسکرا کے اجازت چاہی تو چچی اثبات میں سر ہلا کے نیچے کی طرف بڑھ گئیں۔

www.urdunovelsmania.com

****

آج سارا دن سب کا مصروفیات میں گزرا، شام میں سب کھانے سے فری ہوئے تو دریہ اپنے والد کے روم میں گئی اور ان کے ساتھ بلینکٹ میں گھس گئی۔

حسن صاحب کسی کتاب کا مطالبہ کررہے تھے اس کی حرکت پہ وہ مسکرائے بنا نہیں رہ پائے جانتے تھے کہ جب وہ کسی بات پہ الجھی ہو تو ایسے ہی اداس سامنہ بنا کے ان کے پاس آجاتی تھی۔

"خیر ہے میرا بیٹا۔۔۔۔۔کیا چیز پریشان کررہی ہے۔"انہوں نے اس کا ماتھا چومتے کہا تو دریہ نے اپنی شکل جس پہ پہلے ہی وہ اداسی چھا کے لائی تھی اور اداس بنالی۔

"بابا ایک بات ہے۔۔۔۔"کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اور وہ کیا بات ہے جس نے میرے بیٹے کی نیند خراب کی ہے۔"ناز بیگم ابھی کیچن میں تھیں اور سالار کسی کام سے ارمان کے ساتھ باہر گیا تھا۔

"بابا میں آج ایک بات سوچ رہی لیکن اس کا جواب نہیں مل رہا مجھے۔"ابھی بھی الجھن میں کہا تو حسن صاحب مسکرادیئے۔

"تو بیٹا جی مجھے بتائیں تو تاکہ میں آپ کی مدد کرسکوں۔"اس کو سامنے کرتے کہا تو دریہ کہ آنکھوں میں چمک آگئی۔

"آج میں درس سننے گئی تھی تو وہاں پہ آپی نے سوال کیا تھا سب سے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ کیوں نہیں کہا کہ ہم نماز پڑھیں؟؟" دریہ نے منہ بنا کے کہا۔

"تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھی نہیں بتایا اس کا جواب۔۔۔" بدلے میں وہ آہستہ مگر رازدارانہ بولے تو دریہ نے ان کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"ششش۔۔۔۔کوئی سن لے گا، آپ کو پتا ہے نا یہ ہمارا سیکرٹ ہے اور سیکرٹس کا بار بار زکر نہیں کرتے۔" دریہ نے ان کے اور پاس ہو کے تنبیہ کرتے کہا اس کا اشارہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کی بات کرنے پہ تھا۔

"ہاں جی۔۔۔لیکن میں کب کر رہا ہوں میں تو بس پوچھ رہا ہوں۔" انہوں نے بھی آہستہ سا کہا جیسے واقعی کوئی ان کی بات سن لے گا، دریہ جب اپنے والد کے پاس ہوتی تو اسی طرح معصومیت سے بات کرتی جیسے کوئی پانچ سال کا بچہ ہو۔۔۔کوئی بات نہیں سمجھ آتی تو ان کے پاس ہی آتی اور وہ بھی اسے ایسے ہی سمجھاتے جیسے چھوٹا سا بچہ ہو وہ۔

"نہیں انہوں نے بھی نہیں بتایا۔۔۔کہہ رہے تھے کہ مجھے خود قرآن پڑھ کے سوچنا چاہئیے۔" اس نے منہ پھلا کے کہا جیسے بہت دکھ تھا۔

"تو آپ نے پڑھ کے سوچا۔" حسن صاحب نے آبرو اچکا کے پوچھا۔

"جی بہت زیادہ لیکن نہیں ملا جواب۔۔۔۔ اسی لیے آپ کے پاس آئی ہوں اب آپ مجھے بتا دیں۔" اس نے منت کرنے والے انداز میں کہا تو انہوں نے اسے پاس سائیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اچھا تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ کیوں نہیں کہا کہ نماز پڑھو۔۔۔ ہے نا۔" انہوں نے سوال کی تصدیق چاہی جس پہ دریہ نے سر ہلایا۔

"بابا قرآن میں لکھا ہے کہ "اپنی نماز قائم کرو" یہ بھی وہی ہوا نا۔" دریہ نے اپنی سمجھ سے جواب دیا۔

"بیٹا جی نماز قائم کرنا اور ہے، آپ قرآن پاک میں جہاں بھی دیکھو گی آپ کو یہی آیت ملے گی کہ" اپنی نماز قائم کرو" نا کہ یہ "اپنی نماز ادا کرو"۔۔۔۔۔۔۔ ہے نا۔" انہوں نے سمجھانا شروع کیا۔

"تو ان میں فرق کیا ہے۔" دریہ نے معصومیت سے سوال کیا۔

"قائم کرنے اور ادا کرنے میں بہت فرق ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہمیں اپنے کام پہ ڈٹے رہنا چاہیے۔۔۔۔ نماز تو سب پڑھیں گے لیکن اس پہ قائم ہر کوئی نہیں رہتا مطلب کہ ہمیں جو کام کرنا ہے اس کو لگن سے کرنا اور دل اسی پہ رکھ کے کبھی ہم سے اس بارے میں غفلت نہ ہو، جیسے اگر ہم نے صبح کی نماز ادا کی اور اس کے بعد دن میں کوئی بھی نماز نا پڑھی یا کبھی کبھی نماز پڑھ لی تو یہ نماز قائم کرنا نہیں ہوا۔۔۔۔ نماز قائم کرنا یہ ہے کہ ہمیں پکا ارادہ کرنا ہے کہ ہم کبھی بھی اپنے اس

فرض سے غافل نہ ہوں اور پوری رضا اور خوشنودی کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کے نماز قائم کرنی ہے اگر کبھی بھی کسی مجبوری کے تحت ہماری نماز رہ جائے تو ہمیں قضاء پڑھ لینی چاہیے لیکن چھوڑنی نہیں چاہیئے ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا نہیں کر پائیں گے کہ "اپنی نماز قائم کرو" اب سمجھ آیا میرے بیٹے کو کہ ہمیں نماز پڑھنے میں استقامت سے کام لینا چاہیے۔" انہوں نے دریہ کو پیار سے سمجھانے کے بعد پوچھا جو ان کی بات غور سے سن رہی تھی ان کے پوچھنے پہ اثبات میں سر ہلایا۔

"اب میں بھی اپنی نماز قائم کرنے کی کوشش کروں گی اور انشاء اللہ قائم بھی کر پاؤں گی۔" دریہ نے ایک مضبوط عہد کرتے کہا۔۔۔ کیونکہ نماز تو وہ روز پڑھتی تھی، کبھی قضاء بھی ہو جاتی تھی لیکن اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ "نماز قائم "کرے گی۔

"شاباش میرا شیر بیٹا۔۔۔" انہوں نے اسکا ماتھا چومتے کہا تو وہ ان کو گلے لگا گئی۔
"اچھا اب اپنی ماما کو بھی بھیجو تھک گئی ہونگی کب سے کام کر رہی ہیں۔" اپنی بیگم کا خیال آتے ہی کہا تو دریہ سر ہلا کے اٹھنے لگی پھر رک کے اپنے بابا کے پاس آئی اور انکا ماتھا چوم لیا۔
"میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سب سے۔" ان کو چہرے کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر لاڈ سے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ پیچھے اپنی لاڈلی جان کو دیکھتے مسکرا دیے۔

****

آج وہ دن آگیا جب سالار اور ہدا کا نکاح تھا، سالار کی تو مسکراہٹ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ بچپن میں منگنی ہونے کے باوجود اس نے کبھی بھی ہدا سے پیار بھرے وعدے نہیں کیے تھے وہ چاہتا تھا کہ ایک مضبوط رشتہ بنے تب وہ پورے حق کے ساتھ اسے اپنے جذبات سے آگاہ کرے گا۔
اب جب وہ رشتہ بننے جا رہا تھا تو خوشی اس کے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی تھی۔
عباس صاحب کے ہی لان میں نکاح کی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر میں جمعے کی نماز پڑھ کے سب مرد حضرات آنے والے تھے، خواتین پہلے سے ہی موجود تھیں یہاں اور کھانے پینے کا انتظام دیکھ رہی تھیں۔

"دولہا بھائی آ گئے، دولہا بھائی آ گئے۔" چچی فرخندہ کی چھوٹی بیٹی ثنا بھاگتے ہوئے آئی اور خوشی سے چہکتے بتایا جس پہ دریہ نیچے کو بھاگی جبکہ ہدا خود کو ریلیکس کرنے لگی کیونکہ صبح سے اسے رونا آ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

"رونا نہیں، رونا نہیں۔۔۔۔" خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی اور لمبے سانس لے رہی تھی آنسوں روک سکے لیکن۔
"اف میں کیا کروں۔۔۔" آنسوں پھر بھی باہر نکلنے کو بے تاب تھے۔

"آجاؤہدا۔۔۔باہر۔بلارہے ہیں سب۔" دریہ نے اندر آتے کہا اور اس کو کھڑا کیا جس نے گولڈن لانگ فراک کے ساتھ سرخ ڈوپٹہ لیا تھا، سرخ چوڑیوں سے بھری کلائیاں جن میں گجرے بھی تھے ۔۔۔

انکھوں رونے کی تیاری میں سرخ ہورہی تھیں۔

"بھائی بہت پیارے لگ رہے ہیں تم دونوں کمال کے لگو گے ساتھ۔" اس کے ساتھ چلتی دریہ نے سرگوشی میں کہا تو ہدا مسکرا دی۔

دریہ خود بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔آف وائٹ کلر کی فراک پہنے بالوں کو حجاب میں قید کیے، ہدا کی طرح ہی کلائیوں کو چوڑیوں سے بھرا تھا اور انکھوں میں سیاہ کاجل کی لکیر، دریہ کو اپنی تیاری میں سب سے زیادہ کاجل پسند تھا اور وہ لگاتی بھی شوق سے تھی۔

"میں ٹھیک لگ رہی ہوں نا۔" دس بار پوچھا جانے والا سوال ہدا نے پھر دہرایا تو دریہ نے ماتھا پیٹ لیا۔

"اتنی بری لگ رہی ہو کہ میرا بھائی بھاگ جائے گا نکاح سے پہلے ہی۔" دریہ نے افسوس سے سر ہلا کے کہا تو ہدا کا منہ بس رونے والا ہو گیا۔

"کیا واقعی۔۔۔؟؟" بے یقینی نے اس نے پوچھا تو دریہ نے اس کو اپنے گلے سے لگا یا۔

"ارے یار بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔ قسم سے بھائی سے بھی پوچھ لینا چاہیے۔" دریہ نے اس کو لان میں لے جاتے نارملی کہا تو ہدا نے ایک نظر سامنے دیکھا جہاں سالار اسے ہی دیکھ رہا تھا بے ساختہ ہی دل نے بیٹ مس کی۔

اس کو لے جا کہ سالار سے تھوڑے فاصلے پہ بٹھایا اور نکاح شروع کرنے کا اشارہ کیا قاضی صاحب کو۔

ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پایا تو سب نے سالار اور ہدا کو مبارکباد دی۔

"نکاح مبارک ہو ڈئیر وائف۔" سالار نے بیٹھتے سرگوشی کی تو ہدا مسکرا دی۔
"آپ کو بھی ڈئیر۔۔۔ ہز۔۔۔۔ ہزبینڈ۔" ہچکچاتے کہا تو سالار مسکرا دیا۔

دریہ نے مل کے ان کے ساتھ ڈھیروں تصاویر بنائیں، اور ان کو بھی ہر تھوڑی دیر بعد کہتی کہ اس طرح بیٹھیں۔۔۔ یہ کریں اب۔۔۔ اس طرح ہاتھ پکڑیں۔۔۔۔۔۔۔ ہدا تو چکرا کے رہ گئی اس کی فرمائشوں پہ۔

"بس دریہ میں تھک گئی ہوں کب سے تم پوز بنوائی جا رہی۔" ہدا نے نا محسوس انداز میں سالار سے فاصلہ قائم کرتے کہا جو وہ اس کے باوجود نوٹ کر چکا تھا اور مسکرا دیا۔

اس وقت وہ ڈرائنگ روم میں تھے دریہ کے مطابق ان کا فوٹو شوٹ ہو رہا تھا۔

"ہاں درے میری وائف تھک گئی ہے اب تم بھی جا کہ فریش ہو جاؤ پھر باقی بعد میں کر لینا۔" سالار نے ہدا کو واقعی تھکا ہوا دیکھ کہ مسکرا کے دریہ کو کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"ٹھیک ہے لیکن میں نے ابھی اور بھی لینی ہیں تصاویر۔۔۔۔۔ میں مان بھائی سے انکا کیمرہ لیتی ہوں جو وہ دبئی سے لائے تھے۔" دریا اپنے موبائل میں تصاویر کا رزلٹ چیک کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔ تم ارمان سے لے لو کیمرہ تب تک ہدا تھوڑا سا ریسٹ کر لے گی۔" سالار نے ہدا کا ہاتھ پکڑتے اسے کھڑا کیا جو صوفے پہ ٹیک لگا کے بیٹھ گئی تھی سالار کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو اس کے کمرے میں لے جائے تاکہ وہ آرام سے چینج وغیرہ بھی کر لیتی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔" دریہ کہتی باہر نکل گئی پیچھے سالار اس کو لے کہ روم میں آیا اور دروازہ بند کر دیا۔

"آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی تم۔۔۔۔" سالار نے اس کو روبرو کرتے محبت سے کہا تو ہدا نظریں نیچے کر کے مسکرا دی۔۔۔۔

"جب سے تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ جڑا پایا تب ہی سے محبت کرنے لگا ہوں جب محبت سے میں واقف بھی نہیں تھا۔" اس کے مہندی، چوڑیوں سے سجے ہوئے ہاتھ پہ لب رکھتے کہا تو ہدا کی نظریں جھک گئیں۔

"ویلکم ٹو مائی لائف، مائی بیوٹیفل وائف۔" تھوڑا قریب ہوتے اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا تو ہدا سکون سے آنکھیں موند گئی۔

"ریلیکس ہونا ہے تو چینج کر لو ورنہ تھک جاؤ گی۔" سالار نے بیڈ پہ آرام سے بیٹھتے کہا جبکہ ہدا تو یہ سمجھنے کی کوشش میں تھی کیا یہ یہاں سے نہیں جائے گا۔

"آپ۔۔۔۔۔؟؟" ہدا کچھ کہتی کہ سالار نے بات بیچ میں کاٹ دی۔

"ڈئیر وائف پہلے چینج کر آؤ۔۔۔۔" سالار نے مسکرا کے کہا کہ وہ جان گیا تھا اس کا سوال۔۔

"جی۔۔۔" اس کا جواب سن کے ہدا اپنا ڈریس لے کہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش سی باہر آئی تب تک سالار اپنے موبائل پہ گیم کھیلنے میں بزی تھا اس کے آنے پہ اس نے موبائل بند کیا اور چلتا اس کے پاس آیا۔

"اب آرام کرلو۔۔۔۔۔ رات میں کال کروں گا۔" اس کی گال پہ بوسہ دیتے کہا تو ہدا بلش کر گئی سالار نے وہیں اپنا موبائل آن کیا اور اس کو پاس کر کے یہ پل موبائل میں قید کر لیا۔

"خیال رکھنا اللہ حافظ۔" مسکرا کے کہتا چلا گیا پیچھے وہ بھی اپنی زندگی میں اس آنے والی خوبصورت تبدیلی کو محسوس کرتے مسکرا دی۔

****

دریہ جب ڈرائنگ روم سے نکل کے لان میں جانے لگی تو راستے میں ہی ارمان نے اسے آواز دی جس پہ وہ رک کے مڑی اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی جس نے اسی کی طرح آف وائٹ شلوار سوٹ پہنا تھا اور ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"جی مان بھائی۔" اس نے اس کے پاس جاتے پوچھا بدلے میں وہ بس اسے گھورتا رہا۔

"کیا ہوا کیوں مجھ معصوم کو گھوری جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ کھانے کا ارادہ تو نہیں۔" دریہ نے منہ بنا کے کہا تو ارمان نے مصنوعی سنجیدگی کا اظہار کیا۔

"تم نے میرے ساتھ کوئی پک نہیں بنوائی۔۔۔۔ باقی سب کے ساتھ بنائی جا رہی ہو آج نہیں یاد آرہا اپنا مان بھائی۔" ارمان نے جیسے افسوس سے کہا تو دریہ کو برا لگ گیا کہ واقعی اس نے آج اس کو مخاطب بھی نہیں کیا تھا۔

"وہ میں آج بہت بزی تھی نا۔۔۔۔۔۔ آپ کو تو پتا کہ لڑکیوں کو سو کام ہوتے ہیں گھر پہ تو انسان تھک جاتا اسی لیے میں بھی تھک گئی۔" دریہ نے اپنی طرف سے بہانہ بنانا چاہا جس پہ ارمان آبرو اچکائے۔

"واقعی۔۔۔۔ ایسا ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن اس سب سے ہماری تصویر نہ بنانے کی کوئی وجہ نہیں ملی مجھے۔" ارمان نے آنکھیں گھما کے بے زاری سے کہا جیسے اسے اس تقریر سے کوئی فرق نا پڑا ہو۔

"اچھا اب بنا لیتے ہیں نا۔۔۔۔" دریہ نے مناتے ہوئے کہا تو ارمان مسکرا اٹھا۔۔۔

"چلو بناؤ۔" ارمان نے کہا اور اس سے تھوڑا فاصلے پہ کھڑا ہو گیا کہ دریہ نے آسانی سے سیلفی لے لی۔

"یہ اچھی نہیں بنائی تم نے۔۔۔۔۔ تمہارے موبائل کا رزلٹ ہی اچھا نہیں ہے۔۔۔۔ رکو میں بناتا ہوں۔" ارمان نے اس کی بنائی ہوئی تصویر میں کیڑے نکال کے کہا جس پہ دریہ منہ بسور گئی۔

"ہنہہ۔۔۔۔ بڑے آئے اچھی نہیں بنی۔" پھر ارمان نے اپنا موبائل نکالا۔

"آؤ ادھر۔۔۔۔۔۔۔اس پہ لیتے ہیں۔" ارمان نے دریہ کو کہا جس پہ وہ اس کے پاس سائیڈ پہ کھڑی ہوئی کہ ارمان نے تصویر کھینچی پھر ایسے ہی دو تین اور مسکرا کے تصاویر بنائی۔

"دیکھا کتنی اچھی آئی ہیں۔۔۔" ارمان نے تصاویر کا جائزہ لیتے کہا تو دریہ نے بھی دلچسپی سے تصاویر دیکھی۔

"یہ والی مجھے بھیجنی ہے۔۔۔۔۔ یہ بہت اچھی آئی ہے۔" اس نے ایک پک کی طرف اشارہ کیا جس میں ارمان کی سائیڈ پہ مسکراتی کھڑی کندھے تک آرہی تھی ارمان کو بھی پسند آئی تھی تصویر۔

"ٹھیک ہے بھیج دوں گا۔۔۔" اس نے حامی بھری۔

"وہ ماں بھائی یاد آیا۔۔۔ کیمرہ دیں مجھے اپنا۔" اس نے مانگا تو ارمان نے اسے روم میں جانے کا کہا جہاں پہ کیمرہ رکھا تھا۔

****

"پیاری لگ رہی ہے نا۔"چچی فرخندہ نے حامد کو پوچھا جس کی نظر ابھی باہر آتی دریہ پہ گئی تھی۔

"ہاں جی پیاری لگ رہی ہے ماشاءاللہ۔" حامد نے نارملی مسکرا کے کہا اور اپنی توجہ کہیں اور کرلی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔ "چچی نے بھی کہا اور وہاں سے چلی گئی باقی خواتین کے پاس۔

****

"سحر یہ دیکھو۔۔۔۔ میں نے سالار بھائی اور ہدا کی پیکچرز بنائیں کیسی لگ رہی ہیں۔" دریہ نے سحر کے پاس پہنچتے کہا جو ناز بیگم سے بات کر رہی تھی، اس کے بلانے پہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں بہت اچھی آئی ہیں۔۔۔۔۔ یہ کیمرہ ابھی یاد آیا تمہیں لانا جب سارا فنکشن ختم ہو رہا ہے۔" سحر نے جب اس کے پاس ارمان کا کیمرہ دیکھا تو گھور نے پوچھا۔

"یار وہ یاد ہی ابھی آیا تھا۔" دریہ نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔

"درے مکنون۔۔۔" ناز بیگم کی سنجیدہ سی آواز دریہ کو سنائی دی۔

"جی ماما۔۔۔" اس نے مڑتے ان سے پوچھا۔

"بیٹے آپ کے بھائی اور بھابی کدھر ہیں۔" انھوں نے سالار اور ہدا کے بارے میں پوچھا کہ اندر جاتے وقت تو دونوں اس کے ساتھ تھے اب واپس نہیں آئے۔۔

"ماما وہ بھائی ہدا کو روم میں چھوڑ آئے ہیں تھک گئی تھی وہ۔" اس نے بتانے کے ساتھ ہی ایک طرف اشارہ کیا جہاں پہ سالار ارمان کے پاس اب کھڑا بات کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں ہدا کو دیکھ آتی ہوں۔۔۔" اتنا کہہ کے وہ اندر کی طرف بڑھ گئیں پیچھے وہ اور سحر پیکچرز بنانے میں مصروف ہو گئیں ارمان کے کیمرے میں۔

"دریہ مجھے بھی دکھاؤ جو تصاویر تم نے سالار اور ہدا کی کھینچی ہیں۔۔۔" چچی فرخندہ نے پاس آتے کہا تو دریہ سر ہلاتے ان کو تصاویر دکھانے لگی۔

"ماشاءاللہ کتنے پیارے لگ رہے ہو تم دونوں ایک ساتھ اللہ نظر بد سے بچائے۔" تصاویر دکھاتے دکھاتے جب دریہ اور ارمان کی تصویر بھی سامنے آ گئی تو دریہ نے جلدی سے آگے کرنا چاہا لیکن چچی نے وہ تصویر دیکھ کہ ان کی تعریف کر دی جس سے دریہ کو پھر الجھن ہوئی۔

"اور تم دونوں نے پہنے بھی ایک ہی رنگ کے کپڑے ہیں۔۔۔۔ دیکھا ارمان کتنا خیال رکھتا تمہارا۔" چچی نے جتا کے کہا تو دریہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔

"یہ اتفاق ہوا تھا ورنہ مجھے نہیں پتا تھا کہ مان بھائی بھی یہی کلر پہننے والے ہیں۔" دریہ نے صاف گوئی سے کہا۔

www.urdunovelsmania.com

"ویسے میں تو ابھی بھابھی سے کہہ رہی تھی کہ سب موجود ہیں تو تمہارے اور ارمان کے رشتے کی بھی بات۔۔۔۔۔۔۔"چچی نے کہنا شروع کیا تو سحر جو کب سے خاموشی سے ان کی بات سن رہی تھی بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"آنٹی۔۔۔۔۔ ہمیں آنٹی ناز بلا رہی ہیں۔۔۔۔ ہم ابھی آتیں ہیں۔"سحر اتنا کہہ کے دریہ کا ہاتھ تھامے وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی۔

"تم نے دیکھا آج پھر چچی جان وہ بات کر رہی تھیں کہ میرا امان بھائی سے رشتہ ہونا۔"شروع میں نارملی انداز میں کہتی آخر میں ہلکی آواز مین کہا۔
"یار تم ان کی باتوں کو نا سوچو اگر ایسا ہونا ہوا تو دیکھ لیں گے ابھی تم نکال دو اس کو ذہن سے۔"سحر نے سمجھداری سے اس کو سمجھایا تو وہ سر ہلا گئی۔

www.urdunovelsmania.com

****

نکاح کے فنکشن کے بعد سب تھکے ہارے اپنے بستروں میں گھسے تھے جب کہ رات کے اس پہر سالار اپنی بالکنی میں کھڑا موبائل پہ اپنی اور ہدا کی تصاویر دیکھ رہا تھا جو دریہ نے اسے فارورڈ کی تھیں۔
پھر کچھ دیر بعد اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔ سلام دعا کے بعد مدعے پہ آیا۔

"میں نے جو ابھی میسج فارورڈ کیا ہے اس کو دیکھیں اور مجھے یہ کام جلد از جلد مکمل ملنا چاہیے۔" اس نے سنجیدگی سے دوسری طرف موجود شخص کو کہا تو آگے سے مثبت جواب ملنے پہ "شکریہ" کہہ کے کال کاٹ دی۔

پھر ایک اور نمبر ڈائل کیا۔

دو بار کرنے پہ بھی نا اٹھایا تو وہ الجھا اور ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے اسے اپنی حرکت پہ افسوس سا ہوا۔

اور سر جھٹک کے کمرے میں آیا، اپنی شرٹ اتار کے بلینکٹ میں گھس گیا۔

جب دو منٹ بعد پھر سے موبائل وائبریٹ ہوا اس نے جھٹ سے فون پکڑا نمبر دیکھ کے دلکشی سے مسکرایا اور ریس کر کے کان سے لگایا۔

www.urdunovelsmania.com

****

ہدا کو جب سالار روم میں چھوڑ کے گیا تھا تب رات کے سات بج رہے تھے۔۔۔۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ناز بیگم آئی اور اس سے ڈھیر ساری باتیں کی اور پیار کیا۔۔۔۔ پھر اس کو آرام کی تلقین کرتی چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد وہ بھی لیٹ گئی کیونکہ اب مہمان جانا شروع ہو گئے تھے تھکن کی وجہ سے تھوڑی دیر میں ہی نیند کی وادی میں اتر گئی۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب اس کو اپنے قریب سے زن سی آواز سنائی دی۔۔۔چونکہ گہری نیند میں تھی تو کوئی اثر نا ہوا، تھوڑی دیر بعد پھر سے آواز آئی اب تو ایسا لگا کہ جیسے خواب میں ٹرین دوڑ رہی ہو۔

آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور اس بلا کو ڈھونڈنا چاہا جس کی وجہ سے اس کی نیند خراب ہوئی تھی، تھوڑی سی تگ و دو کے بعد آخر اسے اپنے ہی نیچے سے وہ بلا برآمد ہوئی اور اوپر چمکتا نمبر دیکھ کے نیند میں ہی ہوائیاں اڑیں۔

"اتنی رات کو اللہ خیر کرے۔۔۔" پھر کچھ سوچ کے اس نے کال بیک کی جو پہلی بیل ہی اٹھالی گئی۔

"السلام علیکم!۔۔۔" اس نے جھجھک کے سلام کیا کیونکہ کبھی خود سے اس نے کال نہیں تھی کی اور اب تو رشتہ ہی بدل گیا تھا تو فطری شرم و حیا آڑے آرہی تھی۔

"وعلیکم السلام!۔۔۔۔۔کیسی ہو۔" سالار کی خوبصورت آواز گونجی تو ہدا کے دل نے سپیڈ پکڑی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں۔۔۔۔۔۔ خیریت تھی اتنی رات کو کال کی کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ۔"سالار اس کی آواز میں پریشانی اور فکر اچھے سے نوٹ کر سکتا تھا۔

"جی پریشانی تو بہت ہے، لیکن۔" سالار نے جملہ جان بوجھ کے بیچ میں ہی چھوڑ دیا کہ واقعی ہدا کو جاننے کا تجسس ہوا۔

"لیکن کیا۔۔۔" اب ہدا باقاعدہ اٹھتے ہوئے بیٹھ گئی۔
"تمہارے پاس اس کا حل ہے بھی اور نہیں بھی، خیر اس کو چھوڑو اور جا کے سو جاؤ۔" سالار نے ایسے کہا جیسے اسے اس بات سے فرق نہیں پڑتا۔

"نہیں آپ بتائیں ناں۔۔۔۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ آپ کی پریشانی دور کر سکوں۔"

ہدا نے بے چینی سے پوچھا تو سالار کا دل کیا کہ قہقہہ لگا اٹھے اس کے جواب پہ۔

"سوچ لو۔۔۔۔ بعد میں مکر جاؤ گی۔" ایک بار پھر اسے تنگ کرنے کے لیے کہا وہ اور بے چین ہوئی جاننے کے لیے۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ بتائیں ناں، میں کرتی ہوں آپ کی پریشانی کا حل۔" اس نے جیسے سالار کو منت کرنے والے لہجے میں کہا۔

"اچھا سنو پھر غور سے۔۔۔ میری پریشانی ایک ہی بات سے دور ہو سکتی ہے کہ میرے دل کو جو پسند ہے وہ مل جائے ابھی۔" سالار نے ہدا کو سوچتے ہوئے کہا تو ہدا نے الجھ کے ایک بار کان سے موبائل ہٹا کے موبائل کو گھورا۔

"اچھا۔۔۔ بتائیں کیا پسند ہے آپ کے دل کو۔" ہدا نے دل میں سوچا جانے کونسی چیز پسند آ گئی جس کو وہ ابھی پانا چاہ رہے تھے بے اختیار ہدا جیلیس فیل کرنے لگی۔

"لا کے دو گی ناں۔۔۔۔" سالار نے تصدیق چاہی۔

"جی لا دوں گی، آپ بتائیں کیا چاہیے۔" اس نے جیسے دل پہ پتھر رکھ کے نارملی جواب دیا۔

"تم۔۔۔ تم چاہیے ہو مجھے۔" دلکشی سے کہتا ہدا کو شرمانے پہ مجبور کر گیا۔

کافی دیر تو وہ بولی ہی نہ۔۔۔ نا اس میں بولنے کی ہمت رہی کہ آگے کیا جواب دے۔

"ڈئیر وائف۔۔۔۔۔خاموش کیوں ہو گئی۔۔۔۔۔۔اب مجھے چاہیئے وہ، جو میرا دل مانگ رہا ہے لا کے دو مجھے ابھی۔۔۔۔۔" سالار نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔

"می۔۔۔میں کہاں سے لا کے دوں آپ کو۔" ہدا نے ہلکی آواز میں کہا اب وہ بھی بیڈ سے اتر کے بالکنی میں آگئی تھی جہاں رات کی ہلکی ٹھنڈی ہوا نے اس کو چھوا۔

"لیکن تم نے تو پرامس کیا تھا کہ مجھے دو گی اب اس کا کیا۔" سالار نے جیسے برا مناتے کہا۔

"لیکن ابھی تو رات ہو گئی ہے کافی۔" بہانہ تراشا۔

"تو۔۔۔۔۔خیر ہے رات کو کہیں بھاگ جائیں گے پھر سالوں بعد واپس آئیں گے۔" سالار جیسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"آپ مزاق کر رہے ہیں ہے نا۔" ہدا نے الجھتے پوچھا۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔۔۔تمہارے معاملے میں مزاق نہیں کرتا۔۔۔۔جو کرتا ہوں سیریس ہو کے کرتا ہوں۔" سالار نے جس لہجے میں کہا ہدا کو شرم نے گھیر لیا۔

"آپ کو کوئی کام نہیں اس وقت۔" ہدا نے رعب جما کے کہا لیکن پھر بھی لہجہ کمزور ہی تھا کہ سالار نے قہقہہ لگایا۔

"ہیں بہت سے ہیں وہ بھی تم سے۔۔۔۔ لیکن تم آہی نہیں رہی۔"

سالار نے ہینڈز فری کانوں میں لگا کی موبائل گیلری سے اپنی اور ہدا کی پیکچر دیکھتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا، اس کے جواب پہ ہدا ابھی بھی خاموش ہی رہی۔۔۔۔ جانے کیوں وہ رات کے اس پہر اس کی جان لینے کے درپہ تھا۔

"ویسے تم آج بہت پیاری لگ رہی تھی۔" اس کی تصویر کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے سالار نے کھوئے لہجے میں کہا تو ہدا جھینپ گئی۔

"تم سورہی تھی۔۔۔۔؟؟" اس کی مسلسل خاموشی پہ سالار کو سمجھ آگئی کہ شرما رہی ہے تبھی مسکراہٹ دبا کے پوچھا۔

"جی۔۔۔۔ سورہی تھی اب اس وقت ہاکی کھیلنے سے تو رہی۔" ہدا نے تپ کے جواب دیا۔

"ارے ہاکی کیوں۔۔۔۔ آؤ کشتی لڑتے ہیں۔۔" سالار نے پھر شرارت سے کہا تو ہدا نے آنکھیں گھمائیں۔۔۔۔

"آپ کیوں اس وقت مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔" ہدا نے بے بسی سے کہا۔

"تو ڈئیر وائف آپ بتا دیں کہ کب کر سکتا ہوں آپ کو تنگ میں۔"

"کل۔" بے ساختہ ہی اس نے منہ سے نکل گیا۔۔۔ سمجھ آنے پہ اس نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"میرا مطلب کہ ابھی سوجائیں آپ بھی اور میں بھی۔۔۔۔مجھے بھی نیند آئی ہے۔" جلدی سے بات جو گھمایا۔

"ٹھیک ہے تم سوجاؤ۔۔۔۔ملتے ہیں پھر۔" سالار نے پیار سموئے کہا تو ہدا نے شکر ادا کیا کہ اب تنگ نہیں کرے گا۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔۔"

"اپنا بھی خیال رکھنا، تم ہو نا میرا خیال رکھنے کے لیے وائف۔۔۔۔۔اللہ حافظ۔" سالار نے اتنا کہہ کے کال کاٹ دی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

ہدا نے موبائل کان سے ہٹا کر اس کو گھورا جیسے وہ سالار ہو۔

"پتا نہیں کیا ہوگیا ان کو۔۔۔۔۔ پہلے تو ایسے بالکل نہیں تھے۔" سر جھٹک کے پھر سے بستر میں گھس گئی۔

دوسری طرف سالار اس کا تصور کرتے مسکرا دیا۔

****

دوپہر کے تین بجے ہدا اور دریہ کمرے میں بیٹھیں نکاح کی تصاویر دیکھ رہی تھیں جب دریہ کو اس کی ماما نے آواز دی تو وہ باہر چلی گئی اس کے جانے کے بعد ہدا اپنی اور سالار کی تصاویر دیکھنے لگ گئی جس میں وہ اسکا ہاتھ پکڑے محبت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا، ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے

"ہدا یار کیچن میں تمہاری بڑی ماں بلا رہی ہیں۔" وہ جو مگن سی تصویر دیکھ رہی تھی اس کے کہنے پہ اٹھ کے کیچن کی طرف گئی لیکن وہاں پہ ناز بیگم کو نا پا کہ مڑنے ہی لگی کہ کسی سے زور سے ٹکرائی۔

"اف اللہ جی میرا ناک۔۔۔۔ آدمی ہیں یا ہتھوڑا۔" اپنے ناک کو سہلاتے اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھے بغیر کہا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔" سالار نے دلچسپی سے اس کی سرخ ہوتی ناک دیکھ کے کہا۔
"ہتھوڑے کو بھی جو چیز پیچھے چھوڑ دے وہ ہیں۔۔۔" ناک کے نتھنے پھولاتے کہتی جانے لگی جب سالار نے سرعت سے اس کی کلائی تھامی۔

"کدھر۔۔۔۔۔۔جس نے بلایا اس کی سنتی تو جاؤ۔" اس کو اپنے روبرو کرتے کہا۔

"دریہ نے کہا تھا کہ ب۔۔۔۔بڑی ماں نے بلایا، لے۔۔۔لیکن وہ یہاں نہیں ہیں۔"ہدا نے آہستہ سے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے کہا۔

"اووہ درے سے غلطی ہوگئی اس نے کہنا تھا کہ بڑی ماں کا بیٹا بلا رہا ہے۔"
سالار نے ہدا کی جھکی پلکوں کو دیکھتے کہا تو ہدا نے دریہ کو دل میں گالیوں سے نوازا۔

"جانے دیں کوئی آجائے گا۔۔۔۔"ہدا نے منت کرتے کہا تو سالار نے اسے اور پاس کیا۔
"کون آئے گا۔۔۔۔ویسے بھی اپنی وائف کے ساتھ ہوں۔"اس کے کان میں سرگوشی کرتے کہا۔

"سا۔۔۔۔سالار ماما آجائیں گی۔۔"اس کی طرف دیکھتے کہا۔
"روم میں چلتے ہیں پھر۔"اس نے اب کی بار شرارت سے سرگوشی کی تو ہدا کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔
"ک۔۔۔۔کیوں۔"ہمت جمع کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔
"وہاں باتیں کریں گے یہاں تو تمہیں ڈر لگ رہا اپنی بڑی ماں کے آنے کا۔"سنجیدگی سے جواب دے کہ اس نے ہدا کا ہاتھ پکڑے چلنا شروع کیا تو ہدا تذبذب کا شکار ہوگئی کہ کیسے منع کرے۔۔

"سالار وہ۔۔۔کوئی دیکھ لے گا۔۔۔۔ بعد میں باتیں کریں گے ابھی دریہ نے دیکھ لیا تو مجھے تنگ کرے گی۔"اس نے سالار کے کمرے کے باہر روکتے کہا تو اس نے ابرو آچکائے۔

"ریلیکس۔۔۔۔۔دریہ کو میں نے بتا دیا تھا کہ تم میرے ساتھ ہو ابھی۔"سالار کا کہنا تھا وہ ہدا اس کا منہ تکتی رہ گئی۔

"مطلب اب تو دریہ نہیں چھوڑنے والی اس کو۔"بس دل میں سوچتی رہ گئی۔

سالار نے کمرے کا دروازا کھولا اور اس کو لے کے اندر داخل ہوا اسے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود کبرڈ سے کپڑے نکالنے لگا۔۔۔

"لائیں میں نکال دوں۔"ہدا کو اس کا خود سے کام کرنا اچھا نا لگا اپنی موجودگی میں اسی لیے اٹھ کے اس کے پاس آ کے کہا تو سالار مسکراتا پیچھے ہٹ گیا۔

بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ اس نے ٹراوزر نکال کے دیا اتنا تو پتا لگ گیا تھا اسے کہ اب آفس نہیں جانے والا اور آرام دہ کپڑے ہی پہنے گا۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں تم تب تک بیٹھو۔"اس کا گال تھپتھپا کے مسکراتا واشروم میں داخل ہوا تو ہدا اب بیڈ پہ بیٹھ گئی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

سادہ سا سجایا گیا روم۔۔۔۔نفاست سے ہر چیز اپنی جگہ پہ سیٹ تھی، تبھی اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پہ پڑے فریم کی طرف گئی جہاں اس کی اور سالار کی نکاح کی تصویر تھی جس میں سالار نے اسے پیچھے سے ہگ کیا تھا یہ تصویر بھی دریہ میڈم کی فرمائش پہ بنی تھی۔

اٹھ کے اس فریم کو ہاتھ میں لیا اور مسکرا کے دیکھنے لگی۔۔۔۔اس کی نظر ابھی دیوار گیر تصویر پہ نہیں تھی گئی جو بیڈ کراؤن کے اوپر لگی تھی۔

"سامنے تم سے دیکھا نہیں جاتا اور پیکچر میں کیسے مجھے دیکھ رہی ہو۔"سالار کی مسکراتی آواز پہ اس کے ہاتھ سے فریم ڈر سے بیڈ پہ گر گیا۔

"افف آپ نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"فریم کو اٹھاتے اس نے سائیڈ ٹیبل پہ واپس رکھا اور اس کی طرف مڑی جو فریش ہو کے آیا تھا۔۔۔۔

"یہ والی دیکھی۔"اس کا رخ موڑتے سالار نے اس کے کندھے پہ اپنی تھوڑی رکھی اور اسے اپنے حصار میں لے کہ بیڈ کے اوپر لگی تصویر کی جانب متوجہ کیا۔

"واؤ۔۔۔۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے نا یہ والی ماشاءاللہ۔" اس تصویر میں دونوں صوفے پہ بیٹھے مسکرا رہے تھے۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔"

"یہ کب نکلوائی آپ نے۔" گردن موڑتے اس نے پوچھا۔

"نکاح والی رات ہی۔" اس کی گال پہ بوسہ دیتے کہا۔۔۔اس رات سالار نے اپنے سیکرٹری کو کال کر کے پیکچرز نکلوانے کا کہا تھا۔

"اچھا ادھر آؤ۔۔۔۔کچھ بتانا ہے۔"

اس کو بیڈ پہ بٹھاتے کہا۔

"کیا بتانا ہے۔" اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ میں دیکھتے پوچھا جسے وہ نرمی سے سہلا رہا تھا۔

"میں اور ارمان جا رہے ہیں دبئی کچھ مہینوں کے لیے۔" اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ہدا نے بیچ میں ٹوک دیا۔

"کچھ مہینوں کے لیے۔۔۔۔آپ دونوں۔" اس نے حیران اور پریشان ہوتے کہا۔

"ہمم۔۔۔۔۔کچھ مہینوں کے لیے۔۔۔۔ تو تم اپنا اور درے کا خیال رکھنا۔۔۔جانتی ہو نا کہ وہ کتنی جلدی بیمار ہو جاتی ہے میری اور ارمان کی غیر موجودگی میں۔۔۔۔اسے ابھی نہیں بتایا ہم دونوں نے ورنہ وہ ناراض ہو جاتی۔"

سالار نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو آپ میں سے ایک رک جائے یہاں۔۔۔۔آپ کو بھی پتا کہ آپ دونوں کے جانے سے وہ ہنگامہ کھڑا کر دے گی۔۔۔اور آپ جا بھی مہینوں کے لیے رہے ہیں نا کہ ایک ہفتہ۔"ہدا نے فکرمند ہوتے کہا۔۔۔۔

دریہ ارمان اور سالار سے بہت اٹیچڈ تھی۔۔۔بچپن میں بھی جب دونوں دو دن بھی کہیں چلے جاتے تو اس کو بہت بخار ہو جاتا تھا اور سنبھالنا بہت مشکل۔۔۔۔اگر ایک پاس ہوتا تو وہ اسے سنبھال لیتا لیکن اب تو وہ دونوں جا رہے تھے۔

"یار نیا پراجیکٹ ہے۔۔۔۔دونوں کا جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔بابا اور چاچو نہیں جا سکتے وہ زیادہ دیر اکیلے وہاں کیسے رہیں گے اسی لیے ہم دونوں جا رہے ہیں تو تم سب کا دھیان رکھو گی ناں۔"سالار نے اس کو اپنے بازو کے حصار میں لیتے کہا تو وہ سر ہلا گئی البتہ رونے کی تیاری میں وہ بھی تھی۔

"کب واپس آئیں گے۔"اس کے کندھے سے سر اٹھاتے پوچھا۔

" چھے ماہ لگ سکتے ہیں۔۔۔۔"

"سالار اتنا زیادہ عرصہ۔۔۔۔۔کیسے رہیں گے ہم سب آپ دونوں کے بغیر۔"اس نے پریشانی سے کہا کہ بابا اور بڑے بابا کیسے سنبھالیں گے سب دونوں کے بغیر۔

"میری جان ہم جلد اپنا کام ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ارمان کو کہوں گا کہ درے کو وہ سمجھائے ورنہ مجھ سے تو اس نے بات بھی نہیں کرنی۔"سالار نے ہلکا سا ہنس کے کہا تو وہ سمجھ کے سر ہلا گئی۔

"جلدی آئیے گا۔۔۔۔۔بہت مس کریں گے آپ کو۔"دوبارہ اس کے کندھے پہ سر رکھتے کہا۔

"ان شاء اللہ جلدی آئیں گے۔"

novels mania www.urdunovelsmania.com

****

صبح کے دس بجے ہی دریہ ہدا سے ملنے ان کے گھر آئی تھی جب اسے لاؤنج سے کسی کی گفتگو کی آواز آئی

۔

"بھابی آپ کب کریں گی ان دونوں کی بات۔۔۔۔۔بھئی مجھ سے تو صبر نہیں ہو رہا۔"یہ چچی فرخندہ تھی جو شائستہ بیگم کو کہہ رہی تھیں۔

"کرلوں گی بات ابھی دریہ بہت چھوٹی ہے۔۔۔۔ایک دو سال میں ہی منگنی کردوں گی اور ویسے بھی ابھی بات کرنی ہے میں نے بھابھی سے پھر ہی کوئی بات آگے بڑھے گی۔۔۔۔اور ارمان سے بھی تو پوچھنا ہے ناں۔" انہوں نے رسانیت سے چچی کو سمجھانا چاہا۔

"اوہو بھابھی ارمان سے کیا پوچھنا وہ تو پہلے سے ہی چاہتا ہے دریہ کو آپ بس بات چلائیں۔"چچی نے کوفت میں مبتلا ہو کے کہا۔
"اچھا میں کرتی ہوں۔۔۔۔اور تم دریہ سے ایسی باتیں نہ کیا کرو وہ ابھی بچی ہے ایسی باتوں کو نہیں سمجھتی۔۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ وہ خود کو الجھن میں ڈالے۔" شائستہ بیگم نے اچھے سے چچی کو اپنی بات سے کچھ جتایا۔

دریہ ان کی باتوں کو اب سوچنے لگی۔۔۔۔
"کیا واقعی مان بھائی پسند کرتے ہیں مجھے۔"اس نے دل سے پوچھا تو کوئی جواب نہ ملا۔

"کیا میں واقعی ان کی دولہن بنوں گی۔" یہ سوچتے ہی اسے شرم سی آنے لگی۔۔۔۔بے ساختہ ہی دل میں جیسے ایک ننھی سی کلی پھوٹی تھی محبت کی۔

ان کو ایسے ہی لاؤنج میں چھوڑ کے وہ ہدا کے کمرے کی جانب گئی۔

"ہدا۔۔۔۔ میں نے یونی کے لیے کچھ چیزیں لینے جانا کیا چلو گی میرے ساتھ۔۔۔ سحر بھی آرہی ہے۔" کمرے میں داخل ہوتے اس نے ہدا سے پوچھا تو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگیں سیدھی کر کے بیٹھی موبائل میں بزی تھی، اس کی آواز پہ مسکراتی موبائل کو سائیڈ پہ رکھ کے اپنے پاس بلایا۔

"ہاں ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔۔ کب جانا ہے۔" دریہ کے بیٹھنے پہ ہدا نے پوچھا۔

"جب کہو گی۔۔۔۔ آج ہی جانا کیونکہ پرسوں سے یونی سٹارٹ ہے۔" اب وہ بیڈ پہ مکمل طور پہ چڑھتی نیم دراز ہو گئی۔

"ہاں تو چلو۔۔۔ سحر کو بھی بلاؤ، ابھی نکلتے ہیں پھر بعد میں واپسی پہ شام ہو جائے گی تو ماما سے ڈانٹ بھی پڑے گی۔" اٹھتی ہوئی بولی لیکن دریہ میڈم کو بیڈ پہ لیٹا پا کے اس کو گھور کے دیکھنے لگی۔

"اٹھو بھی۔۔۔۔ لیٹ کیوں گئی ہو۔" اس کو بازو سے پکڑ کے اٹھانا چاہا لیکن میڈم کروٹ بدل کے رخ موڑ گئی۔

"تھوڑی دیر میں چلتے ہیں۔۔۔ تمہیں پتا آج میں بہت تھک گئی ہوں آرام کرنا تھوڑا سا۔" دریہ نے معصوم شکل بناتے ہاتھ کی انگلیوں کی مدد سے تھوڑا کا اشارہ کیا اور آنکھیں موند گئی۔

"اُفف دریا۔۔۔۔ میں فریش ہو کے آرہی ہوں تب تک اٹھی ملو مجھے تم۔" اس کو کہتی واشروم میں جا کے بند ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب ہدا فریش سی باہر آئی تو دیکھا کہ دریہ بلینکٹ اوڑھے کروٹ لیے سو رہی تھی۔
"یہ کس وقت کی نیند لے رہی ہے۔" اس کے پاس آتے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے چیک کیا کہ کہیں طبیعت ناخراب ہو لیکن وہ ٹھیک تھی شاید کام کرنے کی وجہ سے تھک گئی تھی۔۔۔۔
ناز بیگم نے آج سٹور کی صفائی شروع کروائی تھی کہ فالتو چیزیں باہر گھر سے نکال سکیں اور دریہ بھی ساتھ ہی کام پہ لگی تھی اسی لیے شاید تھک گئی اور یہاں بستر پہ گرتے ہی نیند آگئی۔

"میری چھوٹی سی گڑیا۔" اس کے ماتھے پہ پیار کرتے ہدا مسکراتی کمرے کا نائٹ بلب آن کرتے نکل گئی کہ تھوڑی دیر بعد اسے جگا دے گی۔

www.urdunovelsmania.com

****

ارمان کسی کام کے سلسلے میں ہدا کے کمرے میں آیا تو کمرے کی لائٹ آف دیکھ کے الجھا کہ ہدا اس وقت کیوں سو رہی ہے۔

وہ چلتا اس کے بیڈ تک آیا اور زرا سا جھک کے بلینکٹ میں سوئے وجود کو دیکھا، ہدا کی جگہ دریہ کو سویا پا کہ ارمان مسکرا دیا۔

"خیر ہے آج آفت کی پڑیا یہاں کیوں سو رہی ہے۔" اس پہ بلینکٹ صحیح سے دیتے سالار بڑبڑایا اور بنا آواز کیے کمرے سے باہر نکل پڑا۔۔۔۔۔

ارمان نے ابھی دریہ سے بات کرنی تھی اپنی اور سالار کی دبئی جانے کی اس کے ری ایکشن کا سوچ کے وہ خود بھی پریشان تھا کہ کیا کرے گی۔

"ارمان بیٹا۔۔۔۔۔۔ ناشتہ کر لیا۔" شائستہ بیگم نے ارمان کو آفس جانے کے لیے تیار دیکھ کہ پوچھا آج وہ لیٹ اٹھا تھا اسی لیے اس وقت گھر پہ ہی موجود تھا۔

"نہیں ماں۔۔۔۔ آفس ہی کر لوں گا، اور ہاں یہ درے یہاں پہ سو رہی ہے اس وقت خیر ہے نا طبیعت ٹھیک ہے اس کی۔" ناشتے کے لیے انکار کرتا جانے لگا پھر دریہ کا خیال آتے ہی رک کے پوچھا۔۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے اس کی طبیعت۔۔۔۔۔ بھابھی نے گھر کا کام کروایا ہے میری بچی سے تو تھک کے یہاں آ گئی اور سو گئی۔"

ان کے لہجے میں دریہ کے لیے پیار ہی پیار تھا۔

ان کی بات پہ ارمان ہلکا سا ہنس دیا۔

"چلیں پھر میں چلتا ہوں۔۔۔ اللہ حافظ۔" اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیتے وہ گھر سے نکل پڑا۔

****

دریہ جب اٹھی تو دن کے بارہ بج رہے تھے، بھرپور انگڑائی لیتے اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور فریش ہونے چلی گئی۔

"اٹھ گیا میرا بیٹا۔۔۔۔ ناشتہ دوں۔"

شائستہ بیگم دریہ کو کمرے سے باہر آتے دیکھ کے بولیں تو دریہ سر ہلا گئی۔ اس کو ٹیبل پہ بیٹھنے کا کہہ کے وہ کیچن میں چلی گئیں اور اس کے لیے آلو کا پراٹھا بنانے لگیں۔

"چھوٹی ماں ہدا کہاں ہے؟؟ نظر نہیں آرہی۔۔۔" دریہ کو جب ہدا نظر نہیں آئی تو شائستہ بیگم سے پوچھا۔

"بیٹا وہ آپ کے گھر آپ کی ماما کے ساتھ کچھ کام کررہی ہے۔" انہوں نے کیچن سے بتایا تو وہ سر ہلا گئی۔

"لو یہ گرم گرم پراٹھا کھاؤ۔۔۔۔۔"اس کے آگے ٹرے میں پراٹھا رکھتے ساتھ چائے بھی بنا کے پیش کی تو دریہ خوشی سے چہکتی کھانے لگی، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دریہ نے شائستہ بیگم کو پیار سے گلے لگایا اور ان کی گال پہ بوسہ دیا۔

پھر ہدا اور سحر کے ساتھ اپنی چیزیں لینے کا کہتی وہاں سے چلی گئی۔

شام کو تقریباً چھے بجے تینوں فارغ ہو کے گھر کو لوٹی تھیں۔۔۔۔اور آتے ہی صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھیں۔

"آج تو بہت زیادہ تھک گئے۔۔۔۔"سحر نے آنکھیں بند کرتے کہا۔

"چلو فریش ہو جاؤ تینوں میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔۔۔سالار اور ان کے بابا بھی آنے والے ہیں تب تک۔"ان کو فریش ہونے کا کہتیں کیچن میں کھانا دیکھنے لگیں، ہدا نے ان کے ساتھ مل کے ٹیبل پہ کھانا رکھا اور سحر اور دریہ کو بلانے کمرے میں گئی۔

ان کے ٹیبل پہ پہنچنے تک سالار اور حسن صاحب بھی آ گئے تھے۔

وہ بھی فریش ہو کے آئے اور ان کے ساتھ کھانا شروع کیا۔

سالار اور ہدا ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

"درے کب شروع ہو رہی ہے یونی۔"سالار نے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی ڈالتے پوچھا۔

"بھائی پرسوں سے۔" ایک نظر مسکرا کے جواب دیا۔

"اور تم کب جا رہی ہو ایڈمیشن لینے۔" دریہ کی بات پہ سر ہلاتے اب وہ ہدا کی جانب متوجہ ہوا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا کہ آپ لے کے جائیں گے۔۔۔۔ جب آپ کہیں تب چلتے ہیں۔" ہدا نے جھجھک کے کہا کیونکہ اب وہ اپنے ساس اور سسر کے درمیان بیٹھی تھی۔

"ٹھیک۔۔۔" سنجیدگی سے ایک لفظی جواب دے کہ کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا، ہدا کو وہ کہیں سے بھی اُس رات والا سالار نہ لگا جو بلاوجہ ہی اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔

کھانے سے فارغ ہو کے سالار سحر کو اس کے گھر چھوڑنے چلا گیا تب تک ہدا ادھر ہی تھی اور ہلکی پھلکی باتیں کر رہی تھی حسن صاحب سے۔

"آؤ ہدا تمہیں بھی چھوڑ آؤں۔۔۔" سالار نے ہدا کو کہا تو ہدا جی کہہ کے اٹھنے لگی لیکن دریہ نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"آج ادھر ہی رہے گی یہ۔" اس کو اپنے ساتھ پھر بٹھاتے کہا۔

"درے ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اچھا نہیں لگتا اس طرح۔"

سالار نے ہدا کا ہاتھ پکڑ کے اسے اٹھانا چاہا تو ہدا نے بھی اِس کی بات پہ سر ہلایا کہ ٹھیک کہ رہا ہے لیکن دریہ نے پھر سے کھینچ کے اپنے پاس بٹھایا۔

"ہاں تو۔۔۔۔ آپ کے پاس کون رہ رہا وہ ابھی بھی کزن ہے میری میرے پاس رہے گی۔" دریہ نے گردن اکڑا کے کہا۔

"بیگم میری ہے تو تمہارے پاس کیوں رہے گی۔۔۔۔ میرے ساتھ رہنا چاہیے۔" پھر ہدا کو کھینچ کے اپنے برابر کیا کہ ہدا کا سر چکرا گیا۔

"ابھی تو آپ نے کہا کہ اچھا نہیں لگتا۔" دریہ نے آنکھیں سکیڑ کے کہا تو سالار نے ہدا کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس کیا۔

"ہاں کہا تھا۔۔۔۔ لیکن اگر وہ یہاں رک رہی ہے تو میرے پاس رہے گی۔" سالار نے بھی اٹل لہجے میں کہا تو ہدا شرم سے پانی پانی ہو گئی کہ دونوں بہن بھائی کس بات پہ بحث کر رہے تھے وہ بھی ماما بابا کے سامنے۔

"می۔۔۔۔ میں نے گھر جانا۔" آخر کار ہدا کو بولنا ہی پڑا ورنہ پھر سے کوئی الٹا جواب ملتا اسے۔ اس کے کہنے پہ سالار اور دریہ نے ایسے دیکھا جیسے اس کا بولنا ابھی پسند نہیں آیا دونوں کو۔

"ماما انتظار کر رہی ہونگی ناں۔" ہلکا سا مسکرا کے جانے کی وجہ بتائی تو سالار نے سر ہلایا۔

"کیا بچوں کی طرح لڑ رہے ہو آپس میں۔۔۔۔۔ سالار ہدا کو گھر چھوڑ کے آؤ اور مجھے اپنا جانے کا شیڈول بتاؤ۔ "حسن صاحب مصنوعی سنجیدگی سے کہا تو سالار نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ دریہ کا ذہن ایک بات پہ اٹک گیا "جانے کا شیڈول "کون جا رہا تھا اور کب تک کے لیے۔

دریہ نے ناسمجھی سے سالار کو دیکھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیا اب اس کا ارادہ تھا کہ ارمان کو بلائے اور وہ اس کے ساتھ مل کے سمجھائے اسے۔

اس سے پہلے کہ دریہ سالار سے کچھ پوچھتی سالار ہدا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکل پڑا۔

****

گھر جانے کے بجائے پارک سے اب پیدل واپس آتے دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے رات کی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ چاند کی چاندنی کا مزہ لیتے وہ آہستہ آہستہ سے قدم چل رہے تھے گھر سے کچھ قدم کے فاصلے پہ ہی پارک تھا تو ادھر چہل قدمی کرنے آ گئے۔

"آپ نے ابھی تک دریہ کو نہیں بتایا۔ "ہدا نے سالار کی طرف دیکھتے خفگی سے کہا جس پہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی ارمان کو بلاتا ہوں وہ سمجھائے گا اسے۔مجھے تو ڈر ہی لگ رہا کہیں وہ زیادہ پریشان نہ ہو جائے۔" سالار نے ہنستے کہا تو ہدا بھی مسکرا دی۔

"آپ دونوں نے اس کو اتنے لاڈ سے رکھا ہے تو وہ آپ کے جانے سے پریشان تو ہو گی۔" گھر کے گیٹ کے قریب پہنچتے ہدا اس کے روبرو ہوتے بولی۔

"وہ تو ہے۔۔۔ کل تیار رہنا لنچ ساتھ کریں گے۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے وہ پیچھے ہٹا تبھی ارمان نے اندر سے آواز لگائی۔

"سالار اندر آجا۔۔۔۔۔۔" ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کا کہا تو سالار نے نفی میں سر ہلایا اور اسے باہر آنے کو کہا۔۔۔۔ ساتھ ہی ہدا بھی خدا حافظ کہہ کے اندر چلی گئی۔

"چل آجا کام پہ لگ۔" اس کے بغل گیر ہوتے کہا تو گھر کی راہ چل پڑا۔

گھر پہنچے تو پتا لگا کہ دریہ منہ پھلا کے کمرے میں بند ہے اور کسی سے بات کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کے دیکھا اور اس کے کمرے کی طرف گئے۔

"درے۔۔۔۔ میں آجاؤں۔" سالار نے دروازے کو ہلکا سا نوک کر کے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔" ایک لفظی جواب دے کہ بلینکٹ میں منہ دے لیا۔

"اوکے۔۔۔۔" اتنا کہہ کے دونوں اندر آ گئے۔

"آپ بہت برے ہیں سالار بھائی۔۔۔۔ مجھ سے دور جا رہے ہیں اتنا میں کیسے رہوں گی۔"
جب سالار کا آنا کمرے میں محسوس ہوا تو بلینکٹ کے اندر سے ہی سوں سوں کرتی بولی۔

"درے میں بھی برا ہوں کیا۔۔۔۔؟؟" ارمان نے کہا تو دریہ کو جھٹکا لگا کہ یہاں کیوں آئے ہیں۔

"مان بھائی آپ۔۔۔۔۔۔ آپ بھائی کو سمجھائیں ناں یہ کیوں مجھے چھوڑ کے جا رہے ہیں، میں اب تنگ نہیں کروں گی ان کو۔"
ارمان کو دیکھتے اس نے روتے التجاء کی تو ارمان نے اس کو دیکھا جس نے تھوڑی دیر میں ہی اپنی آنکھیں سجالی تھیں رو کے، ایک بے بس سی نظر سالار پہ ڈالی کہ اس کو تو ابھی میرے جانے کا بھی نہیں پتا، جب پتا لگے گا تب کیا بنے گا خیر ہمت کر کے ارمان بھی دریہ کے پاس فاصلے پہ بیٹھ گیا جبکہ سالار سامنے کی طرف بیٹھا تھا۔

"درے۔۔۔۔۔۔ ہماری بات دھیان سے سنو، ہم جلد ہی واپس آ جائیں گے تم فکر نا کرو۔۔۔۔۔ ہمارا جانا ضروری ہے ورنہ آفس کون سنبھالے گا بابا تو اتنی دور نہیں رہ سکتے نا سب کے

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

بغیر تو اس لیے ہم جا رہے ہیں لیکن وعدہ کرتے ہیں کہ جلد ہی اپنی درے کے پاس واپس آجائیں گے ۔"

ارمان نے آرام سے بات شروع کی تو دریہ نے رونا شروع کر دیا کہ سالار نے فوراً دوسری سائیڈ پہ آ کے اس کو اپنے حصار میں لیا ۔

"ارے میری جان رو کیوں رہی ہو ۔۔۔۔۔۔ ہم روز بات کیا کریں گے ناں ۔" اس کے سر کا بوسہ لیتے کہا ۔

ارمان بھی پریشان ہو گیا لیکن وہ اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا چپ کروانے کہ اس کا بھائی تھا اس کے پاس ۔

"آپ ۔۔۔۔ آپ دونوں مجھے چھوڑ کے جا رہے ہو، میں کیسے اکیلی رہوں گی آپ دونوں کے بغیر ۔" سالار کی شرٹ سے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتے اس نے منہ اٹھا کے دونوں کو دیکھتے کہا ، ارمان تو اس کی حرکت سے مسکراہٹ چھپا کے رہ گیا ۔

"اکیلی تو نہیں ہو گی ۔۔۔۔۔ سب ہوں گے ، ہدا بھی تو آپ کے پاس رہے گی ، اور ارمان کا پتا نہیں لیکن میں ضرور اپنی درے کے پاس جلد واپس آجاؤں گا ۔"

"میں بہت یاد کروں گی آپ کو۔"اس کے سینے سے لگ کے کہا تو سالار نے اس کے سر پہ پیار کیا۔

"اب میں اپنی درے جان کو ایک چیز کھلاؤں گا اپنے ہاتھ سے بنا کر۔۔۔۔۔۔۔ارمان نے تو واپس پتا نہیں کب آنا لیکن میں نے وعدہ کیا تو میں جلد ہی واپس آؤں گا پھر ہم تمہاری بھابھی کو بھی لائیں گے۔"اٹھتے ہوئے آخری جملہ آہستہ سے کہا کہا تو ارمان نے گھورا۔

"تم کیوں بس واپس آؤ گے۔۔۔۔۔میں بھی آؤں گا۔"ارمان نے جل کے کہا۔
"آپ بھی جلدی آئیں گے ناں۔۔۔۔پرامس۔"دریہ نے ایک ہاتھ سے آنسوں صاف کرتے دوسرے ہاتھ کو ارمان کے آگے کیا کہ وعدہ کرے جس کو وہ مسکرا کے تھام گیا۔۔
"وعدہ۔۔۔۔میں جلدی واپس آؤں گا اپنی درے کے پاس۔"اس کے ہاتھ کو تھام کے ہلکا سا اپنے ساتھ لگاتے کہا تو دریہ پھیکا سا مسکرا دی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

پھر جب تک سالار کیچن سے نا آیا تب تک ارمان اس کو سمجھاتا رہا اور سالار جانتا تھا کہ وہ ارمان کی بات جلد مان جائے گی اور ہوا بھی ویسا وہ اب مطمئن تھی۔
سالار دریہ کے لیے فرائز بنا کے لایا تو پہلے دریہ نے نخرے دکھائے پھر کچھ شرائط پر راضی ہو گئی کہ وہ دونوں اس کے لیے اس کی پسندیدہ چیزیں بھی ساتھ لائیں جس کو وہ دونوں فوراً مان گئے۔
اسی طرح دریہ سے باتیں کرتے اس کا دھیان کہیں اور لگا کے رکھا۔

"بہت شکریہ یار اس کو سمجھانے کا۔" روم سے نکلتے سالار نے مشکور لہجے میں کہا تو ارمان نے سر جھٹکا۔

"میری بھی کچھ لگتی ہے وہ بس تمہاری نہیں ہے۔" ارمان نے جس انداز میں کہا سالار مسکرا اٹھا۔

"اچھا آجا ادھر ہی میرے پاس رک جا آج۔" اس کو اپنے کمرے میں لے جاتے کہا تو ارمان اس کے کمرے میں جاتے ہی بیڈ پہ گر پڑا اور کچھ سوچ کے مسکرا اٹھا۔

ہدا کو وہ میسج کر چکا تھا کہ گھر بتا دے کہ وہ سالار کے ساتھ ہے آج رات۔

****

"بس تھوڑے دنوں میں چلتی ہوں۔۔۔ پہلے ان کے ابا سے پوچھ لوں۔" ثریا بیگم نے کچھ سوچ کے جواب دیا۔

"ابھی تک نہیں پوچھا آپ نے آنٹی اور کتنی دیر کریں گی۔" انہوں نے اکتا کے کہا تو ثریا بیگم الجھ گئیں۔

"ہاں کچھ مصروفیات کے باعث نہیں بتا پائی لیکن اب بتانے والی ہوں۔" سنجیدگی سے جواب دے کہ وہ پھر سے کڑھائی کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

"اس طرح کے رشتے بار بار میں نہیں ملتے۔۔۔۔۔۔ میری مانیں تو بس اگلے مہینے ہی شادی کی تیاریاں شروع کریں۔"

"ہاں بس جو اللہ کا منظور۔" ثریا بیگم نے مسکرا کے کہا۔

****

ارمان کی صبح آنکھ کھلی تو نظر سیدھا سائیڈ ٹیبل پہ رکھی سالار کی فیملی فوٹو پہ پڑی جس میں سالار نے دریہ کو اپنے ساتھ سینے سے لگایا تھا، حسن صاحب ناز بیگم اپنے دونوں بچوں کے پیچھے مسکراتے کھڑے تھے۔۔۔۔ ارمان مسکراتا کروٹ لے کہ سالار کی طرف ہوا جو ہوش و حواس سے بیگانہ سو رہا تھا۔

ارمان نے اپنی ٹانگ کھینچ کے اس کی ٹانگ پہ ماری کہ سالار کی چیخ نکل گئی۔

"ارے سالار کیا ہوا کیوں چیخ رہا صبح صبح کونسا بھوت دیکھ لیا تو نے۔"

ارمان نے اپنی آنکھیں مسلتے بے زاری سے کہا تو سالار نفی میں سر ہلا کے اٹھ گیا اور گھڑی میں ٹائم دیکھا جو صبح کے ساڑھے پانچ بجا رہے تھے۔

"چل اٹھ جا۔۔۔۔ نماز پڑھ لیں اس سے پہلے قضاء ہو جائے پھر جاگنگ پہ چلتے ہیں۔"

ارمان کو کہہ کے واشروم فریش ہونے چلا گیا پھر دونوں نے مسجد میں جا کے نماز ادا کی اور جاگنگ پہ نکل گئے آٹھ بجے کے قریب وہ گھر آئے ارمان نے بھی ادھر ہی ناشتہ کیا البتہ دریہ ابھی اٹھی نہیں تھی۔

ناشتے سے فارغ ہو کے مرد حضرات آفس کے لیے نکل گئے۔

باقی خواتین بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔

دوپہر کو ہدا نے اپنے ایڈمیشن کروانے کے لیے سالار کے ساتھ جانا تھا تو وہ تیار ہو کے اس کا انتظار کر رہی تھی، دریہ کو بھی آفر کی تھی ساتھ چلنے کی لیکن اس نے انکار کر دیا کہ کل اس نے بھی یونی جانا تو آج ساری تھکن اتار لے سو کے۔

ہدا اور سالار کے ایسے باہر جانے سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ پہلے تو کبھی بھی سالار نے ایسے ہدا کو باہر لے جانے کی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ کبھی اس سے اتنا فری ہو کے مخاطب ہوا تھا لیکن اب تو وہ اس کے نکاح میں تھی اور ان کے والدین کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا اسی لیے سالار ہدا کو اپنے ساتھ لنچ پہ بھی لے جانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر میں ہی گاڑی کے ہارن پہ ہدا خدا حافظ کہتی باہر آئی اور سالار کو سلام کرتے بیٹھ گئی۔

لائٹ پنک کلر کی شارٹ فراک کے ساتھ لائٹ پنک ہی ڈوپٹہ سر پہ لیے وہ سالار کو کیوٹ سی بچی لگی
۔

"چلیں۔۔۔"
اپنا سیٹ بیلٹ لگاتے سالار کو کہا تو وہ مسکرا کے سر ہلاتا گاڑی چلانے لگا۔
ہدا نے سوچا تھا کہ ابھی جا کے بس انفارمیشن لیگی وہاں سے تاکہ شادی کے بعد آرام سے وہ آگے پڑھ سکے لیکن وہاں جا کہ سالار نے ایک نا سنی اور اس کا ایڈمیشن ہی کروا دیا کہ وہ ابھی سے پڑھے جس پہ ہدا بس خود کو ہی کوستی رہ گئی کہ وہ سالار کو بتاتی ہی نا کہ اس نے آگے پڑھنا۔۔۔ اس دن بھی بس شادی والی بات ٹالنے کے لیے اس نے ایم ایس کرنے کا زکر کیا تھا لیکن اب تو سالار صاحب نکاح بھی کروا چکے تھے اور اسے آگے پڑھنے پہ بھی لگانے والے تھے۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیوں اس طرح منہ بنا کے بیٹھی ہو۔" ریسٹورنٹ پہنچتے سالار نے اس کی اتری شکل دیکھتے کہا، وہاں وہ پہلے سے ہی ایک پرائیویٹ ٹیبل بک کروا چکا تھا۔

"نہیں تو۔۔۔۔ میں نے کب منہ بنایا۔" ہدا نے مسکرا کے کہا۔
"لگتا ہے وائف کہ آگے پڑھنے کا ارادہ نہیں۔۔۔ ایسا ہی ہے نا۔" سالار نے شرارت سے کہا تو ہدا نے خفگی سے دیکھا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی وائف اور پڑھے۔۔۔۔؟"

ہدا نے نارملی پوچھا۔

"میں تو کہتا ہوں کہ تم اتنا پڑھو کہ میرے بچوں کو سکول کالج یونیورسٹی جانے کی ضرورت بھی نہ پڑے۔۔۔ اپنی ماں سے ہی سب سیکھ لیں وہ۔" سالار نے آنکھوں میں شرارت لیے بظاہر سنجیدگی سے اپنے ہاتھ جوڑ کے ٹیبل پہ رکھ کے کہا تو ہدا نے آنکھیں گھمائی جس پہ سالار نے قہقہہ لگایا۔

لنچ سے فارغ ہونے کے بعد لانگ ڈرائیو پہ نکلے اور شام کو گھر لوٹے۔

دونوں نے ایک ساتھ اچھا وقت گزارا تھا۔

****

آج پہلا دن تھا سحر اور دریہ کا یونی میں تو بہت خوش تھیں دونوں، اپنا ڈیپارٹمنٹ تو وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھیں لہٰذا کسی کے پرینک میں آنے کے بجائے انہوں نے نئے اور آنے والے سٹوڈینٹس کو یونیورسٹی کے چکر لگوائے۔

پہلا دن تھا تو زیادہ پڑھائی بھی نا ہوئی بس تعارف وغیرہ ہی تھا۔۔۔۔

سارے ٹیچرز ہی دونوں کو بہت اچھے لگتے تھے، آخری لیکچر لے کر دونوں یونی کے گیٹ کے پاس آ کے کھڑی ہو گئیں اور باتیں کرنے لگیں۔

"یار ایک بات بتانا ہی بھول گئی۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے مان بھائی اور سالار بھائی جا رہے ہیں دبئی۔۔۔" دریہ نے بتایا تو سحر خوشی سے اچھلی۔

"واؤ کب۔۔۔۔۔"

"شاید اگلے مہینے اور کافی دیر رکے گیں وہاں بزنس کے سلسلے میں۔"

اب کی بار زرا اداسی سے کہا تو سحر بھی اوو کرتی رہ گئی۔

"ہائے میں تو اداس ہو جاؤں گی ان کے بغیر۔۔۔" سحر نے اداسی سے کہا۔

"میں بھی لیکن دونوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد آئیں گے۔۔۔"

پھر اسی طرح باتیں کرتی رہیں جب تک ڈرائیور لینے نہیں آ گیا دونوں کو۔

دریہ نے سحر کو اس دن والی باتیں بھی بتا دی تھیں جو اس نے لاؤنج میں چچی کی اور چھوٹی ماں کی سنی تھیں۔۔۔۔۔ تب ایک لمحہ تو سحر بھی خاموش ہو گئی کہ کیا کہے جب وہ خود راضی ہیں لیکن پھر بھی اس

نے دریہ کو باز رکھا ایسا کوئی بھی خیال زہن میں لانے سے جب تک صحیح سے کوئی بات کھل کے سامنے نہیں آجاتی۔

****

یہ ایک مہینہ کیسے گزر گیا پتا ہی نہیں چلا، سالار کی آنکھیں دکھانے پہ ہدا کو بھی ناچار یونیورسٹی جانا پڑا، کبھی ارمان تو کبھی سالار کے ساتھ یہ واپس آتی تھیں۔۔۔۔
جس کا یہ خوب فائدہ بھی اٹھاتی تھیں کہ واپسی پہ شاپنگ اور لنچ وغیرہ ہو جاتا تھا۔

کل صبح کی فلائیٹ سے ان دونوں کو دبئی چلے جانا تھا۔۔۔ اور اس ایک مہینے کے دوران دریہ نے اپنی چچی سے بہت بارا پنے اور ارمان کے رشتے کے بارے میں سنا، گھر میں تو ابھی تک یہ بات شروع نہیں ہوئی تھی لیکن دریہ دل ہی دل میں ارمان کے لیے جزبات رکھنا شروع ہو گئی تھی اور اس بات کا خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی سی عمر میں کیا جزبات پال رہی ہے۔

شام کو سب حسن صاحب کے گھر ڈنر ساتھ کر رہے تھے ایک خوشی اور اداسی کی شام تھی، خوشی اس بات کی کہ سب اکھٹے تھے اور اداسی اس بات کی کہ دو جوان بچے گھر سے دور جا رہے تھے۔

ڈنر وغیرہ سے فارغ ہو کے سب لان میں چلے آئے کہ وہاں بیٹھ کے چائے پی لی جائے اور کچھ حسین پل ساتھ گزاریں جائیں۔

جب اچانک سے دریہ نے رونا شروع کر دیا تو سب پریشان ہو گئے، سالار سرعت سے اس کے پاس آیا۔

"درے۔۔۔۔۔ میری جان۔" اس کو ساتھ لگاتے پچکارہ تو وہ ہچکیوں سے رونے لگ گئی اس کو دیکھ کہ ہدا بھی روہانسی ہو گئی لیکن خود پہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس بار بھی ارمان کی ہی باتوں نے اسے چپ کروایا تو وہ زرا سنبھلی۔

"چلو بچو! وقت کافی ہو گیا صبح سب نے جلدی اٹھنا بھی ہے۔" حسن صاحب نے جب وقت دیکھا تو سب کو اٹھنے کا کہا۔۔۔۔۔

بڑے سب عباس صاحب کے گھر اور بچے سب حسن صاحب کے گھر رک رہے تھے۔

ہدا جب دریہ کے روم جانے لگی تو سالار نے میسج کیا روم میں آنے کا۔۔۔۔ پہلے تو وہ انکار کرنے لگی کہ رات کافی ہو گئی ہے لیکن پھر صبح ان کے جانے کے خیال سے اوکے کہہ دیا۔

"آپ نے بلایا۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہلکا سا دروازہ نوک کر کے اس نے کہا تو سالار جو اپنی چیزیں دیکھ رہا تھا ساتھ لے جانے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہوا اور مسکرا کے دورازہ بند کر کے پاس بلایا۔

"اداس ہو۔۔۔۔۔" اس کو اپنے پاس کرتے بیڈ پہ ساتھ بٹھا کے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس ایک مہینے میں روز سالار ہدا سے بات کرتا تھا زیادہ نہیں تو بس حال احوال پوچھ لیتا تھا تو وہ بھی تھوڑی سی بات کر لیا کرتی تھی، کال پہ لمبے رابطے سالار کو پسند نہیں تھے اسی لیے وہ اس کو اتنا کال نہیں کرتا تھا بس آمنے سامنے بات ہو جایا کرتی تھی۔

"نہیں،، نہیں۔۔۔۔ نہیں رونا نہیں۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے سالار نے جلدی سے اپنے ساتھ لگاتے کہا تو جن آنسوؤں کو وہ روک کے بیٹھی تھی اب نکلنے دیا۔

"رو کیوں رہی ہو وائفی۔۔۔۔؟؟" اس کو ساتھ لگاتے کہا تو اس کے کندھے سے لگ کے سسکیاں روکنے لگی۔

"میں نہیں رو رہی خودی آ رہا۔۔۔۔" معصومیت سے جواب دے کے تھوڑا سا پیچھے ہٹی اور چہرہ صاف کرنے لگی۔

"یار تم اس طرح کمزور پڑو گی تو باقیوں کو کون دیکھے گا۔۔۔۔۔۔ اچھا چھوڑو ادھر آؤ بیٹھ کے باتیں کرتے ہیں۔"

بیڈ پہ اپنی جگہ پہ نیم دراز ہوتے اس نے ہدا کو ہاتھ کے اشارے سے پاس آنے کا کہا، وہ جھجھک کے ساتھ بیٹھ گئی تو سالار نے نرمی سے اپنے حصار میں لیا اور اس سے نارملی باتیں کرنے لگ گیا۔

"سالار آپ نے صبح جانا بھی ہے وقت دیکھیں کیا ہو رہا۔۔۔۔ آرام کب کریں گے آپ۔"

باتیں کرتے کرتے ہدا کی جب نظر گھڑی پہ پڑی جو رات کے تین بجا رہی تھی تو فکرمندی سے بولی۔

"آرام ہی کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ فلائیٹ میں سو جاؤں گا تم ابھی ادھر ہی رہو میرے پاس پھر جانے کب واپسی ہو۔" اس کو واپس سے پاس کرتے کہا، اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے سہلا رہا تھا اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر اور گزری جب سالار نے اپنے کندھے پہ رکھے اس کے سر کو دیکھا، یقیناً وہ سو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ نرمی سے اس کا سر تکیے پہ سیٹ کر کے، بلینکٹ اچھے سے اوڑھ کے خود ارمان کے پاس اس کے روم میں چلا گیا جہاں وہ ٹھہرا تھا۔

****

صبح ارمان اور سالار کو چھوڑنے دریہ بھی جا رہی تھی لاکھ منع کرنے کے باوجود، سب کو پتا تھا کہ پھر سے ایموشنل ہو جائے گی لیکن وہ بھی اپنی منوا کے رہی۔

ان کو ائیر پورٹ پہ چھوڑنے کے بعد دریہ اداس سی ہو گئی، آج سنڈے بھی تھا تو اس کا ارادہ تھا کہ اب روم میں جا کے نیند پوری کر لے۔

ابھی وہ اپنے روم میں جانے کے لیے سیڑھیاں چھڑتی جب چچی جان نے اس کو آواز دی تو وہ ان کی بات سننے نیچے آ گئی۔

"جی چچی جان؟؟" سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔

"بیٹا اداس نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ ان شاءاللہ ارمان واپس آ جائے گا جلدی۔"

"ان شاءاللہ۔۔۔۔۔" دریہ نے بھی مسکرا کے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ ارمان کیسا لگتا تمہیں۔۔۔۔ مطلب کہ برا تو وہ ہے ہی نہیں نا اس کے علاوہ کیسا لگتا۔" چچی نے پر جوشی سے پوچھا۔

"اچھے ہیں مان بھائی کیوں۔۔۔۔۔۔؟"ان کے سوال کا مقصد سمجھ میں آگیا تھا لیکن پھر بھی انجان بنی

۔

"بس اچھے سے کام نہیں چلتا۔۔۔۔۔۔اچھا ہے یا بہت اچھا۔۔۔؟"

"چچی جان کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔"نا چاہتے ہوئے بھی دریہ کو ان کے سوال پہ شرم سی آنے لگی۔

"ارے۔۔۔۔۔تم تو شرما رہی ہو،اس کے نام سے ہی شرم آرہی ہے تمہیں تو۔۔۔"

چچی ہنستے ہوئے گویا ہوئی تو دریہ کام کا کہہ کے وہاں سے بھاگی۔

****

ارمان اور سالار کے جانے کے ایک ہفتے بعد ہی دریہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔۔۔۔بخار نے اس کو ایسے اپنی لپیٹ میں لیا کہ دو ہفتے اسے ٹھیک ہونے میں لگے۔

وہاں جا کے دونوں مصروف ہو گئے تھے اور دو دن میں ایک بار بات ہوتی لیکن اب دریہ کی طبیعت کو دیکھتے ارمان اور سالار اس سے روز بات کیا کرتے تھے۔۔۔۔

سالار سے تو دن میں بات ہو جاتی تھی لیکن ارمان سے وہ کئی گھنٹوں بات کیا کرتی تھی۔

ارمان اس کی طبیعت کو دیکھتے اسے کافی وقت دینے لگ گیا تھا۔

ابھی بھی دریہ ارمان سے بات کر کے فارغ ہوئی تھی اور نماز پڑھ کے معمول کی جگہ کھڑکی کے پاس آکے بیٹھ گئی۔

"اللہ تعالیٰ میں بہت اداس ہو گئی ہوں بھائی کے جانے سے۔۔۔" اداسی سے آسمان کو دیکھتے کہا۔

"نماز تو میں روز پڑھتی ہوں اور آپ سے بات بھی کرتی ہوں لیکن مجھے مان بھائی اور سالار بھائی بھی بہت یاد آتے ان سے کہیں نا کہ واپس آجائیں کتنا ٹائم ہو گیا ان کو گئے کو۔" گھٹنوں کے گرد بازو باندھے وہ سوچ رہی تھی۔

"اللہ تعالیٰ کیا مان بھائی واقعی مجھے پسند کرتے ہیں۔۔۔" یہ کہتے ہی زہن میں وہ منظر گھوم گیا جب وہ سب سالار اور ارمان کو ائیر پورٹ چھوڑنے گئے تھے۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

سالار نے اس کو شدت سے گلے لگایا اور سر پہ بوسہ دیا پھر اس کے آگے کو جھکا تو دریہ نے اس کے ماتھے پہ مسکرا کے لب رکھے۔

پھر جب ارمان اسے ملنے لگا تو اس نے بھی اس کو گلے سے لگایا اور اس کے آگے کو جھکا، دریہ نے جھجھک کے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تب ارمان نے بھی مسکرا کے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا تھا۔

"میں بات کرتا رہوں گا۔۔۔۔ اداس نہیں ہونا۔" ساتھ اس کو تسلی بھی دی۔

ارمان کا سوچتے خودی لب مسکرائے جا رہے تھے، وہ تو ارمان کی کئیر کرنے کو بھی اب پیار ہی سمجھ رہی تھی، وہ ایسا کبھی بھی نہ سوچتی اگر اس نے اپنے اور ارمان کے بارے میں چچی سے سنا نہ ہوتا۔۔۔۔۔ دل خودی اس کی طرف مائل ہونے لگ گیا تھا اس کو سوچتے وقت کے گزرنے کا پتا بھی نہ چلتا۔۔۔۔۔ ایک ایسے رستے پہ چل پڑی تھی جس کی منزل اسے خود بھی پتا نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

اپنے نام کے ساتھ کسی کے نام کا جڑنا خود بخود ہمیں اس شخص کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیتا پھر آہستہ آہستہ اس کو سوچنا ایک پسندیدہ کام بن جاتا ہے۔۔۔۔ اور دل بھی پھر اسی کا ذکر کرنے کو کرتا ہے یہی حالت اب دریہ کی بھی تھی۔۔۔۔۔ چچی جان کے منہ سے کئی بار سننے کے بعد اب دریہ ارمان کو سوچنے کے ساتھ ساتھ چاہنے بھی لگی تھی، اب تو سحر نے بھی کئی بار نوٹ کیا تھا کہ دریہ ارمان کا ذکر بہت کرتی تھی بات بات پہ لیکن اس کی باتوں سے یہ کبھی بھی نہیں لگا تھا کہ ارمان نے کبھی اس کی حوصلہ افزائی کی ہو۔۔۔۔۔ وہ بس اس سے دوستوں کی طرح بات کرتا تھا۔

****

ارمان اور سالار کو گئے دو ماہ ہو چکے تھے اور ان دو ماہ میں ایک بھی دن ایسا نا تھا کہ دونوں نے دریہ سے بات نا کی ہو، وہ روز رات کو سونے سے پہلے دریہ سے ضرور بات کیا کرتے تھے۔

پہلے سمیسٹر کے ایگزامز آنے والے تھے تو دریہ اور سحر ایکسٹرا کلاسز بھی لے رہی تھیں کہ اچھی سی تیاری ہو جائے اسی وجہ سے تھوڑا لیٹ گھر آنا ہوتا تھا۔

آج جب دریہ گھر میں داخل ہوئی تو اسے کچھ غیر معمولی سا لگا، ڈرائنگ روم سے آوازیں آرہی تھیں باتوں کی تو وہی زرا سا اندر دیکھا تو حسن صاحب کے چچا کی فیملی بیٹھی تھی یعنی حامد کے امی ابو۔

حسن صاحب گھر پہ ہی موجود تھے دریہ بھی اندر کی طرف بڑھی اور سلام کیا سب کو۔۔۔۔ پھر آرام کا کہہ کے کمرے میں آگئی۔

آج کچھ زیادہ ہی دیر ہوگئی تھی تو مغرب کی نماز کے بعد سو گئی۔۔۔۔۔۔ ارادہ یہ تھا کہ تھوڑی نیند لے کہ پھر پڑھے گی۔۔۔۔۔
ناز بیگم نے شام کے کھانے پہ بھی نا اٹھایا کہ تھکی آئی ہے تھوڑی دیر بعد میں کھانا کھا لے گی۔۔۔۔۔

رات لے آٹھ بجے دریہ کی آنکھ کھلی تو فریش ہو کہ نیچے آئی اور ناز بیگم سے کھانے کا پوچھا جو چائے بنا رہی تھیں۔

"ماما آنٹی کیوں آئی تھیں آج ، پہلے تو کبھی نہیں آئیں ہم سے ملنے ۔" دریہ نے نارمل انداز میں ٹوکری سے سیب اٹھاتے پوچھا ۔

"ہاں ویسے ہی حال احوال پوچھنے آگئی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ اچھی بات ہے کہ رشتہ داروں سے ملتے رہنا چاہیے ، پیار بڑھتا ہے ۔"
انہوں نے چائے ٹرے میں رکھتے اس کی طرف مسکرا کے کہا ۔
دریہ کو چائے کمرے میں رکھنے کا کہہ کہ خود وہ س کے لیے کھانا گرم کرنے لگیں ۔

کھانا کھا کے دریہ کمرے میں چلی گئی پڑھائی کرنے اور ناز بیگم اپنے کمرے میں ، چائے تو پہلے ہی ٹھنڈی ہو چکی تھی اور اب انکا پینے کا دل بھی نہیں تھا ۔

"آپ کو کیا لگتا کہ ثریا چچی کیوں آئیں تھی آج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے جو لگ رہا ہے وہ میں ابھی سوچ بھی نہیں سکتی ، اور آپ بھی یہ بات ابھی زہن میں بالکل بھی نہیں لائیے گا ، میری بچی ابھی بہت چھوٹی ہے وہ یہ زمہ داریاں ابھی نہیں نبھا پائے گی ۔"
ان کے لہجے میں فکرمندی بھانپ کے حسن صاحب نے ان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے گویا تسلی دی

۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آج ان کے چچا اور چچی ثریا اگر آئے تھے تو ان کی باتوں سے وہ اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ دریہ کا رشتہ لینا چاہ رہے تھے اپنے بیٹے حامد کے لیے لیکن ابھی کوئی بھی بات واضح الفاظ میں نہیں تھی کہی انہوں نے

۔

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں بیگم ۔۔۔۔ جانتا ہوں کہ ہماری بیٹی ابھی چھوٹی ہے، میں بھی ابھی اس حق میں نہیں کہ اس پہ اتنی بڑی زمہ داری ڈال دوں، آپ بے فکر رہیں۔۔"

مسکرا کے تسلی دی اور پھر سے اپنی کتاب کھول کے مطالعہ کرنے لگ گئے البتہ اندر سے فکر مند وہ بھی تھے کہ اگر واقعی انہوں نے سیدھے الفاظوں میں دریہ کا رشتہ مانگ لیا تو کیا کہہ کے انکار کریں گے ۔۔۔ اور جو وجہ وہ بتانا چاہتے تھے وہ ابھی ممکن نہیں تھی۔

****

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب سے دریہ کمرے میں آئی تھی تب سے وہ کتابوں میں سر دے کر بیٹھی تھی۔

پڑھائی کا سلسلہ تب رکا جب سالار کی کال آنے لگی جو کہ رات جو اس وقت ضرور آتی تھی سونے سے پہلے ۔۔۔ لیکن آج ارمان کی کال نہیں تھی آئی، سالار سے بات کرنے پہ پتا چلا کہ وہ کل ہونے والی میٹنگ کے لیے بزی تھا تو بات نہیں کر سکا اور اس بات پہ دریہ نے کوئی مسئلہ بھی نہیں بنایا تھا۔

سالار سے بات کرنے کے بعد آج وہ کھڑکی کے پاس بیٹھنے کے بجائے اپنے بیڈ پہ ہی بیٹھ گئی اور ارمان کو سوچنے لگی، آج موسم تھوڑا آبر آلود تھا ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی تو وہاں بیٹھنے کے بجائے اپنے بیڈ پہ گھٹنوں کے گرد بازو پھیلا کے بیٹھ گئی۔

~~

میرے ہمسفر

معذرت کہ میں آپ کے ساتھ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر میوزک انجوائے نہیں کر سکتی

ہاں مگر ساتھ بیٹھ کر دیر تک باتیں سننا چاہوں گی تاکہ ہمارا سفر ایک حسین یادگار بنے جس سے رب بھی راضی ہو اور دل بھی راضی رہے۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ میں آپ کے ساتھ چلتے ہوئے لوگوں کو یہ باور نہیں کرا سکتی کہ اللہ پاک نے آپ کو کتنی حسین شریک حیات سے نوازا ہے،

ہاں مگر تنہائی کے لمحات میں آپ کو کبھی مایوس نہیں ہونے دوں گی کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے :

بہترین عورت وہ ہے جس کی طرف اس کا شوہر دیکھے اور خوش ہو جائے۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ نہیں آتا ہر کام مجھے کیونکہ میں مکمل نہیں خامیاں مجھ میں بھی ہیں مگر جو آپ اپنی پسند کا سیکھائیں گے باخوشی سیکھ جاؤں گی۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ جب مسجد سے الصلوۃ خیر من النوم کی صدا آئے گی میں آپ کہ نیند کی ذرا پروا نہیں کروں گی اور نماز کے لیے بیدار کروں گی کیونکہ کسب حلال کمانا بیشک آپ کا کام ہے مگر یہ بھی سچ ہے وقت فجر ملائکہ رزق لے کر آتے ہیں۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ مجھے پسند ہے گھر کی چار دیواری کیونکہ مجھے اس میں تحفظ کا احساس ہوتا ہے مگر جو محافظ بن کر ساتھ چلیں گے تو باہر بھی جاؤں گی کیونکہ مجھے آپ پر انحصار کرنا اچھا لگے گا۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ شاید سیکھا نہ پاؤں آپ کی نسل کو انگریزی زبان مگر ترتیل سے وہ پڑھ سکیں قرآت کہ قرآن ایسے پڑھنا ضرور سیکھاؤں گی۔

میرے ہمسفر

معذرت کہ میں غصے میں کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتی ہوں کیونکہ میں انسان ہوں انسان میں خامیاں بھی ہوتی ہیں لیکن کبھی جو خلوص محبت سے کچھ سمجھائیں گے تو فورا سمجھ جاؤں گی ، معذرت کہ ہمیں جھوٹ سننے کی نہیں عادی سچائی میرے ضمیر کی غذا ہے سچ جتنا بھی کڑوا بولیں گے سہہ جاؤں گی کیونکہ میں درگزر کرنا جانتی ہوں۔

میرے ہمسفر

معذرت رات کو عشاء پڑھوا کر ہی سلاؤں گی کہ میں آپ کے بستر کے نیچے جلتی جہنم کی آگ نہیں دیکھ پاؤں گی۔

~~

یہ سب سوچتے پیاری سی مسکان اس کے لبوں پہ رہی ، اس وقت وہ ارمان کو بالکل بھی اپنے ذہن میں رکھ کے نہیں سوچ رہی تھی وہ بس اپنی زندگی میں آنے والے شریک حیات کے بارے میں اپنے خیالات کا خود سے اظہار کر رہی تھی۔

تبھی پھر سے موبائل رنگ ہوا اور وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔۔۔ ہاتھ ٹٹول کے موبائل ڈھونڈا تو واٹس ایپ پہ ارمان کی ویڈیو کال آرہی تھی۔۔۔

مسکرا کے اس کی کال کو اوکے کیا ابھی بھی وہ حجاب کے ہالے میں اپنا خوبصورت چہرہ لیے بیٹھی تھی بیڈ پہ۔

"السلام علیکم !!"

اس کے رسیو کرنے پہ ارمان نے مسکرا کے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام !!مان بھائی کیسے ہیں آپ ؟؟ اتنا لیٹ ہو رہا آپ نے کال کیوں کی ابھی۔۔۔۔ صبح کر لیتے۔۔۔۔" دریہ نے گھڑی میں ٹائم دیکھ کے کہا جو اس وقت رات کے ایک بجا رہی تھی۔

"میڈم آپ کا ٹائم زیادہ ہوا ہے۔۔۔۔۔ ہماری تو ابھی رات شروع ہوئی ہے۔"

ارمان نے اپنے ماتھے پہ آئے بال پیچھے کرتے اس کو ٹائم کی طرف متوجہ کرایا جو کہ پاکستان سے دو گھنٹے پیچھے تھا۔۔۔۔

"اوو۔۔۔۔۔۔ میں بھول گئی تھی۔"

اب وہ ٹیک لگا کے ریلیکس سی بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے پہلے یہ بتاؤ اس وقت تم کیوں جاگ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔ ؟؟"

www.urdunovelsmania.com

ارمان کی اب کی بار سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

"وہ میں۔۔۔ میں پڑھ رہی تھی اور نیند بھی نہیں تھی آرہی شام کو سوئی تھی نا اسی لیے۔" دریہ کو اب محسوس ہوا کہ وہ کافی دیر تک جاگ چکی ہے۔۔

"ہمم۔۔۔ سہی لیکن وقت پر سویا کرو اس طرح طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔۔۔ سمجھی۔"
اس کی فکر کرتے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"جی۔۔۔۔ مان بھائی آپ کو پتا کہ ہدا نے اپنی ناک چھدوائی ہے۔"
دریہ کو ایک دم جب ہدا کا آج ناک چھدوانہ یاد آیا تو جوش سی بولی۔۔۔۔۔۔

"ہاں پتا ہے۔۔۔ تصویر بھیجی تھی اس نے، اچھا لگ رہا تھا ویسے تمہیں بھی اچھا لگے گا تمہاری چھوٹی سی ناک پہ۔"
ارمان کی اس کو دیکھتے کہا تو دریہ کا پل میں رنگ بدلا جس پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"سفید کیوں پڑ رہی ہو، واقعی اچھا لگے گا۔"
اس کو قائل کرنا چاہا جیسے۔۔۔

"ہدا کی نوز ریڈ تھی پوری، میں پاگل نہیں ہوا تنا درد لوں پھر پتا نہیں کب ٹھیک ہو۔" ناک چڑھا کے کہتی وہ کیوٹ سی بچی لگی ارمان کو۔۔۔۔

"مرضی ہے تمہاری بلی۔۔۔۔ چلو اب سو جاؤ درِے جان صبح تم نے یونی بھی جانا۔۔۔۔" ارمان کا "درِے جان" کہنا دریہ تو کیا ارمان نے خود بھی نوٹ نا کیا تھا، بے اختیاری میں ہی اس کے منہ سے نکل گیا تھا، وہ خود بھی تھکا سا تھا تو دریہ کو بھی سونے کا بولنے لگا جس پہ وہ سر اثبات میں ہلا کے خدا حافظ کہتی کال کاٹ گئی اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔

****

اگلے دن ہدا، سحر اور دریہ یونی سے واپسی پہ شاپنگ پہ نکلی تھیں، ہدا نے جیولری شاپ سے خود کے لیے کچھ لینا بھی تھا تو باقیوں کو بھی ساتھ ہی لے گئی۔۔۔
جب وہ اپنے لیے نوز پن خرید رہی تھی ہدا نے دریہ کو چئیر پہ بٹھایا اور اس کو بغیر خبر کیے شاپ کیپر کو اشارہ کیا جس سے وہ ان کے پاس کچھ نوز پنز، بالیاں اور ایک سلیوشن کی بوتل لے کے آیا، دریہ نے اچھنبے سے ہدا کو پھر شاپ کیپر کو دیکھا جو اب سلیوشن سپرے لیے دریہ کی طرف بڑھا۔۔۔۔

ایک لمحہ لگا تھا دریہ کو سمجھنے میں پھر اگلے ہی پل شاپ پہ اس کی چیخ برآمد ہوئی جس پہ سحر دل کھول کے قہقہے لگا کے ہنسی کیونکہ دریہ کی ناک بھی اب سرخ ہو چکی تھی جس میں چھوٹی سی بالی ڈلی ہوئی تھی۔

"تم بہت بری ہو ہدا میں کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گی۔۔۔۔"

دریہ نے روتے ہوئے شکوہ کناں نظروں سے ہدا جو دیکھتے کہا جس پہ وہ اس کے صدقے واری گئی

۔۔۔۔

"ہائے میری بچی دیکھو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ پیاری تم پہ نوز پن لگے گی، تھوڑے دن ٹھہر جاؤ پھر نوز پن پہن لینا جب یہ درد ٹھیک ہو جائے گا،، اب ہاتھ تو نہ لگاؤ اس طرح تو اور درد ہو گا چڑیل۔"

اس کی گال کو چوم کے ہدایت کرتی آخر پہ ٹوک گئی جب دریہ نے اپنے ناک کو چھو کے دیکھا۔۔۔

"تم مجھ سے بات نا کرو۔۔۔۔ میں بھائی سے شکایت کروں گی تمہاری۔"

دریہ نے اپنی طرف سے دھمکی دی جس پہ اب ہدا دل کھول کے ہنسی۔

پھر تینوں نے وہی لنچ کیا اچھا سا اور گھر واپس آ گئے۔۔۔۔

****

آفس کی بلڈنگ سے نکلتے پارکنگ ایریا کی طرف دونوں جا رہے تھے جب سالار نے ارمان کو مخاطب کیا

۔

"اگر تم بھی ساتھ آتے تو زیادہ اچھا رہتا۔۔۔۔"

"ٹھیک کہا لیکن جانتا تو ہے کہ اگر میں بھی گیا تو یہاں پہ کام کون دیکھے گا ویسے بھی میں نے بھی آہی جانا ہے جلدی۔۔۔۔"

گاڑی کا دروازہ کھولتے فرنٹ سیٹ سنبھالی، اس کی بات کو سمجھتے سالار سر نے سر ہلایا۔

"کب کی فلائٹ ہے تیری۔۔۔۔؟" ڈرائیو کرتے ارمان نے پوچھا۔۔۔

"اگلے ہفتے کی۔۔۔۔۔۔۔ پہلی بار اتنا عرصہ رہا ہوں دور ورنہ پہلے تو بس ایک ہفتے تک کے ہی ٹور ہوتے تھے۔۔۔"

اس کو جواب دیتا ساتھ ساتھ فائل بھی چیک کر رہا تھا۔

"ہاں یہ تو ٹھیک کہا۔۔۔۔۔ خیر ہم کونسا گھومنے آئے تھے بزنس کے ہی سلسلے میں آنا ہوا ہے ۔۔۔۔۔ گھومنے تو ہم اپنی بیگمات کے ساتھ آئیں گے۔"

ارمان نے آخر پہ شرارت سے کہہ کے قہقہہ لگایا۔

****

دریہ اور سحر کے پہلے سمسٹر کے پیپر شروع ہو گئے تھے اور وہ اس کے لیے بہت محنت بھی کر رہی تھیں، ایک ہفتے میں ہی ان کے پیپر ختم ہو جانے تھے پھر آدھے مہینے کا بریک تھا دوسرے سمسٹر شروع ہونے میں۔

دونوں ساتھ بیٹھ کے پڑھتی تھیں اور جو سمجھ نا آئے تو ہدا کا سر کھاتی تھیں۔۔۔۔ ابھی بھی وہ اس کا سر کھانے میں مصروف تھیں جب ہدا کو ایک کال آئی اور وہ ایکسکیوز کر کے اٹھ گئی۔۔۔۔
تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئی تو دونوں اس کو معنی خیزی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

"کیا ہے کیوں اس طرح آنکھیں پھاڑ کے دیکھ رہی ہو۔۔۔" ان کی نظروں سے کنفیوز ہو کے ہدا نے جھنجھلا کے پوچھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہم نے کیا کہا۔۔۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔"
دریہ نے سحر کو دیکھتے کہا تو وہ اس کی تائید میں سر ہلانے لگی کہ ایسا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ سر جھٹک کے پھر سے ہدا ان کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی جب دریہ نے مصروف سا سوال کیا۔۔۔

"سالار بھائی آ گئے آفس سے۔۔۔۔۔؟؟"

"ہاں کہہ رہے تھے کہ ابھی آئے۔۔۔۔۔۔۔۔" یہ سوال اتنا اچانک تھا کہ ہدا نے بے دھیانی میں جواب دیا سمجھ آنے پہ سر بھی نا اٹھا سکی۔۔۔

"دیکھا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ سیاں جی کی کال آئی تھی،، ان کے ساتھ بزی تھیں یہ محترمہ۔" سحر نے دادی اماں بن کے کہا تو ہدا بلش کرنے لگی۔

"تم لوگوں کو شرم آنی چاہیے۔۔۔۔۔ میں کتنی بڑی ہوں تم دونوں سے اور مجھے تنگ کرتی ہو،، باز آ جاؤ ورنہ بہت برا پیش آؤں گی۔"
شروع میں روہانسی ہوئی پھر ہمت کر کے آنکھیں دکھا کے بولی تو وہ الٹا اثر لے کے قہقہہ لگانے لگیں۔۔۔۔۔ ابھی واقعی میں اسے سالار کی کال آئی تھی ان کے سامنے بات کرتی تو دونوں چھیڑتی لیکن اس کو کیا پتا تھا کہ ایسے بھی بات نکلوالیں گی دونوں۔

"یہ لو۔۔۔۔۔ اس کی دھمکی سن لو، بی بی کتنی بڑی ہیں آپ، پتا سحر اس دن کوئی جاننے والی کو میں نے کہتے سنا تھا کہ ہدا کی عمر میں ان کے دو بچے تھے اور یہاں دیکھو۔۔۔۔ چچ چچ ہمیں ہی آنکھیں دکھا رہی۔"

دریہ نے فل افسوس کا اظہار کرتے ہدا کو اس کی غلطی بتائی جس پہ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے باہر آنے کو ہوئی ان دونوں کی بے باکی سن کے ، پاس پڑا کشن اٹھا کے دونوں کو مارنا شروع کر دیا۔

"بے شرم لڑکیوں۔۔۔۔۔۔ شرم نام کی چیز ہے بھی کہ نہیں۔" ہدا نے ماتھے پہ تیوری چڑھا کے کہا۔

"سحر۔۔۔۔۔۔ یہ شرم کیا چیز ہے بھلا؟"

دریہ نے ہدا کو رکنے کا اشارہ کرتے سحر سے معصوم بن کے سوال کیا۔

"ارے ہمیں کیسے پتا ہو گا۔۔۔۔۔۔ ہمارے تھوڑے سیاں جی ہیں ان کی طرح!" سحر نے دوپٹہ کا کونا پکڑ کے منہ میں ڈالتے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے کہا تو دریہ نے اس کی شرمیلی ادا پہ منہ چوم لیا۔۔۔

"ارے واہ میری جان۔۔۔۔۔ تیرا سیاں جی میں ہوں تو تجھے کسی اور کی کیا ضرورت۔"

دریہ نے فلمی ہیرو کی طرح باہیں پھیلائے سحر کو آنکھ مار کے کہا تو وہ اور شرما کے دوہری ہونے لگی۔

"آجا میری باہوں میں کہ تجھ کو خود میں سما لوں۔۔۔۔۔" اس کو باہوں میں لپیٹے گال چومی تو ہدا نے رکھ کے لگائی دونوں کو۔

"یہ کیا کر رہی ہو دونوں۔۔۔ ہٹو پیچھے اور پڑھو چپ کر کے۔"

ہدا نے دونوں کے ڈرامے سے تنگ آ کے ان کو پیچھے کیا اور پڑھنے پہ لگا یا۔

"ہاں یار چپ کر کے پڑھ۔۔۔۔۔۔ ورنہ اس کے ارمان جاگ جائیں گے اور سالار بھائی تو یہاں ہیں ہی نہیں۔"

دریہ نے سحر کے کان میں گھس کے کہا لیکن اتنا بھی آہستہ نہیں کہ ہدا ان نہ سکتی۔۔۔

"تم دونوں۔۔۔۔۔ کتنی۔۔۔۔۔ بہت بڑی بے شرم ہو گئی ہو۔" ہدا نے بے بس ہو کے کہا اور ان کی باتوں کو اگنور کر کے اپنی بک لے کہ بیٹھ گئی کہ ان کی بکواس چلتی رہنی تھی۔

****

جمعہ کی دن حان صاحب گھر پہ موجود تھے، دریہ کا آخری پیپر تھا اس کے بعد چھٹیاں۔۔۔

ابھی ناز بیگم کھانے کی تیاری کر رہی تھیں کہ ملازمہ نے ان کو ثریا بیگم اور ان کے شوہر کے آنے کا بتایا ساتھ میں ان کے چچی فرخندہ بھی تھیں۔

"ارے السلام علیکم !کیسے ہیں آپ؟؟"

ناز بیگم خوشدلی سے ملیں لیکن دل میں ایک خیال بھی آگیا ان کے آنے کا مقصد۔
چچی فرخندہ پہلے بتا چکی تھیں کہ ان کی ثریا چچی آئیں گے کوئی ضروری بات کرنے لیکن آج آنا تھا یہ نہیں بتایا تھا۔

"ہم ٹھیک ہیں۔۔۔۔ تم سناؤ کیسی ہو اور حسن کیسا ہے؟" ثریا بیگم بھی مسکرا کے بولی تو ناز بیگم ان کو اور حامد کے والد کو ڈرائینگ روم میں لے گئیں۔۔۔۔

"وہ کمرے میں ہیں میں ابھی بلا کے لاتی ہوں۔" ان کو بٹھا کے خود دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوئیں اور حسن صاحب کو ان کے آنے کی اطلاع دی۔
"چچا جان کیسے ہیں آپ۔۔۔۔ کافی دنوں بعد چکر لگایا آپ نے آج۔"
حامد کے والد ولید صاحب سے مصافحہ کرتے کہا اور خود بھی دوسرے صوفے پہ بیٹھ گئے۔

www.urdunovelsmania.com

"ہاں بس آج آنا ہی پڑا۔۔۔۔ کچھ ضروری بات جو کرنا تھی۔" وہ بھی مسکرا کے گویا ہوئے تو حسن صاحب سر ہلا گئے۔

"بس بھابھی آجائیں پھر بات شروع کرتے ہیں۔۔۔۔" اب تک خاموش چچی فرخندہ نے بھی حصہ ڈالا
۔

تھوڑی دیر میں ناز بیگم لوازمات کی ٹرے سجا کے لائیں اوران کے آگے پیش کی ۔

تب انہوں نے اپنی بات کا آغاز کیا ۔

"دیکھو حسن ، رشتے میں بڑا ہوں تم سے لیکن ہمیشہ اپنا بھائی سمجھا تمہیں ۔۔۔ حامد کو بھی اچھے سے جانتے ہو گھر کا پلا بچہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔"

ولید صاحب اپنی بات کہہ رہے تھے اور ناز بیگم کو اپنا شک یقین میں بدلتا نظر آرہا تھا ۔

"گھما پھرا کے بات نہیں کریں گے ۔۔۔۔۔ دریہ بیٹی ہمیں اپنے حامد کے لیے بہت پسند ہے اور وعدہ کرتے ہیں کہ اسے وہ خوش بھی رکھے گا ماشاء اللہ سے کماتا ہے ، ہاں تمہارے گھر کی طرح آسائشیں نہیں ہیں اتنی ہمارے گھر لیکن مجھے یقین ہے کہ حامد اسے ہر طرح سے خوش رکھے گا ، تم پہ کوئی زور زبردستی نہیں ٹھنڈے دماغ سے سوچ کے جواب دینا نا ہی ہمیں کوئی جلدی ہے ۔۔۔۔"

ولید صاحب اپنی بات کہہ کے خاموش ہوئے تو حسن صاحب کو دیکھنے لگے ۔

ان کی بات سن کے حسن صاحب کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی لیکن ناز بیگم کنفیوز سی کبھی چچی فرخندہ کو دیکھتیں تو کبھی ثریا بیگم کو ۔۔۔۔

"آپ نے ہماری بیٹی کو اپنی بیٹی بنانے کا فیصلہ کیا یہ بہت خوشی کی بات ہے لیکن ۔۔۔۔"

کچھ توقف کے بعد جب حسن صاحب نے بولنا شروع کیا تو چچی فرخندہ نے بیچ میں ہی بات کاٹ دی۔

"لیکن کیا بھائی صاحب۔۔۔۔۔ حامد اچھا لڑکا ہے، گھر کا دیکھا بھالا، اچھی شکل، اچھی جاب، اچھا اخلاق اور آپ تو اسے اچھے سے جانتے بھی ہیں تو اس لیکن کا کیا جواز بن رہا ہے۔"

چچی فرخندہ نے خاصا بے زار ہو کے کہا جیسے ان کی بات بہت ناگوار گزری ہو ان کو۔

"بات یہ نہیں فرخندہ۔۔۔۔ بات یہ ہے ہم نے ابھی اس کی شادی کا نہیں سوچا وہ ابھی پڑھ رہی ہے اور جب تک وہ پڑھائی مکمل نہیں کر لیتی تب تک ہم اس پہ اس بارے میں کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے۔۔۔۔"

ناز بیگم نے رسانیت سے سمجھانا چاہا تو وہ سر جھٹک کے رہ گئیں۔

"تو ہم کونسا اس کی پڑھائی میں رکاوٹ ڈالیں گے۔۔۔ جتنا چاہے پڑھ لے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔" ثریا بیگم نے بھی اپنی چپ توڑی۔

"آپ نے ایسا سوچا ہمیں اچھا لگا لیکن ابھی ہم معذرت خواہ ہیں۔۔۔۔ آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔"

آخر کار حسن صاحب کو صاف الفاظ انکار کرنا پڑا کیونکہ وہ ارمان اور سالار کے آنے کے بعد ہی کچھ فیصلہ کر سکتے تھے اس بارے میں ان کی بات پہ چچی منہ پھلا کے بیٹھ گئی البتہ ثریا بیگم بھی خاموش ہو گئیں۔
تھوڑی دیر بعد جب حامد کے والد اور والدہ چلے گئے تو چچی فرخندہ نے ان سے تفتیش شروع کر دی۔

"آخر کیا کمی ہے حامد میں، کیا سمجھانا چاہتے ہیں آپ بھائی صاحب کیوں انکار کر رہے ہیں۔۔۔۔کس کے لیے آپ نے دریہ کو بٹھا کے رکھا، ہمیں بھی تو پتا چلے، یا پھر خود ہی کوئی پسند کر کے بیٹھی ہے یہ۔"

چچی فرخندہ اپنی تمیز بھلائے خاصے تیز لہجے میں بولی کہ حسن صاحب کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات آئے۔

"یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ چچی جان۔۔۔۔۔۔!!" دریہ نے اندر آتے حیران ہوتے اپنی چچی سے پوچھا جو شاید نہیں یقیناً اس کے کردار پہ انگلی اٹھا رہی تھی۔
وہ ابھی یونی سے پیپر دے واپس آئی تھی جب ڈرائنگ روم سے اپنا ذکر سنتے وہی آ گئی اور چچی کو اپنے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال کرتے دیکھ اسے بہت حیرت ہوئی۔

"ارے صحیح کہہ رہی ہوں میں۔۔۔۔کیا تم ارمان کے انتظار میں نہیں بیٹھی ہوئی، اس سے عشق معشوقی نہیں چلا رہی، روز دیر تک باتیں کرتی ہو اس سے۔۔۔۔۔یاد تو آتی ہی ہو گی نا۔"

چچی اس کی طرف مڑتی ہوئی کڑے تیوروں سے کہنے لگی کہ دریہ نفی میں سر ہلاتی اپنی ماں کے پاس گئی

۔۔۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔ ایسا کک۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔"

نفی کرتی وہ مسلسل آنسوں بہائے اپنی صفائی لیش کر رہی تھی۔

"ارے بس بس رہنے دو۔۔۔۔۔ جانتی ہوں، ایسے ہی نہیں وہ تمہیں "درے" کہتا۔"

"بس بہت ہو گیا فرخندہ۔۔۔۔ یہاں سے ابھی دفع ہو جاؤ اس سے پہلے کہ مجھ سے ہاتھ اٹھ جائے۔"

حسن صاحب ایک دم غراکے گویا ہوئے کہ چچی ایک پل کو سہم سی گئی۔

"ہاں جی اب تو بیٹی کے کرتوتوں پہ پردے ڈالنے ہیں۔۔۔۔ اسی لیے مجھے اب چپ ہی کروایا جائے گا۔" وہ جانے اور بھی کیا کہہ رہی تھی لیکن دریہ میں اب سننے کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔۔

"ماما میں نہیں۔۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔۔۔ مان بھائی آپ سے بھی بات کرتے، سب سے کرتے، سالار بھائی بھی مجھے درے کہتے، مان بھائی نے کبھی ایسا نہیں کہا مجھے۔۔۔۔۔"

دریہ روتی اپنی ماں کے گلے لگی کہہ رہی اور ناز بیگم بھی بس رو دینے کو تھیں کہ فرخندہ جس کو وہ اپنی بہن کی طرح مانتی ہی نہیں سمجھتی بھی تھیں وہ اس کی بیٹی پہ الزام لگا رہی تھی۔

"ہمیں یقین ہے تم پہ بیٹا۔۔۔۔ جانتے ہیں کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔بس رونا نہیں۔" اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتی ناز بیگم نے پیار سے کہہ کے گلے سے لگایا تو دریہ ہچکیوں میں رونے لگی۔

"آخر تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو فرخندہ۔۔۔۔ کیا بگاڑہ ہے میری بچی نے تمہارا۔"
ناز بیگم نے غصے سے پوچھا تو وہ سر جھٹک گئیں۔

"میں نے کیا کہنا بھابھی۔۔۔۔ آپ کو خود نظر آنا چاہیے تھا کہ یہ آپ کی ناک کے نیچے اپنے ہی منہ بولے بھائی سے چکر چلا رہی تھی، معاف کریں بھائی صاحب لیکن آپ کو اس کا فیصلہ کر لینا چاہیے اب۔۔۔۔ چلتی ہوں۔"
دریہ کو گھورتی وہ نخوت سے کہتی، اپنی کامیابی پہ مکاری سے مسکرا کے چلی گئیں۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

****
چچی فرخندہ نے پہلے دریہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ ارمان اس کو پسند کرتا ہے اور جب وہ واقعی اس کے بارے میں سوچنے لگی تو اس پہ الٹا الزام لگا دیا، دوسری طرف حامد کو بھی یقین دلایا کہ اس کا رشتہ دریہ سے ہی ہوگا اور اس کی فیملی کو بھی قائل کر دیا اس بارے میں کہ وہ حامد کا رشتہ دریہ سے کر دیں ۔۔۔۔

ثریا بیگم تھوڑی چالاک خاتون تھیں توان کا گھر بھار دیکھ کے مان گئیں کہ اونچے لوگ ہیں ہم سے، ان سب کے پیچھے چچی فرخندہ نے کیا سوچ کے رکھا تھا یہ تواب وقت ہی بتانے والا تھا۔

فرخندہ چچی نے جوان کے جانے کے بعد حسن صاحب اور ناز بیگم سے کہا وہ اس سب کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ ان کی لاڈلی بیٹی پہ الزام لگا دیا۔

ابھی ناز بیگم دریہ کے سرہانے بیٹھیں پریشانی سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیر رہی تھیں کیونکہ دریہ اس بات کے بعد بہت روئی تھی اور خود کی طبیعت بھی خراب کرلی تھی۔۔۔۔۔

"اللہ ہدایت دے اس فرخندہ کو پتا نہیں اس نے ایسا کیوں کیا۔۔۔۔۔کیسے میری بچی نے اپنی حالت خراب کرلی ہے۔"

ناز بیگم نے اپنے آنسوں پونچھتے ہوئے کہا وہ جتنا افسوس کرتیں فرخندہ کی حرکت پہ اتنا کم تھا آخر کو اس کی بھی بیٹیاں تھیں دو، کیا اسے خوف خدا نہیں تھا۔

"آپ پریشان نا ہوں۔۔۔۔۔ ہم اس بارے میں سوچتے ہیں کہ کیا کرنا ہے، سالار سے ایک بار بات ہوجائے لیکن تب تک آپ نے اسے کچھ بھی نہیں بتانا جب تک میں بات نا کرلوں اس سے۔"

دریہ کا ماتھا چومتے انہوں نے ناز بیگم کو سالار کو کچھ بھی بتانے سے منع کیا۔

"کس کو کیا نہیں بتانا بھئی ہمیں بھی تو پتا چلے۔"
دروازے سے آتی مسکراتی آواز پہ دونوں نے اس سمت دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بڑھے۔۔۔

"سالار میری جان۔۔۔۔کیسا ہے میرا بیٹا؟" ناز بیگم نے اس کا منہ، ماتھا چوم کے شدت جزبات سے کہا۔
سالار نے آج آنا تھا، اس کے آنے کی خبر کسی کو بھی نہیں تھی یہ ایک سرپرائز تھا لیکن اگلے ہی پل وہ خود بری طرح سرپرائز ہوا جب اس نے دریہ کو بیڈ پہ لیٹے پایا۔۔۔

"درے۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں ماں لیکن درے کو کیا ہوا؟" ان کے ہاتھ چومتا وہ دریہ کے بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھتے فکرمند لہجے میں بولا۔

"کچھ نہیں بیٹا بس اداس ہوگئی تھی آپ دونوں سے اسی لیے۔۔۔۔دوائی دی ہے ٹھیک ہو جائے گی شام تک ان شاء اللہ تم فکر نا کرو، یہ بتاؤ کہ تم اچانک کیسے آ گئے، بھوک لگی ہے کھانا لاؤں اپنے بچے کے لیے۔"
ناز بیگم بات کو دباتے ہوئے بولیں اور اس کے آنے کا پوچھا جس پہ اس نے بتایا کہ وہاں پہ کام سب سیٹ ہے تو جلدی واپس آگیا لیکن ایک بار پھر چکر ضرور لگائے گا وہاں کا۔

"بیٹے ارمان بھی آیا ہے آپ کے ساتھ۔" حسن صاحب نے پوچھا تو سالار نے بتایا کہ اس کو وہاں پہ ابھی کام ہے۔جس کہ وجہ سے وہ رک گیا تھوڑے عرصے بعد وہ بھی پاکستان کا آجائے گا،۔جس پہ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"درے۔۔۔۔۔۔ کیا ہوا میری گڑیا اتنی اداس ہوگئی کہ طبیعت ہی بگاڑ لی اپنی، دیکھو میں آگیا ہوں۔"

سالار اس کے سرہانے بیٹھا آہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا تبھی ناز بیگم نے اس کو کھانے پہ بلایا کہ آ کے کھانا کھا لے پھر درے کے پاس آجائے۔۔۔

کھانے سے فارغ ہو کے وہ دریہ کے پاس ہی آگیا تھکا ہوا تھا تو وہی بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ بھی لگ گئی۔۔۔۔۔۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

****

"اب ہم کیا کریں گے،، سالار بھی آگیا ہے آپ بات کریں اس سے اور کوئی حل ڈھونڈیں۔" کمرے میں آتی ناز بیگم نے حسن صاحب سے کہا جو خود بھی سوچوں میں گم تھے ان کی بات پہ سوچوں سے نکل کر متوجہ ہوئے۔

"ہم میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ بات کروں اس سے پہلے کہ چاچو ولید ہم سے پھر بات کریں رشتے کی کہ ان کو انکار کرنا مشکل ہو جائے گا۔" انہوں نے پر سوچ لہجے میں کہا۔

"بس آپ جلدی سے کریں تا کہ ہم بھی کسی فیصلے پہ پہنچیں۔"

"ارمان سے بھی تو بات کرنی ہو گی ناں۔۔۔۔۔ یہ اتنی جلدی تو نہیں ہو سکتا نا آپ صبر کریں اور دریہ جوان باتوں سے نکالیں اور سمجھائیں کہ سب ٹھیک ہے وہ پریشان نا ہو۔" سنجیدگی سے ان کی طرف مڑ کے جواب دیا۔

"جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ بس اللہ میری بچوں کے نصیب اچھے کرے، آمین۔"

"آمین۔۔۔۔۔"

****

دریہ کی جب آنکھ کھلی تو اپنے قریب اپنے بھائی کو نیم دراز دیکھا جو سو رہا تھا اور شاید ریلیکس نہیں لگ رہا تھا، دریہ کو لگا کہ یہ اس کا خواب ہے کہ بھائی پاس بیٹھا ہے کافی دیر اس کو دیکھنے کے بعد دریہ نے ہاتھ بڑھا کے اس کے ہاتھ کو چھوا تو اسے حیرت ہوئی کہ واقعی میں بھائی یہاں پہ موجود ہیں۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"س۔۔۔۔سالار بھائی۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔آپ کب آئے۔" دریہ اٹھ کے وہی اس کے سینے پہ سر رکھے رونے لگ گئی جس سے سالار جو گہری نیند میں جا چکا تھا اب اس کا سر سینے پہ محسوس کرتے اٹھ گیا۔

"درے۔۔۔۔۔میری جان کیا ہوا کیوں رو رہی ہو بھائی آ گیا واپس، بس چپ کر جاؤ پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور نا بگڑ جائے۔" پیار سے اس کو بہلاتے کہا۔

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔۔۔۔۔۔اتنی دیر سے آئے آپ۔" معصومیت سے منہ بناتی شکوہ کیا تو سالار مسکرا اٹھا۔
اس وقت وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس دیکھ کہ کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعے کو فراموش کر چکی تھی۔
"بھائی کی جان بھائی نے بھی آپ کو بہت مس کیا۔۔۔" اس کے سر کا بوسہ لیتے کہا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

پھر دونوں نے مل کے باتیں کی، کچھ اپنائیت بھرے شکوے تھے کچھ راز والی باتیں جس پہ سالار کھلکھلا پڑتا۔
باتیں کر کے اس کو آرام کی تلقین کرتا خود بھی روم میں چلا گیا کہ آرام کر سکے۔

اس کے جانے کے بعد دریہ کے زہن میں ایک بار پھر سے وہ واقع گزرا جس میں اس کے کردار پہ انگلی اُٹھائی گئی تھی۔

وہ بھولی کہاں تھی بس اپنے بھائی کو پریشان نہیں تھی کرنا چاہتی، ارمان کو وہ اپنا آئیڈیل سمجھنے لگی تھی اس سے بات کرکے اچھا لگتا تھا وہ اپنے آپ سے اس بات کا اعتراف کبھی نا کرتی کہ وہ اس سے محبت کر بیٹھی ہے، وہ بس اس کو وقتی کشش سمجھ رہی تھی اب وہ اس بات پہ شکر گزار بھی تھی کہ اس نے ارمان کو اپنے جزبات سے آگاہ نہیں کیا تھا لیکن جو چچی نے اس کے بارے میں کہا کہ وہ منہ بھولے بھائی سے عشق لڑا رہی ہے یہ بات اس کو توڑنے کو کافی تھی۔۔۔۔

"اللہ تعالیٰ آپ تو جانتے ہیں نا کہ میں ایسی نہیں ہوں تو چچی کو کیوں نہیں پتا چلتا، وہ تو خود مجھے کہتی تھیں کہ مان بھائی مجھے پسند کرتے ہیں اور شادی بھی ان سے ہی ہو گی اور اب جب میں اس بات کے لیے تیار ہوئی تھی تو مجھے ہی برا کہہ دیا، میرے ہی کردار پہ کیچڑ ڈال کے چلی گئیں۔"

اس کا ضبط پھر سے جواب دے گیا تو گھٹنوں میں منہ دیے رو دی۔

"میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہیں تھا پھر یہ کیوں ہوا میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔ کیوں اللہ تعالیٰ جی، آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نا تو کیوں ایسا ہوا۔۔۔ آپ پلیز مان بھائی کو بھیج دیں تاکہ وہ یہاں آ کے سب کو بتائیں کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

اپنے آنسوں صاف کرتے تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کے لیے اٹھی کیونکہ ابھی رات کا پچھلا پہر تھا تو سوچا کہ تہجد کی نماز ادا کر لے۔

نماز پڑھ کے تھوڑا سکون ملا تو اپنی بہتری کے لیے دعا کرنے لگی۔

"جی۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ میں صبر کر رہی ہوں۔۔۔۔ میں نے صبر کو نہیں چھوڑا، آپ بس چچی جان کو بتائیں کہ میں ایسی نہیں ہوں وہ مجھے ایسا نا کہیں کہ میں نے بھائی کے ساتھ۔۔۔۔"

اس کے آگے الفاظ ادا کرتے دریہ کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

صبح کی اذان ہونے لگی تھی وہ اب بھی ہنوز اسی حالت میں جائے نماز پہ بیٹھی ہاتھ دعا کے لیے اٹھا کے رکھے ہوئے تھی۔

"میرے حق میں بہتر کریں اللہ جی۔"

اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن کمزوری کی وجہ سے اگلے ہی پل لڑکھڑا گئی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

****

ناشتے کی ٹیبل پہ سب بیٹھے تھے سالار ابھی ابھی فریش ہو کے آیا تھا اس کو آئے دو دن گزر چکے تھے لیکن گھر پہ اس ٹاپک پہ دوبارہ بات نا چلی، چچی شائستہ کو بھی جب ناز بیگم نے بتایا تو وہ بھی حیرت کے

مارے کچھ بول نا پائیں کہ فرخندہ ایسی حرکت کر سکتی ہے، جبکہ ہدا دو بار آ کے دریہ کی خبر لے چکی جو اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے ہدا سے ملی نہیں تھی۔

ابھی دریہ بھی ہلکا سا ہی ناشتہ کر رہی تھی اور ذہن میں آنے والے خیالات کو بار بار جھٹک رہی تھی۔ جب حسن صاحب کو فون آیا، نمبر دیکھ کے ان کے چہرے پہ پریشانی کی لکیریں واضح ہوئیں جو ناز بیگم کے ساتھ ساتھ سالار نے بھی اچھے سے نوٹ کیں۔

سلام دعا کے بات ان کی بات شروع ہوئی تو سالار نے ان کے تاثرات پہ غور کیا جو بدل رہے تھے، مصنوعی مسکراہٹ سجائے وہ بات کر رہے تھے۔

"جی۔۔۔۔ دراصل دو دن پہلے سالار آیا ہے تو میں اس سے مشورہ کر کے آپ کو جواب دوں گا۔۔۔۔۔ جی باقی جو اللہ کو منظور وہ تو ہو کے رہے گا۔۔۔۔ اوکے جی خدا حافظ۔"

آخری کلمات کہتے انہوں نے موبائل ٹیبل پہ رکھا اور کسی سوچ میں چلے گئے۔

ناز بیگم ان کے بات کرنے کے طریقے سے ہی بھانپ گئی تھیں کہ کس کا فون تھا البتہ دریہ ان سب سے انجان کھانا کھا کہ اٹھ چکی تھی، اس نے سب اللہ پہ چھوڑ دیا تھا تو اس بات سے اب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ کس سے شادی ہوتی کس سے نہیں کیونکہ ارمان نے کبھی اس سے وعدے نہیں کیے تھے ساتھ جینے مرنے کے تو وہ اندر سے مطمئن تھی۔

"باباکس کی کال تھی اور آپ پریشان کیوں ہو گئے ان سے بات کرنے کے بعد۔"
سالار نے ناشتہ ختم کرتے اپنے والد کو اپنی طرف متوجہ کیا جو گہری سوچ میں تھے جبکہ ناز بیگم خاموشی سے کھانے کے برتن لے کہ کچن میں چلی گئیں کہ باپ بیٹا آرام سے بات کرلیں۔

"بیٹا ولید چچا دریہ کا رشتہ مانگ رہے ہیں اور میں انہیں ٹال رہا ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ انکار کس وجہ سے کروں۔"
انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔
"کیا مطلب کیا وجہ بتانی ہے۔۔۔۔ آپ ان کو انکار کردیں کہ ہم نے اس بارے میں ابھی نہیں سوچا۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"لیکن بیٹا اس طرح اچھا نہیں لگتا بغیر کسی وجہ کے انکار کرنا۔۔۔۔ ہم نے ان کو کہا تھا کہ ابھی نہیں کرنی شادی لیکن وہ بضد ہیں کہ دریہ کو شادی کے بعد پڑھنے دیں گے، وہ چاہتے ہیں کہ صائمہ (حامد کی بہن) کے ساتھ ہی حامد کی بھی شادی ہو جائے اسی لیے۔۔۔۔ وہ جلدی کر رہے ہیں۔"
حسن صاحب نے تفصیل بتائی۔۔۔
"آپ نے ارمان کو بتایا۔۔۔۔ آپ جانتے بھی ہیں۔۔۔۔۔"
"بیٹا تم بات کرو اس سے تاکہ وہ عباس سے بات کرے ورنہ میں کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔"

انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو سالار سر ہلا گیا۔

"میں آج ہی اس کو ساری صورتحال بتاتا ہوں، پھر دیکھتے وہ کیا کہتا۔"

****

سالار نے کئی بار ارمان کو فون ٹرائی کیا لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

"ہوئی بات ارمان سے۔۔۔۔؟؟"

حسن صاحب نے سالار کو اپنے کمرے میں بلاتے پوچھا جس پہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"لگتا ہے کہیں مصروف ہے اسی لیے کال نہیں اٹھا رہا جیسے ہی میری کالز دیکھے گا تو کال بیک ضرور کرے گا۔۔"

جب سے سالار آیا تب تو اس سے بات ہو پا رہی تھی لیکن اب پتا نہیں کیا مشکل آئی تھی کہ ارمان کا بار ہا نمبر ٹرائی کرنے پہ بھی وہ نہیں تھا اٹھا رہا اور یہی بات سالار کو الگ پریشانی میں ڈال رہی تھی۔

****

"کیا ہوا۔۔۔۔۔ بھائی ابھی بھی کال نہیں اٹھا رہے ؟؟" ہدا نے جب سالار کو پریشان سا سیڑھیوں پہ بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آ کے پوچھنے لگی۔

"ہمم ،، پتا نہیں کیا مسئلہ بن گیا کال اٹھائے تو تب جب کال جائے بھی مسلسل نمبر بند جا رہا دونوں سے۔"

موبائل پہ نظریں جمائے کہا۔

"مجھے بہت فکر ہو رہی ہے سالار کیا ہو گا اب۔" اس کے کندھے پہ سر رکھتے نم لہجے میں بولی۔

"تم فکر نہ کرو ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔۔۔ وہ لوگ بہت اسرار کر رہے ہیں ،مجھے خود بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کہیں۔۔۔۔۔ ارمان بھی رابطہ نہیں کر رہا، ایک طرح سے پھنس گئے ہیں ہم۔"

سالار نے بے بسی سے کہا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"ہمارے پاس کوئی ٹھوس وجہ بھی نہیں انکار کی۔۔۔۔۔ درے کے خلاف باتیں کر رہے ہیں سب ،اور اوپر سے ارمان۔۔۔۔۔ ساری بات تو یہی آ کے رکتی کہ ارمان سے بات کرنی ہے جو ہو ہی نہیں پا رہی۔"

سالار کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے ایک تو سب نے اس سے بات چھپائی اور جب پتا چلی تو ارمان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا بے بسی سی بے سی تھی بس اب۔

"آپ ان کو کہہ دیں کہ دریہ کی شادی ارمان بھائی سے کرنی ہے۔" ہدا نے دل میں آتی بات کہہ دی۔

"وہ تو ٹھیک ہے ہدا۔۔۔۔۔ لیکن یہ بات پہلے ارمان سے پوچھنی ہے ہم ایسے ہی تو نہیں کہیں گے کہ ان دونوں کی شادی کرنی ہے، اور اگر بعد میں ارمان نے انکار کر دیا تو پھر بات اور پھیلے گی کہ۔۔۔۔۔"

سالار نے بات چھوڑ دی تو ہدا سمجھ کے سر ہلا گئی۔۔۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا اندر چلیں کھانا کھا لیں۔" ہدا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں وائفی بھوک نہیں۔۔۔۔۔ مجھے ارمان کی فکر ہو رہی ہے پتا نہیں کیوں موبائل کیوں بند ہے اس کا۔"

اس ہاتھ پکڑتے اپنے پاس دوبارہ بٹھاتے کہا۔

"اللہ خیر کرے، میں دریہ کے پاس جانا ہے وہ چپ چپ سی رہنے لگ گئی ہے آج کل۔"

ہدا نے التجائی انداز میں کہا تو سالار مسکرا اٹھا۔

"مجھے بہت اچھا لگتا جب تم مجھ سے جڑے سارے رشتوں کی فکر کرتی ہو۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا تو اس نے ناراضگی سے دیکھا۔

"صرف آپ سے جڑے نہیں۔۔۔۔ میرے بھی وہ کچھ لگتے ہیں سالار، میرا بھی ان سب سے گہرا رشتہ ہے۔" اس نے منہ بنا کے کہا تو سالار ہلکا سا ہنس دیا۔

"بالکل ٹھیک کہا۔۔۔۔ لیکن ابھی کچھ وقت میرے پاس رہو پھر چلی جانا ویسے بھی ابھی وہ نماز پڑھ رہی ہوگی۔"

سالار نے اپنے حصار میں لیتے گھڑی میں ٹائم دیکھتے بتایا تو وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی اور باتیں کرنی لگی۔

****

"آپ ان کو کال کر کے کہیں کہ ہماری دریہ کی شادی ارمان سے ہوگی۔"

ناز بیگم نے حسن صاحب کے پاس بیٹھتے کہا۔

"ارمان کا کیسے کہہ دیں جب انہوں نے خود ابھی رشتے کی بات ہی نہیں کی، اگر عباس نے کوئی بات کی ہوتی تو مجھے سکون ہوتا کہ کم از کم اس نے مجھے امید تو دلائی لیکن ایسی تو کوئی بات کی ہی نہیں کبھی اس نے۔۔۔۔۔۔" انہوں نے ناز بیگم کی طرف دیکھتے کہا۔

"ویسے حسن صاحب زرا دھیان سے سوچیں حامد اتنا برا لڑکا بھی نہیں ہے وہ خوش رکھے گا ہماری بیٹی کو ،اگر تھوڑے دنوں تک ارمان کے متعلق کوئی مثبت جواب نا ملا تو آپ ان لوگوں کو ہاں کر دیجئے گا ، میں نہیں چاہتی کہ میری بچی دوسروں کے طعنے برداشت کرے ،، پڑھائی کا کیا وہ تو شادی کے بعد بھی ہو جائے گی ۔"

انہوں نے بھی دل پہ پتھر رکھ کے کہہ دیا ورنہ ارمان تو شروع سے ہی اپنا بیٹا تھا کہ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ دریہ کو خود سے دور بھی بھیجنا پڑے گا لیکن آج کل جو سوسائٹی میں باتیں ہو رہی تھیں وہ ان کو حامد کے متعلق سوچنے پہ مجبور کر رہی تھیں ۔

"آپ اچھے کی امید کریں بس ۔۔۔۔۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حامد ایک اچھا لڑکا ہے اور اچھا شریک حیات بھی ثابت ہو گا بس آپ دعا کریں کہ ارمان سے رابطہ ہو جائے کسی طرح ۔"کافی سوچ بچار کے بعد وہ بھی ایک فیصلے پہ پہنچے تو ناز بیگم کو کہا ۔

****

مسلسل ایک ہفتہ ان لوگوں کو ٹالتے رہے اور دوسری طرف ارمان سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا ۔

دریہ نے بھی اسے ہر جگہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی جواب نہیں مل پاتا تھا، ہدا نے سالار نے کہا تھا کہ وہ ماما بابا سے بات کرتی ہے رشتے کی لیکن سالار نے منع کر دیا کہ ان کے بابا خود ہی بات کریں گے۔

ارمان سے ایسا رابطہ ٹوٹا کہ دوبارہ ہو ہی نا پایا، ادھر ولید صاحب کے بے حد اسرار پہ ان کو ہاں کہنی پڑی تو عباس صاحب ہوش میں آئے کہ یہ ان سے کیا ہو گیا، اگرچہ ارمان یہاں نہیں تھا لیکن وہ خود بات تو کر سکتے تھے نا، انہوں نے فوراً حسن صاحب سے بات کی رشتے کی لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔

"عباس یار میں اب کیسے ان کو منع کروں مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔۔ اگر تم لوگوں نے پہلے بات کی ہوتی مجھ سے تو میں ان کو امید دلاتا ہی نا لیکن تم اب مجھ سے بات کر رہے ہو جب میں ان کو مثبت جواب دے چکا ہوں۔۔۔۔"
حسن صاحب نے جھنجھلا کے کہا کیونکہ اب عباس صاحب ان کو حامد کے رشتے سے انکار کرنے کو کہہ رہے تھے اس وقت وہ دونوں بھائی حسن صاحب کے کمرے میں بیٹھے تھے۔

"میں بہت شرمندہ ہوں بھائی۔۔۔۔۔ شائستہ نے جب بتایا تھا تو میں نے ارمان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے رابطہ ہی نہیں ہو پا رہا۔"
انہوں نے شرمندہ ہوتے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔ لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا میں ان کو ہاں کر چکا ہوں اور وہ تاریخ بھی دینے آرہے ہیں کل۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔۔

"اللہ ہماری بیٹی کے نصیب اچھے کرے آمین۔"

****

اگلے دن حامد کی فیملی تاریخ پکی کرنے آئی تھی، حامد کی بہن جس کی ساتھ ہی شادی تھی وہ بہت ہی روکھے طریقے سے دریہ سے ملی جو سحر کے ساتھ ساتھ ہدا نے بھی نوٹ کیا۔

ابھی دریہ اپنے کمرے میں موجود تھی ساتھ ہی سحر بھی تھی جو اس پہ غصہ نکال رہی تھی۔

"تم نے اسے سنائی کیوں نہیں کس طرح وہ کہہ رہی کہ تھی کہ بس ٹھیک ہی لگ رہی ہو، اتنی پیاری بھی نہیں۔۔۔۔ اس نے اپنی شکل دیکھی ہے بھنڈی کہیں کی۔"

سحر نے باقاعدہ صائمہ کی نقلیں اتار کے کہا تو دریہ ہنس دیں۔

"اب اتنی بھی بری نہیں ہیں وہ جتنا تم ان کو بنا رہی ہو۔"

دریہ نے مصنوعی برا مناتے کہا۔

"ارے جاؤ جاؤ۔۔۔۔۔" اس نے ناک پہ سے گویا مکھی اڑائی۔

"سحر۔۔۔ میں نے سنا کہ حامد بھائی غصے والے بھی ہیں۔"
اس نے پریشانی سے صائمہ کی ایک پرانی بات یاد کرتے کہا جس میں اس نے بتایا تھا کہ ایک مرتبہ شرٹ صحیح سے پریس نا ہونے کی وجہ سے اچھا خاصا غصہ کیا تھا اس پہ۔

"ارے بھائی تو نہ کہو اب ان کو۔۔۔" سحر نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے کہا جو اپنے ہونے والے شوہر کو بھائی کہہ رہی تھی۔

"جب تک شادی نہیں ہو جاتی میں بھائی ہی کہوں گی۔۔۔ ورنہ پھر مجھ پہ۔۔۔۔۔"
اس نے بات بیچ میں ہی چھوڑ دی کہ سحر نے آگے بڑھ کے اس کو اپنے گلے سے لگایا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا اس پچی پر کہ تمہیں الٹے رستے لے جا رہی تھی، لیکن تم فکر نہیں کرو حامد بھائی اچھے ہونگے وہ تمہیں خوش رکھیں گے۔"
سحر نے گویا دریہ سے زیادہ خود کو تسلی دی، اندر سے وہ خود بھی ڈری تھی کہ حامد واقعی سنجیدہ طبیعت کے ساتھ ساتھ غصے کا بہت تیز تھا۔

"اب تم خوش رہو کیونکہ تمہاری دو ہفتوں میں شادی ہے تو دولہنیں خوش ہی اچھی لگتی ہیں۔"
اس کا ماتھا چومتے پیار سے کہا تو دریہ تلخی سے مسکرا دی۔

"خوش دولہنیں۔۔۔۔ شاید بھول رہی ہو میرے کردار پہ الزام لگایا جا چکا ہے ایک بار اور وہ یاد کرتے کوئی کیسے خوش رہ سکتا ہے سحر۔" دریہ نے نم لہجے میں کہا تو سحر نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم بھول جاؤ سب دریہ۔۔۔۔۔ سمجھو ایسا کچھ تھا ہی نہیں!!"
"ایسا کچھ واقعی میں نہیں تھا سحر۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی مجھے مجرم قرار دیا گیا، جانتی ہو ہمارے گھر کے سامنے والے ہمسائے۔۔۔۔ ان کی خواتین کل آ کے افسوس کر رہی تھیں میرے بارے میں کہ۔۔۔ ما۔۔۔۔ مان بھائی پیار کے جال میں پھنسا کے۔۔۔ مجھے چھوڑ کے چلے گئے۔"
یہ کہتے دریہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی تو سحر کا دل بھی کٹ کے رہ گیا اپنی دوست کی یہ حالت دیکھتے۔

"مجھے اس بات کا دکھ نہیں کہ ان خواتین کے آ کے یہ بات کہی۔۔۔۔۔ مجھے دکھ تو اس بات کا میری اپنی چاہنے والی نے ایسا کیا، جو مجھے کہتی تھی کہ میری سب سے پیاری بیٹی دریہ ہے، جس کا منہ میرا نام لیتے تھکتا نہیں تھا وہی مجھے سب کے سامنے رسوا کر کے چلی گئی میں شاید کبھی اس کے بعد مان بھائی سے نظریں نا ملا پاؤں۔۔۔۔"

اپنے آنسوں صاف کرتے کہا۔

"میری بس اللہ سے یہ دعا ہے کہ جو چچی جان نے میرے ساتھ کیا ایسا کبھی بھی ان کی اولاد، ان کی بیٹیوں کے ساتھ نہ ہو، کیونکہ ایک ماں اپنی بیٹی پہ اس طرح کا الزام نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔۔ جانتی ہو میری ماما روز رات کو میرے سرہانے بیٹھیں اللہ سے دعا مانگ رہی ہوتیں کہ میری آگے کی زندگی آسان کر دے۔"

سحر کو ابھی وہ کہیں سے بھی شوخ چنچل سی دریہ نہیں لگی تھی جس کو وہ جانتی تھی یہ الگ ہی تھی اور اس کو اب لگ رہا تھا کہ وہ دریہ اس نے اب کہیں کھو دی ہے۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں دریہ۔۔۔۔ تم کبھی بھی خود کو اکیلا نہیں پاؤ گی۔"
اس کو گلے سے لگاتے پیار سے نم لہجے میں کہا۔

"میں کبھی بھی اکیلی نہیں ہونگی سحر، تم لوگ ہمیشہ میرے ساتھ ہو جانتی ہوں لیکن جو پل پل میرے ساتھ ہے میرا اللہ وہ مجھے زندگی جینے کا حوصلہ بھی دے گا۔"
مسکرا کے کہا۔

****

عباس صاحب کو اب اپنی دیری پہ پچھتاوا ہو رہا تھا، ولید صاحب ان کے چچا تھے تو وہ ان کو انکار کیسے کر سکتے تھے ان کے احترام میں عباس صاحب کو بھی چپ رہنا پڑا لیکن شائستہ بیگم نے ان کی لاپرواہی پہ خوب کلاس لگائی جن کی وجہ سے ان کی بیٹی دور جا رہی تھی، ان کا رو رو کے برا حال تھا۔

ابھی وہ سٹڈی میں بیٹھے تھے، چئیر پہ بیٹھے ہاتھ میں کتاب پکڑے کسی گہری سوچ میں تھے جب شائستہ بیگم روتی سٹڈی میں داخل ہوئیں، ابھی ہدا نے آ کے بتایا تھا کہ وہ دریہ کو لے کے سالار کے ساتھ مارکیٹ جا رہی ہے جس کو سن کے ان کے دل کو جیسے تکلیف ہوئی تھی کہ وہ ان کے بیٹے کے بجائے کسی اور کی دولہن بن رہی۔۔

"عباس صاحب میں نے پہلے ہی آپ کو کہا تھا کہ بات کر لیں۔۔۔۔۔ لیکن آپ بھی ارمان کے انتظار میں بیٹھے تھے اب میری بیٹی جا رہی ہے کہیں اور۔۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی، آپ دونوں باپ بیٹے نے میری بیٹی دور کر دی مجھ سے۔"
مسلسل روتی شائستہ بیگم نے اپنی بھڑاس نکال کے دل ہلکا کیا۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں اب۔۔۔۔ آپ اس طرح تو نہ کریں،، میں نے کی تھی بات لیکن اب وہ لوگ ہاں کر چکے ہیں۔"

انہوں نے بے بسی سے کہا تو شائستہ بیگم نے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"بات آپ نے تب کی جب وہ لوگ ان کو جواب دے چکے تھے۔۔۔۔"

غصے اور رونے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کہ ارمان کو ڈھونڈیں اور ایک لگائیں کہ دیکھو تمہارے جانے سے کیا ہو گیا لیکن وہی بات۔۔۔۔ ارمان تھا کہاں؟؟

"اب آپ غصہ چھوڑ دیں اور بچی کے اچھے نصیب کی دعا کریں۔۔۔" انہوں نے تحمل سے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔۔۔ میں اب اچھے کے لیے ہی دعا کروں گی ناں، آپ نے کیا سمجھ لیا ہے مجھے کہ میں کوئی بد دعا دوں گی، اب آپ نے اور ارمان نے مجھ سے بات بھی کی تو مجھ سے برا نہیں ہو گا کوئی۔۔۔"

غصے سے انہیں گھور کے کہتی، پھر روتی کمرے سے چلی گئیں جبکہ وہ ان کی پشت کو تکتا رہ گئے۔۔۔۔ اور ارمان کے ری ایکشن کا سوچنے لگے کہ جب اس کو پتا چلے گا تو کیا ہو گا۔

****

ہدا نے دریہ کے لیے شاپنگ کی کیونکہ وہ خود کسی کام میں دلچسپی ظاہر نہیں کر رہی تھی، جیولری سے لے کر کپڑوں تک ہدا اور سالار نے لیا تھا۔
وہ بس کہہ دیتی کہ جو آپ کو اچھا لگے جس پہ دونوں چپ ہو جاتے۔

شادی کا جوڑا بھی ہدا نے اپنی پسند سے لیا تھا تھا اس کے بعد انہوں نے پاس ہی ریسٹورنٹ سے کھانا کھایا اور واپسی کے لئے نکل پڑے، گھر آتے آتے ان کو شام ہو چکی تھی۔

گھر میں سب اس کی خاموشی کو اچھے سے نوٹ کر رہے تھے لیکن کوئی اس کو کچھ کہہ نہیں رہا تھا جانتے تھے کہ وہ حالات سے پریشان ہو چکی جو اس کے لیے غیر متوقع تھے، دو ہفتوں کی اس اچانک شادی کے لیے اس نے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنا تھا جو اس لئے مشکل تھا اور اوپر سے یہ سوچ کہ حامد کے گھر والے اس کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے اس سے بھی وہ پریشان تھی کیونکہ یہ کبھی ان کی فیملی میں اتنا گھلی ملی نہیں تھی۔
ارمان سے رابطہ نہ ہونے پر سب گھر والے پریشان تھے کہ جانے کیا ہو گیا ہے جو اس سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔

دیکھتے ہی دیکھتے یہ دو ہفتے بھی گزر گئے دریہ کی مہندی کا دن بھی آگیا، ایک طرف سب کو خوشی بھی تھی دوسری طرف غم بھی تھا۔

سحر دریہ کی شادی کی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی البتہ چچی فرخندہ بھی شادی کی تیاریوں میں بھرپور شامل تھیں لیکن کوئی بھی اس سے زیادہ بات نہیں کر رہا تھا۔

سحر نے اس کے ہاتھوں پر مہندی لگائی اور اس کو تیار کر کے باہر سٹیج پر لے کے آئی جو کہ لان میں تیار کیا گیا تھا۔

کچے پیلے رنگ کی شارٹ شرٹ اور غرارے میں بہت پیاری لگ رہی تھی، ہلکا ہلکا سا میک اپ اور پھولوں کا زیور پہنا ہوا تھا۔

دریا کو شدت سے آج ارمان کی کمی محسوس ہوئی جو بھی تھا لیکن وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کی خوشی میں شامل ہو، ہلکی سی مسکان سجائے وہ بیٹھی ہوئی تھی اور سحر کی بات وہ مسکرا رہی تھی اور کبھی کبھی ہنس بھی رہی تھی۔

ہدا نے رشک بھری نظروں سے دریہ کی طرف دیکھا اور اس نے دل میں خواہش کی کہ کاش وہ آج ارمان کے لئے تیار ہو کر بیٹھی ہوتی اور حامد کی جگہ اس کا بھائی ارمان دریہ کی برات لے کے آتا۔

"کیا ہوا اس طرح کیوں کھڑی ہو یہاں پر اکیلی ؟؟" سالار نے جب ہدا کو ایک جگہ پر کھڑے پایا تو اس کے پاس آ کے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں بس بھائی کی یاد آ رہی تھی، کتنا اچھا ہوتا وہ بھی یہاں ہوتے۔"
ارمان کے زکر پہ سالار لب بھینچ کے رہ گیا کہ اب غصہ سا آنے لگا تھا اس کی لاتعلقی پہ۔

"اگر وہ یہاں ہوتا تو اس بات کی نوبت ہی نا آتی۔" سالار نے سنجیدگی سے کہا تو ہدا اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔

"اچھا چلو اندر، مجھے پتہ تم نے کھانا نہیں کھایا، کھانا کھا لو جا کے۔" اس کا ہاتھ پکڑ کے وہ اندر کی جانب بڑھا۔

"پیاری لگ رہی ہو ہمیشہ کی طرح سرسوں کا پھول۔" ساتھ چلتے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی۔۔۔ ہدا نے بھی ییلو کلر کا لہنگا پہنا تھا ساتھ اچھے سے دوپٹا سیٹ کیا تھا۔

"آپ بھی آج کچھ اچھے ہی لگ رہے ہیں۔"

ہدا نے احسان کرنے والے انداز میں کہا تو اس نے آبرو اچکائے۔

بلیک کرتا شلوار میں وہ بہت وجیہہ نظر آرہا تھا۔

"رئیلی۔۔۔۔بہت شکریہ آپ کا کہ آپ کو آج ہم اچھے لگے۔" سر کو خم دے کہ سالار نے جیسے تعریف وصول کی۔۔۔

"ہم ایسے چھوٹے موٹے احسان کردیا کرتے ہیں۔" گردن اکڑا کے کہا۔

"کوئی بڑا سا احسان کرجائیں تاکہ اس غریب کو بھی آپ کی خدمت کرنے کا موقع ملے۔" اب اس کا ہاتھ پکڑ کے سائیڈ پہ لے جاتے شرارت سے کہا تو ہدا نے گھورا۔

"باز آجائیں۔۔۔۔۔ہٹیں پیچھے۔" اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کرنا چاہا کیونکہ سالار اس کے اور قریب آگیا تھا اتنا کہ دو انچ کا فاصلہ رہا بیچ میں، سالار نے وہی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کہ ان پہ لب رکھے تو ہدا نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔۔۔۔پھر اس کے ماتھے پہ لب رکھنے ہی والا تھا کہ شرارتی آواز پہ فوراً ہدا سے دور ہوا جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

"اہم اہم ۔۔۔۔۔۔ کوئی کمرہ نہیں میسر ہوا کیا ؟؟" سحر کے سنجیدگی سے ان کو ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی دادی ہو اور ان کی چوری پکڑلی ۔

"کیوں ۔۔۔ ؟؟" سالار نے سنجیدگی سے پوچھا ، جبکہ ہدا تو ایسے تھی کہ بس اب کبھی ان دونوں کے سامنے نہ آئے دوبارہ ۔۔

"آپ اچھا جواب دے سکتے ہیں اس کا ۔ " فوراً جواب ملا ۔

"وہاں جانے میں وقت لگ جاتا اور تم تو جانتی ہو کہ مجھے وقت کا ضیاع پسند نہیں ۔ "
سالار نے بظاہر سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کی تو ہدا بری طرح سٹپٹائی ۔۔۔جبکہ سحر نے اپنی مسکراہٹ روکی ۔

"ہاں یہ بھی ہے ، خیر میں کہنے آئی تھی کہ میری جان ۔۔۔ میرا مطلب میری دریہ آپ کو بلا رہی تھی ۔ "
سحر کی بات سن کے سالار جانے لگا لیکن اگلے ہی لمحے رکا اور بغیر سحر کی موجودگی کا احساس کیے ہدا کی رخسار پہ زور سے بوسہ دیتے کہا ۔

"اپنا کام بھی میں کبھی ادھورا نہیں چھوڑتا۔۔۔۔"پھر اس کا وہی سرخ گال تھپتھپا کے وہاں سے نکل پڑا جبکہ اس کے سرخ گال دیکھ کہ سحر نے اپنے قہقہے کو رکنے کی کوشش بھی نا کی اور دل کھول کہ ہنسی۔

"ہاؤ رومینٹک نا۔۔۔۔"سحر آنکھ دبا کے شرارت سے گویا ہوئی تو ہدا نے آنکھیں دکھائی۔

"بے شرم کہیں کے۔"منہ ہی منہ بڑبڑائی۔

"کون۔۔۔؟ میں یا سیاں جی۔"سحر نے دلچسپی سے اس کے گال کھینچتے پوچھا۔

"دونوں۔۔۔۔نکلو یہاں سے۔۔۔۔"دانت پیس کہ کہا تو سحر بتیسی دکھاتی وہاں سے ناز بیگم کے پاس گئی۔۔

****

سالار چلتا سٹیج پہ آیا جہاں دریہ سب کو خوش گپیوں میں مصروف دیکھے مسکرا رہی تھی۔۔۔

"درے جان۔۔۔۔کیسی ہے میری ما نو بلی۔"اس کے پاس آتے ماتھا چومتے اپنے ساتھ لگاتے کہا۔

"ٹھیک ہوں بس تھک گئی ہوں۔۔۔۔۔آپ کہاں تھے میں کب سے انتظار کررہی تھی۔" دریہ نے منہ بناتے کہا۔

"میں تو آنے والا تھا لیکن تمہاری بھابی نے مجھے روک لیا کہ ضروری کام ہے۔"

سالار نے ہدا کو سٹیج پہ آتے دیکھ کہ سنجیدگی سے کہا تو ہدا نے آنکھیں دکھائیں۔

"جھوٹ بول رہے ہیں تمہارے بھائی۔۔۔۔۔خودی مجھے اندر لے کے گئے تھے۔"

ہدا نے ناک منہ چڑاتے کہا تو سالار ہلکا سا ہنس دیا لیکن جب ہدا نے اس کی طرف دیکھا تو سالار نے آنکھ ونک کی جس پہ ہدا نے بوکھلا کے ادھر اُدھر دیکھا کہ کہیں کسی نے دیکھ تو نہیں لیا لیکن کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

"کسی نے بھی نہیں دیکھا فکر نہ کرو۔۔۔۔" دریا نے اس کو پر سکون کرنا چاہا لیکن اس کی بات کا مطلب سمجھتے بلش کرتی اس کے کندھے پہ چپت رسید کر گئی۔

"آپ سب کتنے برے ہو۔۔۔۔۔جان بوجھ کے مجھے تنگ کر رہے ہو۔" ہدا نے روہانسی ہوتے کہا تو سالار نے حیرت سے اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو واقعی ایسا ہے۔

"میرا مطلب کہ دریا اور سحر مجھے تنگ کر رہی ہیں، آپ جائیں یہاں سے کوئی کام نہیں آپ کو۔"

آخری جملہ اس نے سالار کو دیکھتے رعب سے کہا کیونکہ وہ اسے کنیوز کر رہا تھا یہاں بیٹھ کے بھی۔

"آؤ تمہیں کام بتاؤں۔۔۔۔۔" اس نے اٹھتے ہوئے ہدا کا بھی ہاتھ پکڑتے کھڑا کیا تو اس نے نا سمجھی سے سالار کو دیکھا کہ وہ اس کو کام کا کہہ رہی ہے اور وہ الٹا اسے کام بتا رہا تھا۔

اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے سالار نے جھک کے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"کیونکہ، میرے سارے کام ہی تمہیں سے ہیں وائفی۔"

"یار آپ جائیں یہاں سے۔۔۔۔" اب کی بار اس نے شرم سے روہانسی ہو کہ التجائی انداز میں کہا کہ تو وہ قہقہہ لگاتا سٹیج سے نیچے اتر گیا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

ہدا اب سکھ کا سانس لیتی دریہ کے برابر بیٹھی جوان دونوں کو ہی مسکرا کے دیکھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو۔"

اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوچھا تو دریہ نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔

"ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس کو پیار سے ساتھ لگاتے کہا تو دریہ کی آنکھوں کے سامنے ایک بار ارمان کا چہرہ لہرایا۔

****

دوسری طرف ولید صاحب کے گھر حامد تیار رسا اپنے دوستوں میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب ایک دوست اس سے مخاطب ہوا۔

"یار بتاؤ بھابھی کیسی ہیں ؟؟"

"بہت کیوٹ ہے چھوٹی سی۔۔۔۔۔"اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

"تو پھر زرا غصے پہ قابو پا کے رکھنا ہر وقت اپنے اس ڈراؤنے سے روپ سے ان کو ڈراتے نہ رہنا۔۔۔۔۔"ایک نے شرارت سے کہا تو سب نے قہقہہ لگایا۔

"میں ہمیشہ غلط بات پہ غصہ کرتا ہوں یہ تم سب جانتے ہو بلاوجہ میں کیوں کسی پہ غصہ کرنے لگا۔" حامد نے جیسے برا مناتے کہا۔۔۔۔

"کسی کی بات نہیں ہو رہی میرے یار اب یہ تمہاری مسز کی بات ہو رہی ہے، بقول تمہارے وہ چھوٹی ہیں تم سے تو ان کو پیار سے ہی ٹریٹ کرنا۔"
ایک نے مخلصانہ مشورہ دیا تو حامد نے آنکھیں گھمائیں۔

"یار جانتا ہوں وہ بہت معصوم ہے۔۔۔۔پیار سے ہی رکھوں گا، اب تم سب اسے چھوڑو اور کوئی دوسری بات کرو۔"

حامد نے دریہ کی شریر مسکان سوچتے مسکرا کے کہا، پھر ان کو موضوع تبدیل کرنے کا کہا کیونکہ اس کو اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ اس کے دوست اس کی بیوی کے بارے میں بات کریں یا اس کو موضوع بنائیں تو سب دوست شرافت کا مظاہرہ کرتے آپس کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

****

فنکشن دیر رات تک چلتا رہا، دریہ نے تھکن کی وجہ سے سحر کو کہا کہ اسے روم میں چھوڑ آئے۔۔۔۔ سحر شادی تک اسکے پاس ہی رک رہی تھی، اس کو روم میں لے جاتے کپڑے بدلنے کی ہدایت کرتے خود نیچے ناز بیگم اور ہدا کے پاس آ گئی کہ کوئی کام ہو تو ان کے ساتھ دیکھ لے۔۔۔۔

دوسری طرف دریہ ہمت باندھتے کپڑے تبدیل کرتے فریش ہو کے وضو کیے باہر نکلی اور نماز کی نیت کرتی جائے نماز پہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔نماز سے فارغ ہو کے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔۔۔۔ بس یہیں اس کا ضبط جواب دے گیا اور آنسوں روانی سے اس کے گال بھگونے لگے۔

"یا اللہ مجھے حوصلہ دے کہ میں یہ سب قبول کر سکوں۔۔۔۔" ہچکیوں کے درمیان اس نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی۔

سب کے سامنے تو اس نے مسکرا کے اپنا آپ دکھایا لیکن یہ سب اس کو قبول کرنے میں وقت چاہیے تھا، ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزرنا جس کو وہ بس نام کی حد تک جانتی تھی یا پھر اس طرح کہ وہ اس کے بابا کا کزن تھا۔۔۔۔
اب اچانک اس کے ساتھ ساری زندگی گزارنے کا فیصلہ۔۔۔۔۔ یہ سوچ اس کے ذہن کو مفلوج کر رہی تھی۔

"اللہ مجھے حوصلہ دیں کہ میں سب برداشت کر سکوں۔"
روتے روتے کہتی وہ وہیں سو گئی، کچھ سارے دن کی جسمانی تھکن اور حالات کی وجہ سے ذہنی تھکن اس کے اعصاب پہ اثر کر رہے تھے اسی لیے اپنا آپ بھلائے وہ وہی جائے نماز پہ سو گئی۔۔۔۔
ایک دن چھوڑ کے اس کا صبح نکاح تھا پھر شام کے وقت اس کی رخصتی۔

****

صبح ناشتے کی ٹیبل پہ سب موجود تھے۔۔۔۔ دریہ آ کے اپنے پاپا کی چئیر کے ساتھ والی چئیر پہ بیٹھ گئی۔
"میرا بیٹا ٹھیک ہے نا۔۔۔۔" انہوں نے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیر تے پوچھا۔

"جی پاپا میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔بس نیند نہیں ٹھیک سے پوری ہوئی۔" اثبات میں سر ہلا کے جواب دیا۔

"تو یار سو جاتی۔۔۔۔۔اٹھنے کو کس نے کہا تھا اپنی نیند پوری کرلو۔" ہدا نے فکرمندی سے کہا تو سحر نے بھی سر ہلایا کہ آرام کرلو۔۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے یہ، جاؤ جا کہ آرام کرلو بچے پھر تھوڑی دیر تک نکاح کے لیے آجائیں گے تو آپ تیار ہو جانا۔" ناز بیگم بھی ٹیبل پہ جوس کا جگ رکھتیں دریہ سے بولی تو وہ بھی مسکرا دی۔۔۔

"جاؤ شاباش پھر میں خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواؤں گی۔" انہوں نے پیار سے اس کے بال سنوارتے کہا اور ہدا کو اشارہ کیا کہ روم میں لے جائے اس کو تو وہ سر ہلا کے اس کو لے کہ کمرے کی طرف چل پڑی۔

"ساری رات روتی رہی ہو کیا؟؟"
کمرے میں پہنچتے ہی ہدا نے سنجیدگی سے پوچھا۔
"نہیں بس آپ سب سے دور جانے کا سوچ کے اداس ہو رہی ہوں۔"

بیڈ پہ بیٹھتے اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا ویسے بھی یہ سچ ہی تھا وہ ان سب سے دور ہونے پہ اداس تھی۔

"چلو آرام کرو۔۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو بتا دینا اوکے۔" پیار سے اس کی گال پہ ہاتھ رکھ کے کہتی روم سے چلی گئی پیچھے دریہ اپنے اور حامد کے تھوڑی دیر میں ہونے والے نکاح کا سوچنے لگی۔

اسے یاد تھا جب حسن صاحب اس سے حامد کے رشتے کی بات کرنے آئے تھے۔۔۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔۔۔؟؟"

بیڈ پہ پاؤں سیدھے کیے نیم دراز تھی جب حسن صاحب اس کے روم کا دروازا نوک کرتے اندر آئے تھے، اور وہ موبائل سائیڈ پہ رکھ کے فوراً سیدھی ہوئی۔

"آئیں بابا جان۔۔۔ میں ٹھیک ہوں ہمیشہ کی طرح۔" مسکرا کے کہا لیکن لہجے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ اپنے بابا سے زیادہ خود کو کہہ رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔

"آپ کو پتا ہے نا کہ ولید چاچو نے حامد کے لیے آپ کا رشتہ مانگا ہے، میں گھما پھرا کے بات نہیں کروں گا بیٹا، اگر آپ کسی میں انٹرسٹڈ ہیں تو بلا جھجھک مجھے شئیر کر سکتی ہیں، میں آپ کا دوست ہوں نا اچھے والا جس سے آپ نے وہ والی باتیں بھی شئیر کی ہوئی ہیں۔"

سنجیدگی سے بات کرتے آخر پہ اس کو ریلیکس کرنے کے لیے شرارت سے کہا تو دریہ فوراً ان کے قریب کھسک آئی۔۔۔۔

"شش بابا جان آپ پھر سے وہی بات کر رہے ہیں۔" ان کے ہونٹوں پہ انگلی جماتے کہا تو ہمیشہ کی طرح وہ اس کی اس حرکت پہ مسکرا دیئے۔

حسن صاحب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے بات کرنے کا حوالہ دیا تھا۔

"اوکے ہم وہ بات نہی کرتے۔۔۔۔ لیکن آپ بتائیں آپ کیا چاہتی ہیں؟"

انہوں نے پیار سے پوچھا۔۔۔

"بابا میں کیا کہہ سکتی آپ سب میرے لیے اچھا سوچیں گے مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ جہاں چاہیں میری شادی کر دیں۔"

اس نے مسکرا کے اپنے بابا کے ہاتھوں پہ لب رکھے۔

"آج مجھے میری بیٹی بہت عمر میں بہت بڑی لگی۔۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔"

دریہ اپنے خیالوں کو جھٹک کے ایک بار پھر سے ارمان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن کوئی فائدہ نہیں۔

سر جھٹک کے لیٹ گئی اور بلینکٹ اوپر اوڑھ لیا

۔

****

دوپہر کو ظہر کی نماز کے بعد ان کا نکاح تھا اور سب تیاریاں مکمل تھیں۔

حامد کے ساتھ اس کے والد اور گھر کے کچھ افراد بھی یہاں آ گئے تھے، تھوڑی دیر بعد سالار حسن اور عباس صاحب کے ساتھ دریہ کے روم میں داخل ہوئے تو دریہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا، ہاتھ پسینے سے بھیگ گئے، سختی سے اس نے ہدا کے ہاتھ کو تھاما تو ہدا نے دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ کے جیسے ریلیکس کرنا چاہا۔

نکاح کا جب پوچھا گیا تو دریہ نے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے لرزتے لہجے میں قبول کہا، نکاح ہونے کے بعد جب مرد حضرات کمرے سے گئے تو دریہ سسک پڑی اور ہچکیوں سے رو دی، ہدا نے آگے بڑھ کے اسے اپنے ساتھ لگایا، اس کو روتا دیکھ سحر بھی قابو نا رکھ پائی۔

ادھر حامد سے بھی پوچھا گیا اس کے قبول کرنے پہ نکاح کی مبارک باد دی گئی ہر طرف۔

رات میں ہونے والے فنکشن کے لیے سب تیاریاں کر رہے تھے سحر اور ہدا دریہ کو پارلر لے کر گئیں تھی وہاں سے واپسی پہ سالار نے ان کو پک کر کے کے ہوٹل میں لے کے جانا تھا۔

جب دریا مکمل تیار ہو گی اور ہدا اس کا لہنگا صحیح کر رہی تھیں تو سب سے منہ سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلا کیونکہ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی بالکل ایک پری کی طرح، خوبصورت سے گولڈن اور سرخ جوڑے میں، جس کا دوپٹہ بھی گولڈن تھا اور سائیڈز پہ بارڈر سرخ رنگ کا کام دار۔۔۔ ہاتھوں پہ مہندی کا گہرا رنگ اور بھر بھر کے کلائیوں میں سرخ چوڑیاں۔۔۔

"ماشاءاللہ تم کتنی پیاری لگ رہی، اللہ نظر بد سے بچائے۔"
سحر نے اس کا بھاری لہنگا ٹھیک کرتے کہا۔

"شکریہ۔۔۔ میں موٹی تو نہیں لگ رہی۔"
اس نے اپنا آپ آئینے میں دیکھتے معصومیت سے کہا تو ہدا نے قہقہہ لگایا۔

"ارے نہیں میری جان۔۔۔ تم کہیں سے بھی موٹی نہیں لگ رہی۔" ہدا نے اس کا ماتھا چومتے پیار سے کہا۔

تھوڑی دیر میں سالار کی کال آئی کہ وہ آگیا ہے تو دونوں نے دریہ کو گھونگھٹ دیا اور آہستہ سے قدم چلتیں اس کو اپنے ہمراہ باہر لائیں جہاں سالاران کا انتظار کر رہا تھا۔

دریہ کو دیکھتے سالار اس کو خود ہاتھ پکڑ کے گاڑی کے قریب لایا اور گاڑی میں پچھلی سیٹ پہ بٹھایا کہ آرام سے بیٹھ جائے۔

سالار کی آنکھیں بھی نم ہو رہی تھیں بار بار اپنی مانو بلی کا دور جاتے سوچ کے، ہدا نے لائیٹ پنک کلر کی لانگ فراک پہنی تھی اور پنک ہی ہلکا سا میک اپ کیا تھا، سالار نے وائٹ شلوار سوٹ پہنا تھا۔

سحر نے بھی ہدا کے سٹائل کی فراک پہنی تھی لیکن پستہ کلر میں۔

ہال میں پہنچ کے دریہ کو برائڈل روم میں بٹھایا گیا کیونکہ تھوڑی دیر میں بس بارات آنے والی تھی تب تک وہ ادھر ہی تھی۔

بارات کے آنے کا شور اٹھا تو دریہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔ سحر کے ہاتھ پہ گرفت سخت کی جو اس نے تھاما ہوا تھا۔

سحر نے اس سے ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اس کا دھیان بھٹکایا۔

جب ہدا دریہ کو لینے آئی۔

www.urdunovelsmania.com

سالار اور ہدا کے ہمراہ وہ سٹیج پہ پہنچی تو حامد کھڑا ہوا، دریہ کے بیٹھنے پہ وہ بھی بیٹھ گیا۔۔۔۔ دریہ کو دولہن کے روپ میں دیکھ کہ ایک دفع تو وہ بھی مبہوت سا رہ گیا کہ اس طرح تیار وہ پہلی بار ہوئی تھی ورنہ ہمیشہ حجاب کے ہالے میں بس کاجل لگا دیکھا تھا۔۔۔۔

لوگوں کی موجودگی کو دیکھ حامد جلد ہی سنبھل کے بیٹھ گیا ورنہ دریہ اس قدر پیاری لگ رہی تھی کہ حامد کا دل بس اسے دیکھنے کو کر رہا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" حامد کی سرگوشی پہ دریہ خود میں سمٹ سی گئی اور بامشکل کہہ پائی۔

"شکریہ۔۔۔۔"

رخصتی کا شور اٹھا اور دریہ کو لگا کہ وہ کسی بھی پل یہاں گر جائے گی اس کی ٹانگوں میں ہمت نہیں تھی رہی کہ وہ خود چل کے جاتی، سالار اس کے قریب آیا اور اپنے حصار میں لیا تو دریہ رونے لگ گئی۔۔۔ ارمان کی ماما شائستہ بیگم نے دریہ کو گلے لگا کہ خوب اپنا غم غلط کیا۔

ابھی دریہ اپنی ماں کے گلے لگتی کہ پیچھے سے آواز آئی۔۔۔۔

"توبہ ہے اپنے بھائی جیسے کزن کو جال میں پھنسا کے کسی اور سے شادی کر رہی ہے اور وہ لڑکا بھی پتا نہیں کہاں گیا اس کی بے وفائی پہ۔۔۔۔ توبہ ہے آج کل کی لڑکیاں، مجھے تو لگ رہا کہ اسی کے دکھ میں رو رہی ہے۔"

ان کے پاس ہی دو عورتیں کھڑی آپس میں باتیں کر رہی تھیں جب دریہ نے سنا اور اسے اپنے پیروں پہ کھڑے رہنا مشکل ترین کام لگا کہ اس کی شادی والے دن بھی ابھی کچھ سننا باقی رہ گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔۔۔" ان کی بات پہ دریہ نے آنکھوں میں آنسوں لیے سالار کی طرف دیکھا جو خود شاید ان کی یہ بکواس سن چکا تھا۔۔۔۔ اور اب ان کو سرد نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔
حامد زرا فاصلے پہ تھا تو اس نے یہ باتیں نہیں سنی تھیں البتہ حامد کی ماں اور چچی فرخندہ نے ضرور سن لی تھیں۔

"آپ کا بالکل بھی شکریہ نہیں یہاں آنے کا اور مجھے لگتا ہے کہ اب آپ نے اپنے آنے کا مقصد بھی پورا کر لیا ہے تو مہربانی کر کے یہاں سے چلے جائیں۔"
سالار نے ان کے قریب جاتے سرد لہجے میں کہا تو دونوں خواتین بوکھلا گئیں، جبکہ چچی فرخندہ فوراً ان کے پاس آئی۔۔۔۔ وہ تو شکر تھا کہ باراتیوں کا ان کی گفتگو کی طرف دھیان نہ تھا ورنہ ایک ہنگامہ ہو جاتا۔

"انہیں کیوں یہاں سے جانے کا کہہ رہے ہو سالار۔" چچی جان کے بھی انجان بنتی سالار سے بولی تو سالار کا ضبط جواب دے گیا اور وہ کڑے تیوروں سے اعجاز صاحب (اپنے چھوٹے چاچو) کی طرف ہوا۔

"معذرت چاچو لیکن اگر آپ نہیں چاہتے کہ میں ایسے الفاظ کہوں کہ آپ سمیت آپ کی بیگم کو بھی برے لگیں تو پلیز ان کو یہاں سے لے کہ چلے جائیں، ورنہ میں جو کب کا خاموش تھا اب نہیں رہوں گا میری بہن کوئی کھلونا نہیں، عزت سے رخصت ہو رہی ہے وہ بھاگ کے شادی نہیں کر رہی ۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑی معذرت لیکن ان کو یہاں سے لے جائیں۔"

سالار نے حد درجہ سنجیدگی سے کہا تو اعجاز صاحب شرمندگی سے سر جھکا گئے، وہ اپنی بیوی کی اس حرکت پہ اس قدر نادم تھے کہ اپنے بھائی سے نظریں تک نہیں تھے ملا پا رہے، جب انہوں نے فرخندہ چچی سے اس حرکت کے بارے آگ بگولہ ہو کہ پوچھا تو جواب دینے کے بجائے الٹا اپنے کارنامے فخر سے بتانے لگی کہ اس کے پیچھے ان کی ہی بھلائی ہے، اور تب سے انہوں نے چچی سے بات چیت بھی بند کر رکھی تھی لیکن ان کو کیا فرق پڑنا تھا وہ اب بھی ویسے ہی لاپرواہ سی پھر رہی تھیں جیسے انہوں نے کچھ کیا ہی نا ہو۔

سالار کے کہنے پہ انہوں نے غصے سے فرخندہ چچی کو دیکھا جنہوں نے لاپرواہی سے آنکھیں گھمائیں۔

"فرخندہ۔۔۔۔اگر تم اس وقت گھر نہیں گئی تو میں ابھی کے ابھی تمہارا یہاں بندوبست کر دوں گا ۔۔۔۔ پھر کرتی پھرنا اپنی بھلائی۔۔۔۔"

انہوں نے چچی کا بازو پکڑتے غصے سے غرا کے کہا تو ان ہی دھمکی پہ ایک بار وہ سہم گئیں لیکن اپنا بازو جھٹکے سے چھڑواتیں وہ بھی وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔

"کوشش کیجئے گا کہ یہ کل کے فنکشن میں نا آئیں۔"پیچھے سے سالار نے کہا تو اعجاز صاحب نادم سے وہاں سے چلے گئے۔

ناز بیگم دریہ کے سسرال والوں کے ساتھ تھوڑا فاصلے پہ چلے گئے تھے تاکہ ان کو اس بات کا علم نا ہو سکے۔

سالار کچھ فاصلے پہ بیٹھی روتی دریہ کے پاس گیا تو اس کے سینے سے لپٹ گئی۔۔۔۔ہدا اور سالار نے اس کو سنبھالا، باقی سب تو اس کا رونا رخصت ہونے کا ہی غم سمجھ رہے تھے لیکن کوئی اس بیچاری سے پوچھتا کہ بغیر کسی قصور سے خود پہ الزام لگنا کیسے برداشت کر رہی تھی وہ۔۔۔۔۔

اس کو سالار نے مشکل سے چپ کروایا تو وہ حامد کے ساتھ رخصت ہوئی۔۔۔۔

اس کے رخصت ہوتے ہی سالار کی آنکھوں سے آنسوں روانہ ہوئے۔

"اگر اسے کوئی بھی تکلیف ہوئی تو میں کسی کو چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔"

عورتوں کی باتیں پھر سے یاد آنے پہ اس نے غصے سے کہہ کے لب بھینچے، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ کر دے ان عورتوں کا جو اس کی بہن پہ جملے کس رہی تھیں۔

"اللہ ہے نا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ آپ فکر نا کریں، میں کبھی ارمان بھائی کو معاف نہیں کروں گی۔"

ہدا نے اس کے کندھے پہ سر رکھتے آنسوں صاف کرتے کہا۔

"اس میں ارمان کا کیا قصور۔۔۔۔۔۔ اس بے چارے کو تو پتا بھی نہیں کہ اس کے پیچھے یہاں کیا ہو گیا۔۔۔۔۔" سالار نے اس کے سر کو دیکھتے کہا۔

"لیکن پھر بھی وہ ہیں کہاں۔۔۔۔۔۔؟"

ہدا نے جھنجھلا کے کہا تو سالار ہلکا سا مسکرایا۔

****

دریہ کو جب گھر لایا گیا تو اس کو ابھی لاؤنج میں ہی بٹھایا گیا تھا۔۔۔۔۔ گھر کافی بڑا نہیں تھا لیکن چھوٹا بھی نہیں تھا۔

حامد کا روم اوپر والے پورشن میں تھا۔۔۔۔ نیچے صرف تین روم تھے، دو بیڈ روم، ایک ڈرائینگ روم اور ایک کیچن۔

اسی طرح اوپر والا پورشن بھی تھا ، حامد کی دو بہنیں تھیں ایک صائمہ جس کی کل بارات تھی ان کے ولیمے کے ساتھ اور ایک سولہ سالا بہن جو دریہ سے تین سال چھوٹی تھی ، دریہ یہاں بس ایک بار آئی تھی لیکن حامد کی چھوٹی بہن نوشین اس سے کافی فرینک تھی اور اچھی خاصی باتونی بھی ۔۔۔۔ صائمہ حامد سے دو سال چھوٹی تھی اس کے بات کرنے کے انداز سے ہی دریہ کو لگ رہا تھا کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتی ۔۔۔

ابھی بھی نوشین ہی دریہ کو اپنی باتوں سے مسکرانے پہ مجبور کر رہی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد ثریا بیگم (حامد کی ماں) نے نوشین کو کہا کہ وہ اس کو روم میں لے جائے تو وہ سر ہلا کے دریہ کو اوپر والے پورشن میں لے جانے لگی ۔۔۔۔ دریہ کو لگا کہ شاید صائمہ بھی آئے گی لیکن وہ تو جب سے گھر آئی تھی اس کو دکھائی ہی نہیں دی ، حامد بھی شاید اپنے دوستوں کے ساتھ باہر لان میں تھا ۔۔۔

دریہ روم آئی تو نوشین نے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور اس کا لہنگا صحیح کیا ۔۔۔۔
پھر وہ اس کو حامد کا آنے کا کہہ کے چلی گئی ۔۔۔۔

دریہ نے روم کا جائزہ لیا، زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن ہر چیز اچھے سے سیٹ کی ہوئی تھی، کمرے میں سامان بھی وہ تھا جو دریہ کے والد نے دیا تھا، دریہ اکلوتی بیٹی تھی تو انہوں نے ہر ایک چیز دریہ کو دی تھی۔

بیڈ کے دائیں سائیڈ پہ ڈریسنگ ٹیبل اور اس کے ساتھ وارڈروب تھی۔۔۔ بائیں سائیڈ پہ دو صوفے سیٹ ہوئے تھے، روم کو اچھے سے سجایا بھی گیا تھا۔

کافی دیر گزر گئی تو وہ بیٹھے بیٹھے تھک گئی ابھی اٹھنے کا ارادہ ہی تھا کہ حامد کمرے میں داخل ہوا تو دریہ کا دل زور سے ڈھڑکا خود میں اور سمٹ کے بیٹھ گئی۔۔

حامد سلام کرتا اس کے پاس بیٹھا اور عام سے لہجے میں اس کا حال احوال پوچھا جس کا جواب وہ ہلکی سی آوازمیں دے رہی تھی۔

شیروانی اتار کے سائیڈ پہ رکھی اور پاکٹ سے ایک مخملی ڈبیہ نکالی۔

ہاتھ آگے کیا تو دریہ نے اپنا لرزتا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھا، اس کو رنگ پہنا کے وہی ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا۔

"تم جانتی ہو کہ میں شروع سے ہی سنجیدہ رہنے والا انسان ہوں، کبھی بھی کسی میں دلچسپی نہیں لی۔۔۔ لیکن جب بھابھی نے تمہارے رشتے کی بات کی تو یقین جانو پہلی بار تمہیں بہن سے ہٹ کے دیکھا، تو وہیں دل کو جیسے پسند آگئی۔۔۔۔۔"

وہ اور بھی کہنے والا تھا جب دریہ نے حیران ہوتے بات کاٹی۔

"کک۔۔۔۔کس بھابھی نے۔۔۔؟"

اس نے لرزتے لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ بھی چھڑانا چاہا جو ابھی تک حامد نے پکڑ کے رکھا تھا۔

"تمہاری چھوٹی چچی فرخندہ بھابھی نے۔۔۔۔انہوں نے ہی تو ہمارا رشتہ کروایا اور مجھے تو وہ بہت پہلے سے کہہ رہی تھی تمہارے رشتے کے لیے۔"

حامد کے اس کے ہاتھ کو سہلاتے کہا وہ اس کا حیران ہونا نوٹ نہیں کر پایا تھا۔

توچچی جان نے میرے ذہن میں مان بھائی کی بات کیوں ڈالی۔۔۔۔۔یہ سوچ اب اسے پریشان کر رہی تھی کہ چچی چاہتی کیا آخر، ایک طرف اس کو ارمان کی طرف مائل کیا اور دوسری طرف حامد کو دریہ کی طرف مائل کیا۔

"کیا ہوا۔۔۔۔کیا سوچ رہی ہو۔" حامد نے اس کے آگے چٹکی بجا کے کہا تو وہ اپنے خیالوں کو جھٹک کے بامشکل مسکرا کے بولی۔۔۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔۔بس ایسے ہی۔"

****

حسن صاحب لان میں چہل قدمی کر رہے تھے جب ناز بیگم ان کے پاس کافی کا مگ لے کہ آئیں، مارچ کا مہینہ تھا تو بہار نے اپنے رنگ دکھانے شروع کیے تھے، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

"کافی۔۔۔۔"

ان کو کافی کی طرف متوجہ کرایا تو وہ کافی کا مگ پکڑے پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ گئے، ناز بیگم بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

"ہم نے جلدی تو نہیں کر دی نادریہ کی شادی میں۔"

ناز بیگم نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ایک نا ایک دن تو کرنی تھی نا۔۔۔۔ ویسے بھی انیس سال کی ہے، رشتہ اچھا تھا تو نیک کام میں دیر نہیں تھی کرنی چاہیے۔"

انہوں نے مسکرا کے کہا۔

"صحیح کہا۔۔۔۔بس اب چچی ثریا کا رویہ ٹھیک رہے اس کے ساتھ، ویسے تو حامد سلجھا ہوا بچا ہے لیکن چچی کا بھی آپ کو پتا بس ان کی طرف سے فکرمند ہوں تھوڑی سی۔"

انہوں نے اپنے دل میں آئی بات ظاہر کی۔۔

"وقت کے ساتھ ساتھ سیکھ جائے گی دریہ۔۔۔۔ ہماری بیٹی سمجھدار ہے جلدی اپنا مقام بنا لے گی ان کے دلوں میں۔"

ان کے لہجے میں اپنی بیٹی کے لیے مان، پیار اور فخر تھا جس پہ ناز بیگم مسکرا دیں۔۔۔

"ان شاء اللہ۔"

****

آفس سے ابھی تھکا ہارا واپس آیا تھا اور سیدھا فریش ہونے باتھ روم میں گھس گیا۔۔۔۔

آج کافی دن ہو گئے تھے گھر والوں سے بات کیے لیکن کرتا بھی کیا، کام میں مصروفیات ہی بہت تھیں کہ سر کھجانے کا وقت بھی نا ملا۔

کچھ پچھلے دنوں جو واقع اس کے ساتھ ہوا تھا اس کی الگ ٹینشن۔۔۔۔۔ سب کچھ نئے سرے سے کرنا پڑا کہ گھر بتانے کا بھی وقت نا ملا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ گھر کانٹیکٹ کرے جب اس کو ہوٹل کے

ریسیپشن سے کال آئی کہ اس سے کوئی ملنے آیا، آفس کی ایک اور میٹنگ کا یاد آتے ہی وہ تیار ہو کے نیچے کے لیے بھاگا۔

ابھی جن کے ساتھ میٹنگ تھی وہ پارٹی کینیڈا سے آئی تھی اور اگر وہ یہ میٹنگ غلطی سے بھی بھول جاتا تو بہت نقصان اٹھانا پڑتا، کیونکہ سپلائی کی زمہ داری ساری انہوں نے سنبھالی تھی جو فیکٹری میں مشینز وغیرہ کی تھی۔

****

صبح ہونے پہ حامد فریش سا آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا جب اس کی نظر بیڈ پہ سوئی دریہ پہ پڑی تو بے ساختہ ہی لب مسکرا اٹھے۔

"درِ مکنون۔۔۔۔۔" بیڈ پہ اپنی سائیڈ آتے اس نے ہلکا سا پکارا اور اپنی چیزیں اٹھا کے پہننے لگا۔۔

"درِ مکنون۔۔۔۔۔ یار اٹھ جاؤ اب۔"

ہلکا سا اس کا چہرہ تھپتھپا کے کہا تو دریہ نے کسمسا کے اپنی آنکھیں کھولیں۔

"جی۔۔۔۔اٹھ گئی ہوں۔"

حامد کو اپنے پاس بیٹھے دیکھ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

"فریش ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔ نیچے چلتے ہیں۔"

اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا تو دریہ نے نظریں جھکا کے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کے کپڑے لیتی واشروم میں گھس گئی۔

تھوڑی دیر بعد لائٹ بلیو کلر کی شرٹ جس پہ ہلکا سا کڑھائی کا کام تھا اور لائٹ بلیو ہی ٹراؤزر تھا۔ ڈریسنگ کے سامنے جا کہ کھڑی ہوئی اور اپنے بال بنانے لگی۔۔۔۔ حجاب اچھے سے سیٹ کر کے حامد کے ساتھ نیچے کی طرف گئی جہاں ہدا، سالار اور عیشاء ناشتہ لائے تھے۔

ان تینوں کو دیکھ کہ دریہ تو خوشی سے جھوم اٹھی اور سالار سے جا کہ ملی۔

"کیسی ہے ہماری گڑیا۔۔۔۔" دریہ جب ہدا سے ملی تو پیار سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ سحر نہیں آئی آپ لوگوں کے ساتھ۔" ان کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھتے کہا، سالار اب حامد سے محو گفتگو تھا۔

"نہیں بس ہم ہی آئے ہیں۔۔۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔"

ہدا نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری اس کی بات پہ دریہ بلش کرتی مسکرا دی۔

پھر نوشین نے ان کو ناشتہ لگنے کا بتایا تو سب ڈائننگ ٹیبل پہ آئے۔۔۔۔

ہدا اور سالار اکھٹے بیٹھے تھے جبکہ سالار کی دوسری سائیڈ پہ دریہ بیٹھی تھی۔

"ویسے سالار ایک بات کہوں۔۔۔۔"

ثریا بیگم نے ہدا کو نظروں کے حصار میں رکھ کے کہا جو سالار کو ناشتہ سرو کر رہی تھی۔

"جی کہیں اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔"

سالار نے مسکرا کے کہا۔

"برا مت منانا مگر تم دونوں کی ابھی شادی نہیں ہوئی اور اس طرح اکیلے گھومتے پھرتے ہو۔۔۔۔ بھئی لوگ کیا کہیں گے کہ پہلے ہی سارے شوق پورے کر رہے ہو تو شادی کے بعد کیا کرو گے۔"

ثریا بیگم نے منہ کے زاویے بگاڑ کے کہا تو سالار کے ساتھ باقیوں نے بھی حیرانی سے ان کی طرف دیکھا جبکہ ہدا کا ہاتھ جو سالار کو چائے پکڑانے والا تھا وہی ساکت ہو گیا۔

"آپ بھی عجیب بات کرتی ہیں۔۔۔۔۔ لوگ کون ہوتے ہیں ہمارے بارے میں کچھ کہنے والے، ہدا بیوی ہے میری کوئی گرل فرینڈ یا منگیتر نہیں جسکے ساتھ گھومنے پھرنے سے کسی کو اعتراض ہوگا، ہمارے درمیان ایک مضبوط رشتہ ہے جس سے ہم اچھے سے واقف ہیں، اب میں لوگوں کو جا جا کے نہیں بتا سکتا کہ بھئی میری بیوی ہے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہمارے ساتھ گھومنے سے، ہدا میری بیوی ہے جس سے میں نے نکاح کر کے سنت پوری کی ہے اور لوگوں کی پرواہ مجھے نہیں ہے،

لوگوں کی باتوں کی وجہ سے ایک فیصلہ تو ہم نے کرلیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں کبھی اس فیصلے پہ پچھتانا نہ پڑے۔ "

سنجیدگی سے ان کو جواب دیتا آخر میں ایک نظر حامد کو دیکھتا بہت کچھ جتا گیا ان کو، جس پہ حامد لب بھینچ کے رہ گیا جبکہ ثریا بیگم جیسے حد سے زیادہ بدمزہ ہوئیں۔

"کیا باتیں لے کے بیٹھ گئی ہو کھانا کھانے دو بچوں کو پھر ولیمے کی تیاری بھی کرنی۔ "
ولید صاحب نے بات کو ختم کرنے لیے کہا لیکن ثریا بیگم شاید تیار نہ تھیں بات چھوڑنے کو۔۔۔

"میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ آج کل کے لوگ باتیں کرنے سے کہاں باز آتے ہیں۔ "
انہوں نے منہ بنا کے کہا اور ناشتہ کرنے لگیں۔

"بالکل لوگ باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔۔۔۔ اور میں ان لوگوں کی باتوں کو نظرانداز کرنے سے باز نہیں آتا۔ "
پراسرار مسکراہٹ لیے کہا تو ہدا نے اپنی مسکراہٹ روکی جبکہ حامد اس کی بات پہ کھل کے مسکرایا۔

"ویسے ان کی شادی سے فارغ ہو کے میں اور ہدا مری جا رہے ہیں کچھ دنوں کے لیے گھومنے۔۔۔
"

"سالار پلیز۔۔۔۔۔۔۔بس کریں۔" ہدا نے روکنا چاہا جو پتا نہیں ان کو تپانے کے لیے کیا کہی جا رہا تھا۔

"ارے بے بی ریلیکس۔۔۔۔۔۔شرماؤ تو نہ۔"
سالار نے پیار بھری نظروں سے ہدا کو دیکھ کے کہا تو وہ بری طرح بلش کر گئی۔۔۔

ولید صاحب کسی ضروری کال کو سننے کے لیے یہاں سے چلے گئے تھے تو سالار ثریا بیگم کے سامنے جان بوجھ کے ایسی باتیں کر رہا تھا جبکہ اس کے بے بی کہنے پہ صائمہ کے منہ سے بے ساختہ استغفر اللہ نکلا۔

"بھائی واقعی آپ جا رہے ہو۔۔۔۔میں بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔"
عیشاء نے خوش ہوتے کہا۔

"نہیں چھٹکی ابھی بس میں اور تمہاری بھابھی جا رہے ہیں، تم پھر کبھی ابھی ہم لوگ انجوائے کریں گے
۔"

سالار نے عیشاء کو پیار سے پچکارتے ہوئے کہا، ہدا تو اس کی بے باک باتوں سے سرخ چہرہ جھکائے بیٹھی تھی جبکہ دریہ اپنے بھائی کے بدلے تیور دیکھ کہ اس کو شرارتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیسے بچے ہیں آج کل کے زرا شرم نہیں بڑوں کے سامنے کیا بات کرنی اور کیا نہیں۔"
ثریا بیگم منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تو سالار نے دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالی۔

ناشتے سے فارغ ہو کے ہدا اور عیشاء تھوڑی دیر کے لیے دریہ کے روم میں آگئیں پھر سالار نے ان کو واپس چلنے کا کہا کہ ولیمے کی تیاریاں بھی کرنی تھیں۔

****

ولیمے کا فنکشن بھی اچھے سے ہو گیا تو دریہ اپنی فیملی کے ساتھ گھر چلی گئی۔۔۔۔۔ البتہ آج کے دن چچی نہیں آئیں تھیں ان کو اعجاز صاحب نے سختی سے منع کیا تھا آنے سے۔

"دریہ تمہاری نوز پن کہاں ہے ابھی پرسوں میں نے تمہیں پہنائی تھی۔"
وہ دونوں رات کے بارہ بجے دریہ کے روم میں لیٹی باتیں کر رہیں تھیں جب بیڈ پہ لیٹی ہدا نے اس کی ناک دیکھتے کہا جس میں اب اس کی پہنائی نوز پن غائب تھی۔

"وہ۔۔۔۔۔۔ حامد کو نہیں پسند تو میں نے اتار دی۔"

دریہ نے اپنی ناک کے نشان پہ انگلی پھیرتے کہا تو ہدا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اس نے خود کہا تھا۔۔۔۔۔"اس کی طرف کروٹ لیتے پوچھا۔

"ہمم۔۔۔۔۔۔ ان کو اچھی نہیں تھی لگی۔"

عام سے لہجے میں کہا۔

"لیکن یار وہ تم پہ بہت سوٹ کی تھی۔۔۔۔۔ حیرت ہے کہ اسے اچھی نہیں لگی۔"

کندھے اچکا کے کہا۔

"کلاسز سٹارٹ ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ میرا تو ایک ہفتہ تو ضائع گیا۔"

"تو تم شروع کر دو جانا، ویسے بھی ان کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا تمہارے آگے پڑھنے سے۔" ہدا نے یاد دلایا۔

"ہاں اعتراض تو کوئی نہیں تھا، اب کل صائمہ آپی کا ولیمہ ہے تو وہاں سے فارغ ہو کے میں حامد سے کہوں گی۔"

سر ہلا کے کہا۔

"مجھے بہت نیند آرہی ہے میں سونے لگی تم جاگی رہو بھائی کی یادمیں۔ "
دریہ کہتی کروٹ بدل کے سونے لگی جبکہ ہدا کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔۔۔

"بدتمیز کہیں کی۔۔۔ "اس کی کمر میں ایک مکہ جڑتے موبائل پکڑ لیا کہ واقعی سالار کی کال آنے والے تھی۔۔۔۔ ہدا کو اب خود کی ہنسی آگئی۔

****

روم میں بیٹھے بیٹھے جب تھک گئی تو نیچے چلی آئی۔۔۔۔ حامد کے تھوڑے بہت کام وہ خود بھی کر رہی تھی، حامد نے اس کو کہہ دیا تھا کہ اب وہ اس کی بیوی ہے تو اسے اچھا لگے گا اگر وہ اس کے کام کرے گی۔۔۔۔ تو دریہ خوش دلی سے مان گئی۔
شادی کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور وہ اس کے کام اچھے سے کر رہی تھی زیادہ نہیں لیکن تھوڑا بہت کر لیتی تھی۔

"نوشین۔۔۔۔ لاؤ یہ میں پریس کر دوں۔ "
نوشین کو حامد کی بلیو شرٹ پریس کرتے دیکھ دریہ نے اس کے پاس جا کہ کہا۔
"ارے نہیں بھابھی آپ رہنے دیں میں کر رہی ہوں۔ "

نوشین نے سہولت سے انکار کیا۔

"آپ کے بھائی کو اچھا لگتا ہے جب میں انکا کام کرتی ہوں۔"
دریہ نے مسکرا کے اس کے ہاتھ سے شرٹ پکڑی اور آئرن سٹینڈ کے سامنے کھڑی ہوئی۔
"آپ کو تو عادت نہیں ہوگی نا کام کرنے کی۔۔۔۔" نوشین نے اس کے خوبصورت چہرے پہ نظریں جمائے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔ ماما ہمیشہ کام کرواتی تھیں مجھ سے انہوں نے بہت کچھ سکھایا ہے مجھے.بس کھانا بنانا نہیں آتا، باقی کر لیتی ہوں۔"
دریہ نے فخر سے بتایا تو نوشین ہلکا سا ہنس دی۔

"اور اگر بھائی نے آپ کو کھانا بنانے کو کہا تو۔۔۔۔۔؟" دلچسپی سے سوال کیا گیا۔
"تو اس میں کیا سیکھ لوں گی۔۔۔۔ ویسے بھی فارغ تو نہیں نا بیٹھا جاتا۔" مسکرا کے جواب دیا۔

"درمکی۔۔۔ مکنی۔۔۔ کیا نام ہے تمہارا۔۔۔ ہاں دریہ، اتنا مشکل نام رکھا ہی کیوں جب لیا نہیں جاتا۔"
تبھی وہاں ثریا بیگم آئیں اور اس کے نام کو بگاڑ بگاڑ کے کہتی منہ بنا گئیں۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"درمکنون آنٹی۔۔۔۔۔ آسان سا نام ہے۔"

دریہ ہلکا سا ہنس کے گویا ہوئی۔

"جو بھی ہو۔۔۔۔ بھئی مجھے کہنا تھا کہ اگر اتنی فارغ ہو تو کام پہ لگ جاؤ آج سے ہی، میرے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹایا کرو۔" انہوں نے سنجیدگی سے حکم سنایا تو دریہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب چلو بھی کچن میں میرے ساتھ۔۔۔۔"

اس کو دوبارہ سے شرٹ پریس کرتا دیکھ تو کڑے تیوروں سے بولیں تو دریہ جلدی سے جی اچھا کہہ کے ان کے پیچھے بھاگی اور نوشین کو پریس کرنے کا کہہ گئی۔۔۔۔

"تم ایسا کرو یہ پیاز کاٹو۔"

انہوں نے پیاز کی ٹوکری اس کے آگے رکھ کے کہا تو دریہ تذبذب کا شکار ہوئی کہ کبھی پیاز تو کاٹا ہی نہیں کیسے کاٹے، خیر جیسے تیسے کر کے اللہ کا نام لیتے پیاز کاٹنا شروع کیا لیکن دو منٹ بعد ہی آنکھوں سے دریا بہنے لگ گیا۔۔۔۔

"آنٹی۔۔۔۔۔۔ یہ آنکھوں میں بہت چبھ رہا۔"

دریا نے اپنی آنکھیں بامشکل کھولتے کہا۔

"تم ابھی رہنے دو لگتا نہیں کہ تمہیں کچھ آتا بھی ہو گا، جاؤ نوشین کے ساتھ ڈسٹنگ کرو جا کے۔"

اس کے ہاتھ سے چھری لیتے سرد لہجے میں کہا تو دریہ شرمندہ سی کیچن سے نکلی اور نوشین کے پاس گئی جو اپنے روم کی صفائی جر رہی تھی۔

"آپ کے بھائی کی شرٹ پریس ہو گئی۔۔۔۔" سنگل بیڈ پہ بیٹھتے پوچھا۔

"ہاں وہ میں ہینگ بھی کر آئی ہوں۔۔۔۔"

نوشین نے دریہ کو دیکھتے جواب دیا۔

پھر اس کے ساتھ مل کے اس کے کمرے کی صفائی کی اور ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی باتیں بھی کرتی رہیں کہ وہ بور نہیں ہوئیں۔

****

"سنیں۔۔۔۔مجھے بات کرنی تھی آپ سے۔"

دریہ نے جھجھک کے بات شروع کی۔

ابھی وہ رات کا کھانا کھا کہ روم میں آئے تھے دریہ کافی دیر سے ٹاک شو دیکھ رہی تھی جبکہ حامد ایک فائل میں سر دیے بیٹھا تھا، پھر تنگ آ کر دریہ نے ہی اس کو بلایا۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔کہو۔"مصروف سا ہی جواب ملا۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ میری پڑھائی رک رہی ہے، شادی سے ایک ہفتہ پہلے کی شروع ہو گئیں ہیں میری کلاسز اور اب دو ہفتے ہونے کو ہیں، میرے لیکچرز مس ہو رہے ہیں تو میں یونیورسٹی جانا شروع کر دوں۔"

دریہ نے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے بات ختم کر کے حامد کی جانب دیکھا جو اب بھی فائل میں بزی تھا۔

"آپ نے سنا جو میں نے کہا۔"

ہلکا سا کندھا ہلا کے کہا تو حامد نے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں ٹھیک ہے کل سے چلی جایا کرنا۔۔۔۔۔ میں ڈراپ کر دوں گا اور لے بھی آیا کروں گا۔"

حامد نے اس کی طرف مڑتے کہا تو دریہ کے چہرے پہ ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"شکریہ۔۔۔۔۔ میں نے ہدا سے بکس منگوالیں تھیں اب کل سے شروع کروں گی جانا ویسے بھی اتنا لوس ہو گیا پڑھائی کا اس کا کیا کروں گی۔۔۔۔۔ ہدا کا ہی سر کھانا پڑے گا مجھے۔۔۔۔ اف مجھے بہت سی تیاری کرنی ہے کل کے لیے، میں اپنا عبایا دیکھوں زرا وہ کہاں ہے۔"

دریہ جب خوشی سے بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی جبکہ اس کی عبایا والی بات پہ حامد ٹھٹکا۔

"عبایا۔۔۔۔۔ تم عبایا پہنتی ہو۔"

اس نے حیران ہوتے سوال کیا۔

"جی۔۔۔ شروع سے ہی پہنتی ہوں۔۔۔۔۔"

عام سے لہجے میں جواب دے کہ دریہ کبرڈ کھول کے اپنا عبایا دیکھنے لگی۔

"لیکن مال میں جاتے وقت تو نہیں تھا کیری کیا تم نے۔"

"وہ تب تو خراب ہو گیا تھا پہلے والا اسی لیے نیا لیا تھا کہ وہاں سے۔"

اب وہ اپنا عبایا نکال کے ڈریسنگ کے آگے کھڑی ہو کہ چیک کر رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔۔" سر ہلاتے اس نے دریہ کی پشت کو دیکھا پھر فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

****

"سر بار بار سالار سر کی کال آ رہی ہے آفس اور ہم مسلسل ٹال رہے ہیں۔۔۔ اب تو آپ بات کر لیں۔"

ساتھ تیزی سے قدم ملا کے چلتے سیکرٹری نے اس سے پوچھا۔

"میں ان شاء اللہ ان سے آج رابطہ کروں گا۔۔۔۔ آج چیزیں آ جائیں گی ناں؟"

اس نے تصدیق چاہی جس پہ اس نے سر ہلایا تو ارمان گاڑی میں بیٹھا اور ڈرائیور نے گاڑی ہوٹل کی طرف موڑ لی۔

www.urdunovelsmania.com

*****

~فلیش_بیک~

سالار کو گئے ایک ہفتہ ہونے کو تھا، ابھی ارمان آفس سے نکل کے ہوٹل کے رستے ہی تھا جب اچانک سے اس کی گاڑی کے آگے ایک لڑکی آگئی، ارمان نے بوکھلا کے بریک لگائی لیکن تب تک سڑک کے بیچ و بیچ گر چکی تھی، کافی رات ہوگئی تھی تو ابھی گاڑیاں نا ہونے کے برابر تھیں۔

ارمان گاڑی سے نکل کے اس لڑکی کے پاس آیا کہ چیک کرے ہوا کیا ہے اس کو، جب وہ لڑکی اچانک سے اٹھی اور ارمان کی آنکھوں میں چلّی سپرے کر ڈالی جس پہ ارمان اس سے فوراً دور ہوا اور اپنی آنکھیں مسلنے لگا۔۔۔۔

زہن میں تمام ڈاکیومنٹس کا خیال آتے وہ گاڑی کی طرف متوجہ ہوا مگر معائے افسوس کچھ بھی باقی نہیں تھا۔۔۔۔ وہ چور تھے، سب لے جا چکے تھے اور گاڑی میں جو کچھ موجود تھا وہ سب اس کے لیے بہت ضروری تھے۔۔۔۔ ان کے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن تبھی گاڑی نے اسے بری طرح ٹکر ماری کے وہ سڑک کی دوسری جانب گر پڑا۔۔۔۔ سر پہ چوٹ لگنے کے باعث وہی بے ہوش ہوگیا۔۔۔۔

وہاں سے ایک گزرتی گاڑی میں سوار لوگوں نے اسے بروقت ہوسپٹل پہنچایا، پینٹ کی پاکٹ میں اسکا آفس وزیٹنگ کارڈ تھا جس سے اس کے سیکرٹری کا نمبر معلوم ہوا تو اس سے رابطہ کیا گیا، پاؤں میں شدید قسم کہ چوٹ آئی تھی اور

پتھر سے سر ٹکرانے کے باعث ایک سائیڈ پہ چوٹ لگی تھی۔۔۔۔

جب تک وہاں اس کا سیکرٹری پہنچتا اس کو ٹریٹمنٹ دے دیا گیا تھا لیکن فلحال وہ انڈر آبزرویشن تھا۔۔۔۔ جب ارمان کو ہوش آیا تو اس نے سیکرٹری کو منع کر دیا کسی کو بھی بتانے سے اور آفس میں یہ کہلوا دیا کہ وہ دوسرے شہر چلا گیا۔۔۔۔۔

گاڑی میں اس کا بیگ تھا جس میں تمام ضروری کاغذات اور اس کا پاس پورٹ بھی تھا۔۔۔۔ وہ سب اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔۔۔ سالار کو گئے مشکل سے آٹھ دن ہوئے ہونگے اور ارمان نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کی وجہ سے پریشان ہو۔۔۔۔ لیپ ٹاپ، موبائل، کریڈٹ، کارڈ، گاڑی سب کچھ وہ لے گئے تھے اور ڈاکٹر نے اسے ایک ہفتہ ریسٹ کا کہا تھا کہ پاؤں میں چوٹ لگنے کی وجہ سے ابھی چل نہیں پائے گا صحیح سے۔

اس کے تمام کانٹیکٹ نمبر بھی نہیں تھے اب اس کے پاس اور نہ ہی سیکرٹری کے پاس تو وہ رابطہ کیسے رکھ پاتا۔۔۔۔۔

جب پاؤں کا درد ٹھیک ہوا تو سب سے پہلے اس نے پولیس میں رپورٹ لکھوائی اور اپنا پاس پورٹ بننے کی اپیل بھی کی، کچھ اہم میٹنگز بھی تھی جن میں شامل ہونا بھی ضروری تھا تو وہ اپنے ہوٹل میں ہی میٹنگز کروا لیتا۔۔۔

جس دن دریہ کا نکاح تھا اس دن اس نے آفس سے سالار کا نمبر لیا اور اس سے رابطہ کیا لیکن تب تک اس کا نکاح ہو چکا تھا، سالار نے اس کو تب بتانا مناسب نا سمجھا وہ جانتا تھا کہ ارمان دریہ کے لیے پوزیسو ہے۔۔۔ لیکن وہ اس کے بارے میں فیلنگز رکھتا تھا یہ بات نہیں تھی معلوم۔۔۔
ارمان نے اس کے اپنے ایکسڈنٹ کا بتایا اور یہ بھی کے اُس کا سب کچھ چوری ہو گیا تو سالار نے اُسے کچھ پیسے ٹرانسفر کیے اور کہا کہ وہ بھی آجا تا وہاں لیکن ارمان نے سہولت سے انکار کر دیا۔۔۔
بہت اسرار پہ بھی نہ مانا تو سالار کو گھٹنے ٹیکنے پڑے ارمان کے سامنے۔۔۔ ارمان نے اسے گھر والوں کو بھی بتانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

*****

سالار سے بھی بس ایک بار بات ہو پائی اس کے بعد نہیں کیونکہ اسے اس کی چیزیں نہیں ملی تھیں جن کا وہ آرڈر دے چکا تھا۔۔۔
ہوٹل پہنچ کے سب سے پہلے فریش ہوا تب تک اس کا پارسل بھی آچکا تھا۔

لیپ ٹاپ اور باقی چیزیں ملنے پہ سب سے پہلے اس نے جب اپنی میلز چیک کیں تو سب سے اوپر دریہ کی میل۔۔۔ پھر ایک کے بعد کئی زیادہ جس میں دریہ نے اسے واپس آنے کا کہا تھا۔

پھر چیک کرتے اس کی نظر سحر کی میل پہ گئی۔
"مجھے آپ سے یہ امید بالکل نہیں تھی اگر کسی بات کے دعوے دار تھے تو اس کو نبھاتے بھی۔۔۔
لیکن اب بس افسوس کیا جا سکتا ہے۔"
اس کی میل پڑھ کے ارمان الجھا اور جلدی سے سالار کا نمبر ڈھونڈ کے ڈائل کرنے لگا۔

"پک آپ دا کال یار۔۔۔۔" مسلسل تین بار کال کرنے پہ بھی نہیں اٹھایا تو اس نے گھر کال کی لیکن وہاں بھی نمبر بزی جا رہا تھا۔
اب صحیح معنوں میں اس کو ٹینشن ہونے لگی، پہلے دریہ کے واپس آنے کے میسجز اور پھر سحر کے الفاظ۔۔۔ وہ کس دعوے کی بات کر رہی تھی۔

اس کو کسی انہونی کا گمان ہوا تو پہلی فرست میں پاکستان جانے کی ٹکٹ بک کروائی کیونکہ کام تو اب ویسے بھی وہ مکمل کر چکا تھا یہاں کے۔۔۔۔ اگر اس کی چیزیں اس کے پاس ہوتیں تو اس طرح گھر والوں سے رابطہ نا ٹوٹتا۔

اب جو بھی تھا اس کو پاکستان جا کے پتا چلنا تھا لیکن وہاں ایک دھماکہ اس کے انتظار میں تھا جس سے وہ بے خبر تھا۔

****

حامد آج دریہ کو یونیورسٹی چھوڑ آیا تھا اور ابھی وہ کینٹین میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، ہدا کی آج کلاس نہیں تھی تو وہ نہیں آئی تھی۔۔۔۔

"آنٹی نے کیوں ایسے کہا تم سے۔۔۔۔؟"

سحر کو سمجھ نہ آئی کہ حامد کی ماں دریہ کو عبایا پہننے سے منع کیوں کر رہی ہیں، دریہ نے یہ بھی بتایا کہ آتے ہوئے حامد نے سرسری سا کہا کہ عبایا رہنے دیا کرو ایسے ہی ٹھیک ہو۔

"پتا نہیں۔۔۔۔۔۔" دریہ نے کندھے اچکائے وہ جب سے آئی تھی تب سے خاموش سی تھی کچھ لڑکیاں اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے شادی کر کے اس نے کوئی انہونی کام کر دیا۔

"تم سمجھاؤ ان کو۔۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی کہ "عبایا کیوں پہنا ہے، اتار دو لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے نئی نویلی دولہن پہ پابندیاں لگائی ہیں"۔۔۔ نہیں مطلب حد ہے۔"

سحر نے چڑ کے نقل اتارتے کہا۔

""میں نے کبھی بھی کسی پہ اپنی بات مسلط نہیں کی، میں جو کرتی ہوں اپنے لیے کرتی ہوں۔۔۔۔ اگر میں ان پہ اپنا نظریہ ظاہر کروں تو وہ تو اس کو بھی اپنے مطابق لیں گے اور مجھے دلیلیں دیں گے اور مجھے لگتا ہے کہ میری دلیلیں ان کے آگے کم پڑ جائیں گی۔"

اس کا مسکراتا اور ٹھہرا ہوا لہجہ اس کو دل میں اترتا محسوس ہوا۔

"لیکن تم قائل کر سکتی ہو سب کو اپنی باتوں سے۔" اس نے جیسے اسے جوش دینا چاہا۔

"بالکل کر سکتی ہوں۔۔۔۔ لیکن جس نے قائل ہونا ہوتا ہے وہ پہلی بات پہ ہی ہو جائے گا نہ کہ آپ کے بار بار کہنے سے تو ہم کیوں کسی کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالیں وہ بھی زبردستی سے۔"

اپنی کتابوں کو سمیٹتے اٹھتے ہوئے اس نے اپنا عبایا درست کیا کیونکہ اب ان کی آخری کلاس تھی۔

"تم بالکل اپنے نام کی طرح ہو۔۔۔ الگ سی، ایک پہیلی سی، تم پہلے ایسی بالکل بھی نہیں تھی 'درِ مکنون'۔۔۔۔" وہ بھی اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہوئی بولی جس پہ وہ محض مسکرادی

"درے مجھے میری پہلی والی دوست چاہیے یہ سڑی ہوئی کریلی نہیں۔"

سحر نے برے برے منہ بنا کے کہا تو دریہ کی "درے" کہنے پہ مسکراہٹ سمٹی۔

"سحر آئندہ مجھے اس نام سے نہیں پکارنا۔۔۔۔۔"

دریہ نے سنجیدگی سے کہا تو سحر کی آنکھیں حیرت سے واہوئی کیونکہ یہ وہ نام تھا جو دریہ کو خود بہت پسند ہے۔

"لیکن کیوں۔۔۔۔۔۔مجھے تو درے کہنا بہت اچھا لگتا۔"

سحر نے لاپرواہی سے کہا لیکن دریہ نے آگے سے جو کیا وہ سحر کے لیے ناقابل یقین تھا۔۔۔۔

"تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔یہ میرا نام نہیں ہے اور آئندہ مجھے اس نام سے مت پکارنا۔" دریہ غصے سے چیختی ہوئی بولی۔۔۔

سحر شاکی نظروں سے دریہ کو دیکھنے لگی جو آج سے پہلے کبھی غصے سے واقف بھی نا تھی اور اب۔۔۔

"اوکے ریلیکس۔۔۔۔۔کیا ہوگیا مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔"

سحر نے اس کو ریلیکس کرنا چاہا تو دریہ کو احساس ہوا کہ وہ زیادہ ہی ری ایکٹ کر گئی۔۔۔

"مجھے معاف کر دو سحر۔۔۔۔۔پتا نہیں، کک۔۔۔۔کیوں میں نے ایسا کیا، مجھے نہیں سمجھ آئی کہ۔۔۔"

اس کے لہجے میں نمی گھل گئی۔

یہ کہتے صبح کا منظر دریہ کی آنکھوں کے سامنے آیا جب حامد کے باہر جانے پہ ثریا بیگم نے اس کو عبایا پہننے سے ٹوکا اور ساتھ میں اس کے نام کے بارے میں بھی بات کی۔

"کیا واقعی تمہیں ارمان "درے" کہتا تھا۔"

انہوں نے جس لہجے میں پوچھا تھا دریہ کو اپنا آپ کہیں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

"سالار بھائی بھی کہتے ہیں۔۔۔" ہلکی سی صفائی پیش کی۔

"سالار تو تمہارا بھائی ہے نا لیکن ارمان خیر۔۔۔۔" انہوں نے کندھے اچکا کے کہا گویا اس بات کو کہہ کے احسان کیا ہو دریہ پہ۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ نہیں کہوں گی آئیندہ، تم اس طرح ری ایکٹ تو نہ کرو سب ٹھیک ہے۔"

سحر اس کی حالت سمجھتے اس کو ساتھ لگاتی بولی۔۔۔

"تم دعا کرو نا میرے لیے کہ میری آگے کی زندگی ٹھیک گزرے ورنہ لوگوں کی باتوں سے ہی مر جاؤں گی۔"

دریہ نے باقاعدہ روتے کہا تو سحر گھبرا گئی۔۔۔

"کسی نے کچھ کہا ہے دریہ۔۔۔۔۔مجھے بتاؤ، سالار بھائی کو بتاؤ وہ بات کریں گے۔"

سحر نے اس کو بہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں بھائی کو یا ماما بابا کو کچھ نہیں بتانا وہ پریشان ہو جائیں گے۔"

دریہ نے آنسوں صاف کرتے کہا۔

"لیکن یہ تو کوئی حل نہیں ہوا ناں۔۔۔۔"

سحر نے اس کو سمجھانا چاہا لیکن وہ اس کی بات سننے کو تیار نا تھی اور خود ہی کلاس کی طرف بڑھ گئی جبکہ سحر پریشانی سے اس کو جاتا دیکھتے اس کے پیچھے ہولی۔

****

"میں سوچ رہی تھی کہ دریہ کو اور حامد کو ڈنر پہ انوایٹ کر لیتے ہیں۔"

شام کے وقت لاؤنج میں بیٹھے شائستہ بیگم اور عباس صاحب چائے پی رہے تھے جب شائستہ بیگم کچھ سوچ کے بولیں۔۔۔

"دیکھ لو۔۔۔۔ جیسے ٹھیک لگے۔"اُنھوں نے بغیر دیکھے جواب دیا۔

دریہ کی رخصتی کے بعد سالار نے ارمان کے ایکسیڈنٹ کا تو نہیں لیکن اتنا ضرور بتا دیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے اور کام کی مصروفیات اتنی تھیں کہ وہ رابطہ نہیں رکھ پایا اور اس کا موبائل بھی کہیں گم گیا ہے جس

پہ سب نے اللہ کا شکرادا کیا کہ ارمان سے بات تو ہوئی، تب سب نے پوچھا تھا کہ ارمان کو پتا ہے کیا دریہ کی شادی کا جس پہ سالار نے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے میں دریہ کو کال کر کے کہہ دوں گی کہ وہ حامد کے ساتھ پرسوں ڈنر پہ آجائے۔" انہوں نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"السلام علیکم !۔کس کے ڈنر کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔۔۔؟" لاؤنج میں کسی کا سوال ابھرا تو دونوں نے آواز کی سمت دیکھا جہاں ارمان نا سمجھی کے تاثرات چہرے پہ سجائے کھڑا تھا جبکہ عباس صاحب اور شائستہ بیگم تو اس کو اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھ کے ہی نہال ہو گئے اور شائستہ بیگم خوشی سے اس کی طرف لپکیں اور اس کا منہ جا بجا چومنا شروع کر دیا۔۔۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"کہاں تھے تم، تمہیں اندازہ بھی ہے ہم پہ کیا گزری اور کیا کیا ہو گیا تمہارے پیچھے۔" انہوں نے روتے اس کے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھ کے شکوہ کیا تو ارمان نے ان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے۔

"وہ میں بعد میں بتاؤں گا، ابھی مجھے یہ بتائیں کہ یہاں کس کے ڈنر کی پلاننگ ہو رہی تھی۔"

ارمان نے ٹھنڈے لہجے میں کہا تو عباس صاحب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

جبکہ ارمان اب یہ جاننا چاہ رہا تھا کہ دریہ کا نام حامد کے ساتھ کیوں لیا جا رہا تھا۔

"چپ کیوں ہیں بولیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ درے حامد کے ساتھ کیوں آئے گی۔"

ان کی مسلسل خاموشی پہ ارمان کو لگا کہ جو وہ سوچ رہا اگر ایسا ہوا تو وہ سانس نہیں لے پائے گا۔۔۔۔

لیکن پھر بھی ایک امید کے تحت دوبارہ پوچھ بیٹھا اس کو اب سحر کے میسج کی سمجھ آئی تھی۔

"درے حامد کے ساتھ ڈنر پہ کیوں آئے گی ماں۔۔۔۔۔؟"

اب کی بار ارمان کا لہجہ آہستہ تھا کہ شائستہ بیگم اس کے گلے سے لگی رو دیں۔

"مجھے معاف کر دو ارمان۔۔۔۔۔"

انہوں نے کچھ کہنا چاہا جب ارمان نے ٹوک دیا۔

"آپ جانتی تھیں ناں! تو کیوں ہونے دیا ایسا۔" اب اس کو واقعی ایسا لگا کہ سانس نہیں آئے گا اسے

۔

"بیٹا میری بات سنو۔۔۔۔۔"

انہوں نے پھر کچھ کہنا چاہا جب ارمان چیخ پڑا، ان کے رونے سے پتا چل رہا تھا کہ دریہ اب کسی اور کی ہو گئی ورنہ اس کے زکر پہ شائستہ بیگم ہمیشہ خوش ہوتی تھیں جبکہ آج ایک اداسی تھی۔

"آپ جانتی تھیں، جانتی تھیں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اب سے نہیں بچپن سے، جب سے ہوش سنبھالا تب سے۔۔۔۔ تو پھر آپ نے کیوں اسے کسی اور کا ہونے دیا، کیوں ہونے دیا ایسا۔"

ارمان اپنے غصے کو حد درجہ کنٹرول کرتے کہا کیونکہ وہ اپنے والدین سے بد تمیزی نہیں کر سکتا تھا۔

"بابا آپ۔۔۔۔۔ آپ نے کبھی اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اس کے لیے پیار، اس کے لیے محبت نہیں دیکھی تھی کیا؟؟۔۔۔۔ دیکھی تھی ناں جانتے تھے آپ بھی سب کچھ۔"

دکھی لہجے میں کہا تو عباس صاحب اس کے پاس آنے لگے۔

"بیٹا تم سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا اور وہ لوگ بضد تھے کہ صائمہ کی شادی کے ساتھ ہی حامد کی بھی شادی کرنی ہے، ہم نے تم سے بہت بار رابطہ رکھنے کی کوشش کی لیکن۔۔۔۔۔"

انہوں نے سمجھانا چاہا۔

"مجبوری تھی کہ رابطہ ختم ہو گیا، میں نہیں ختم ہوا تھا مرا نہیں تھا میں، آپ کیسے کر سکتے ہیں یہ میرے ساتھ۔"

ارمان نے زخمی لہجے میں کہنا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھ میں نمی آنے لگی۔

www.urdunovelsmania.com

"کیسی باتیں کر رہے ہو ارمان اللہ تمہیں میری بھی عمر لگا دے۔۔۔۔ آئندہ ایسی بات نا نکالنا اپنے منہ سے۔"

شائستہ بیگم نے روتے ہوئے غصے سے کہا جب کہ ارمان اب جبڑے بھینچے انہیں تک رہا تھا۔۔۔

"میں تھک گیا ہوں۔۔۔۔ آپ سب سے بعد میں بات کروں گا ابھی آرام کرنا چاہتا ہوں، خدا حافظ۔"

ارمان نے ہلکے سے عام سے لہجے میں کہا جیسے ابھی کوئی بات نہیں ہوئی یہاں جبکہ شائستہ بیگم نے اپنے بیٹے کو پریشانی سے دیکھا جو اب آرام سے بات کر رہا تھا۔۔۔

اس کے بعد ان کی سنے بغیر وہ روم میں آگاہ اور دروازے کو جھٹکے سے بند کیا اور اپنا کوٹ صوفے پہ اچھالا۔۔۔ پریشانی سے صوفے پہ بیٹھ کے اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"یہ کیا ہو گیا۔۔۔۔۔۔ میں اتنا غافل کیسے رہ سکتا ہوں اپنی درے سے۔"

اس نے تکلیف سے سوچا اور پاس پڑے ٹیبل پہ سے واس اٹھا کے زور سے زمین میں پٹخا اور خود بھی اپنا سر کو صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔

****

"ابھی کہاں ہے وہ۔۔۔؟"

رات کے وقت اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا فون کان سے لگائے کہہ رہا تھا۔

"ابھی روم میں ہیں اور مجھے ڈر ہے کہیں کچھ کر نا دیں اپنے ساتھ۔"

اس نے اپنا ڈر ظاہر کیا۔

"کچھ نہیں کرتا وہ، ابھی پریشان ہے اس کو تھوڑی دیر اکیلا رہنے دو میں خود صبح آؤں گا اور اس سے بات کروں گا۔" سالار نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ سے میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے بات کرنے دیں ماما بابا سے لیکن آپ نے کہا کہ آپ کے بابا خود کرلیں گے بات، اور اب دیکھیں کیا ہوگیا، اس کی شادی بھی جلدی کرنی پڑی ہمیں۔"

ہدا نے شکوہ کرتے دل کی بھڑاس نکالی۔

"بات یہ نہیں ہے ہدا بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے ہم سے رشتہ مانگ لیا تھا جبکہ آپ لوگوں نے ابھی ہم سے بات کرنی تھی، اگر بات پہلے ہی کی ہوتی تو رشتہ آنے کی نوبت ہی نا آتی،، اور وہ بابا کے چچا بھی ہیں اس بات کا بھی احترام ہے، ارمان کا یہاں نا ہونا اور ان کے رشتے سے اس بات کی بنا پہ انکار کرنا کہ شادی ارمان سے ہوگی جبکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ابھی آپ لوگوں نے رشتے کی بات بھی نہیں کی تبھی تو وہ حامد کا رشتہ لے آئے۔۔۔۔۔ اور چچا جان نے اس بات پہ غفلت دکھائی ان کو انتظار نہیں تھا کرنا چاہیے ارمان سے بات کرنے کا، حامد کے پروپوزل کو قبول کرنے سے پہلے اگر وہ

ہم سے رشتہ کی بات کر لیتے تو ہم کسی بھی طرح انکار کر دیتے حامد کی فیملی کو لیکن انہوں نے بات بھی ہمارے اقرار کے بعد کی جہاں تک شادی جلدی کرنے کا سوال ہے تو حامد کی بہن کی شادی کی وجہ سے جلدی ہوئی۔۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ ساتھ ہی شادی کریں گے حامد کی ورنہ ہم نے ابھی درے کی شادی کا سوچا بھی نہیں تھا۔"

سالار نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو ہدا نے سر ہلایا۔۔۔کہ واقعی ایسا ہی تو تھا عباس صاحب نے اس بار جانے کیوں غفلت برت دی، حسن صاحب نے بھی لوگوں کی باتوں سے اپنی بچی کو بچانے کے لیے ایک مضبوط رشتے میں باندھ دیا کہ اس کے کردار پہ انگلی نہیں اٹھے گی لیکن شاید وہ یہ بھول گئے تھے کہ جنہوں نے ایسا گھٹیا کام کرنا ہوتا وہ انسان کو قبر میں جانے کے بعد بھی نہیں بخشتے۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

تھوڑی دیر اور بات کر کے سالار نے ہدا کو سونے کا کہا اور خود بھی آ کے بیڈ پہ لیٹ گیا۔

****

تھوڑی دیر میں ہی اس نے کمرے کہ حالت خراب کر کے رکھ دی تھی، لیکن جو اذیت دل میں تھی وہ کہاں کم ہونے کا نام لے رہی تھی، اسے رہ رہ کے خود پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔لیکن قصور اس کا بھی نہیں تھا۔

دل اندر سے تڑپ کے رہ گیا تھا۔

کافی دیر یونہی وہ کمرے میں ٹہل کے اپنا غصہ کم کر رہا تھا لیکن جب فرق نا پڑھا تو باتھ روم میں گھس کے شاور آن کیا اور اس کے نیچے کپڑوں سمیت کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

مسلسل پانی سے جب اعصاب کو سکون ملا تو شرٹ اتارتا ہوا اپنا ٹراؤزر پہن کے باہر آیا اور اوندھے منہ لیٹ گیا، آنکھیں بند کرنے پہ اسے ائیر پورٹ کا وہ لمحہ یاد آیا جب سالار کی طرح اس نے بھی اس کے آگے جھک کے ماتھے پہ پیار کرایا تھا دریہ سے پھر خود بھی اس کو ساتھ لگاتے ماتھے پہ لب رکھے تھے وہ یاد کرتے بے ساختہ ہی لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔۔

"میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔" دل سے دعا کی اور نیند تو اب آنی نہیں تھی سو یونہی ساری رات اس نے ازیت، کرب سے گزاری۔

****

صبح ناشتے پہ عباس صاحب نے شائستہ بیگم سے ارمان کا پوچھا۔۔۔۔

"پتا نہیں ابھی تک روم سے باہر نہیں آیا مجھے ٹینشن ہو رہی ہے آپ زرا جا کے دیکھیں اس کو۔"

انہوں نے پریشانی سے کہا تو ہدا نے کہا وہ دیکھ کے آتی ہے آپ لوگ ناشتہ کریں اسی بہانے وہ مل بھی لے گی۔

اس کے روم کے باہر کھڑے ہو کہ اس نے نوک کیا لیکن اندر سے کوئی جواب نا ملا تو ہدا خود ہی دروازہ کھولنے لگی جو کھلتا چلا گیا، اندر کا حال دیکھ کہ ایک بار تو ہدا بھی سہم گئی۔۔۔

جگہ جگہ شیشے کے ٹکرے، کرچیاں بکھری پڑی تھیں۔

"یا اللہ! یہ کیا حال بنایا ہوا بھائی نے۔"

سنبھل کر قدم رکھتی وہ ارمان کے بیڈ کے پاس آئی اور اس کے پاس احتیاط سے بیٹھی۔۔۔۔

"ارمان!" آہستہ سے پکارا، وہ جو ساری رات انگاروں پہ گزار کے ابھی نیند کی وادی میں اترا تھا اس کی آواز پہ آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

"ارمان بھائی یہ کیا حالت بنائی ہے آپ نے۔"

ہدا نے ایک نظر اوندھے منہ لیٹے ارمان کو دیکھا پھر کمرے کی حالت کو۔

"کس کی؟" بھاری بوجھل آواز میں پوچھا سیدھا ابھی بھی نہیں ہوا تھا ویسے ہی لیٹے لیٹے جواب دیا۔

"اپنی۔۔۔۔!"

اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے فکرمندی سے کہا۔

"مجھے کیا ہونا ہے میں ٹھیک ہوں تمہارے سامنے ہوں صحیح سلامت۔"اب وہ کروٹ لے کہ سیدھا اورچھت کو گھورنے لگا، آنکھیں ساری رات جاگنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

"خود کا حلیہ بھی دیکھیں، کمرہ سارا بکھرا ہوا شیشے کی کرچیاں پڑی ہیں ہر جگہ اگر کہیں لگ گئیں تو چوٹ لگ جائے گی۔"

کمرے کی حالت کی طرف متوجہ کروایا۔

"بالکل ٹوٹے شیشے کی کرچیوں کہ طرح بکھر گیا ہے میرا دل، اور چوٹ اتنی شدید ہے کہ ان کرچیوں کی چبھن سے جو اذیت مل رہی ہے سوچتا ہوں کہ کہیں بے حس ہی نہ ہو جاؤں اس درد کو سہتے سہتے لیکن اب تو عادت بنانی ہوگی ناں اس سب کی۔"

ارمان نے کرب سے کہہ کے آنکھیں بند کی جو سرخ ہو چکی تھیں۔

"ایسا نا کہیں، اٹھیں آئیں فریش ہو جائیں ناشتے پہ انتظار کر رہے ہیں ماما بابا۔"

ہدا نے بیڈ پہ بکھری اس کی چیزوں کو سمیٹتے کہا تو ارمان ہمت کر کے اٹھ کے بیٹھ گیا۔

"کیا وہ خوش تھی اس سب سے ۔ "بہت ہمت جمع کر کے اس نے ہدا سے سوال کیا تو چیزیں سمیٹتی ہدا کے ہاتھ پل بھر کو رکے لیکن اگلے ہی لمحے خود کو کمپوز کرتے گویا ہوئی ۔

"جو اس کے ساتھ ہوا مجھے نہیں لگتا کہ وہ خوش تھی لیکن وہ اپنے رشتے سے مخلص ہے اور اسے نبھا رہی ہے ۔ "

اس کی طرف مڑتے آنکھوں میں دیکھتے کہا تو ارمان کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی ۔

"نہ کرو، تمہیں لگ جائے گی میں کریم سے کہہ کے کروالوں گا یہ سب صاف ۔ "

ہدا کو شیشے کے ٹکرے اٹھاتے دیکھ ارمان نے ٹوکا تو ہدا نے ایک پل کو اسے گھورا ۔

"مجھ سے ملے نہیں تھے جب آپ آئے ۔ "

یاد آنے پہ اس نے پیار بھرا شکوہ کیا تو ارمان نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا ۔

"ادھر آؤ ۔ "اس کو پاس بلا لے سینے سے لگایا تو ہدا اپنے ضبط کیے آنسوں بہانے لگی ۔

"کہاں چلے گئے تھے ، وہ ہم سے دور ہو گئی ہے وہ ہماری درے نہیں رہی ارمان وہ ایک دن میں ہی بڑی ہو گئی ، اس کی شرارتیں وہ سب یہی چھوڑ گئی ہے ۔ "

ہدا نے روتے اس سے کہا۔

"اگر مجھے پتا ہوتا کہ میرے جانے کے بعد یہ سب ہو گا تو اس کو اپنا بنا کے جاتا لیکن اس طرح اکیلا چھوڑ کے نہ جاتا۔"

ارمان نے کہہ کے اسے خود سے الگ کیا کہ وہ اسے بھی رلانے پہ تلی تھی۔

"چلو جاؤ ماما بابا سے کہو آ رہا ہوں پریشان نا ہوں۔" نرمی سے اسے کہا اور خود احتیاط سے چلتا فریش ہونے واش روم چلا گیا۔

****

تھوڑی دیر میں ہی وہ فریش ہو کے آ گیا لیکن بظاہر وہ تھکا سا لگ رہا تھا۔

"طبیعت کسی ہے بیٹا۔" شائستہ بیگم نے پیار سے اس کے نم بال سنوارتے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں آپ بیٹھیں ناشتہ کریں۔" ان کا ہاتھ لبوں سے لگاتا پاس ہی رکھی کرسی پہ بٹھاتا بولا۔

"بیٹا! میں بہت شرمندہ۔۔۔۔"

سب لوگ خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے جب عباس صاحب نے کچھ بولنا چاہا لیکن ارمان نے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

"بابا ایسا نا کہیں مجھے اچھا نہیں لگے گا، جو ہونا تھا ہو گیا آپ بس اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ اس کو ساری خوشیاں عطا کرے۔"

ارمان نے مسکراتے کہا تو عباس صاحب اٹھ کے اس کے پاس آئے اور اسے گلے سے لگا لیا۔

"اگر میں نے کچھ جلدی دکھائی ہوتی تو آج وہ یہاں تمہارے برابر بیٹھی ہوتی۔"

انہوں نے افسوس سے کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا اب آپ خود کو قصوروار مت ٹھہرائیں۔"

ارمان نے مسکرا کے کہا تو وہ بھی مسکرا دیئے۔

****

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

دریہ صبح یونیورسٹی جانے کے لیے تیار سی بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی جب حامد بھی اس کے ساتھ والی کرسی پہ آ کے بیٹھ گیا۔

"سنا ہے پرسوں رات ارمان واپس آ گیا ہے۔"

حامد نے بیٹھتے مصروف انداز میں کہا جب کہ دریہ کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"واقعی کب آئے مان بھائی۔۔۔۔مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔"

دریہ خوشی اور حیرت سے ملے جلے تاثرات لیے حامد سے بولی جو موبائل میں جانے کیا چیز ڈھونڈ رہا تھا لیکن اس کا خوش ہونا کیچن سے باہر آتیں ثریا بیگم نے اچھے سے نوٹ کیا جو ان کی ناگوار لگا، دریہ ان کی خاموشی کو بھانپتی زرا سنجیدہ ہوئی۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ ارمان بھائی کب آئیں ہیں پاکستان۔" اب اس نے مان بھائی کہنے کی غلطی نہ کی۔

"تمہیں کس نے بتایا۔" ثریا بیگم نے اس کے آگے پراٹھے کی ٹرے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"سالار کے آفس کال کی تھی تو اس کے سیکرٹری نے بتایا کہ ارمان آیا ہے آج آفس تو پوچھنے پہ پتا لگا کہ پرسوں رات کا آیا ہے۔" حامد نے سنجیدگی سے کہا تو دریہ نے سمجھ کے سر ہلایا۔

"میں لیٹ ہو رہی ہوں مجھے چھوڑ آئیں یونیورسٹی پھر واپسی پہ آپ مجھے گھر لے جانا میں ارمان بھائی سے بھی مل لوں گی۔" دریہ نے اٹھتے اپنے عبایا ٹھیک کیا اور بیگ پکڑا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ نہ پہنو۔" ثریا بیگم نے سنجیدگی سے کہا تو دریہ نے ایک نظر حامد کو دیکھا کہ شاید وہ اس کی طرف داری میں کچھ بولے لیکن وہ تو انجان بنا کھڑا تھا ان سب سے۔

"اور واپسی پہ گھر جانے کی ضرورت نہیں، گھر پہ کچھ مہمان آئیں گے ان کے لیے کھانے پینے کا بھی انتظام کرنا۔"

پھر خود ہی آگے سے بات جاری رکھی، اس کو کہتے ساتھ ساتھ برتن سمیٹنے لگیں تو دریہ نے آہستہ سے "جی اچھا" کہا اور باہر کو ہولی اس کے پیچھے ہی حامد بھی نکل پڑا۔

****

آج ہدایو نیورسٹی نہیں آئی تھی ارمان کی وجہ سے، کل تو اسے ویسے ہی آف تھا اور آج اس نے مرضی سے چھٹی کی تھی۔

"تم ملنے نہیں آئی ارمان بھائی سے۔" جب وہ دونوں کینٹین جا رہی تھیں تب ساتھ چلتی سحر نے پوچھا جس پہ ایک بار دریہ نے رک کے اسے دیکھا پھر چلنے لگی۔
"بتایا نہیں۔۔۔۔؟" سحر نے پھر پوچھا اب وہ دونوں ایک ٹیبل پہ بیٹھ چکی تھی۔

"میں نے سوچا تھا کہ آج آؤں گی لیکن آج مہمان آنے والے ہیں گھر تو میرا آنا ممکن نہیں۔" دریہ نے بات کو گھماتے کہا۔

"چلو ٹھیک۔۔۔۔ ویسے وہ تمہارا پوچھ رہے تھے کہ تم ٹھیک ہو۔"
سحر نے بتایا تو دریہ کو سکون ملا کہ چلو شکر کہ وہ بھولے نہیں اس کو۔

"میں کوشش کروں گی جلدی ان سے ملوں ، حامد بھی آج کل بزی ہیں مشکل سے ہی وقت نکال پائیں گے وہ۔"

دریہ نے ایک اور بہانہ تراشا ، اصل میں تو حامد زیادہ بات کرتا ہی نہیں تھا دریہ کی اتنی لمبی بات کا جواب بھی وہ بس ہمم ہاں میں دیتا تھا جس پہ دریہ چپ کر کے رہ جاتی تھی کہ شاید کیا پتا حامد کو اس کا بولنا بھی پسند نہ آئے پھر دونوں باتیں کرتیں اپنی کلاس کی طرف روانہ ہو گئیں۔

****

دریہ گھر پہنچی تو نوشین بھی سکول سے آچکی تھی ،کمرے میں آ کے اس کا ارادہ تھا کہ تھوڑی دیر ریسٹ کر لے پھر حامد کی ماما کے ساتھ مل کے کھانے کی تیاری کرے اور ان سے گھر جانے کی اجازت بھی مانگ لے گی کیونکہ جب سے شادی ہوئی تھی وہ بس ولیمے والے دن گھر آئی تھی اس کے بعد نہیں اور اب اس کو سب یاد بھی بہت آ رہے تھے۔

ابھی وہ فریش ہو کے باہر نکلی ہی تھی کہ نوشین اس کے کمرے میں موجود ملی ، وہ دریہ کو باہر آتا دیکھ مسکرائی۔

"بھابھی امی کہہ رہی ہیں کہ نیچے آجائیں کھانے کہ تیاری کرنی ہے پھر مہمانوں کے آنے کا ٹائم ہو جانا ہے۔"

اس کے بیڈ سے کھڑی ہوتے نوشین نے کہا تو دریہ نے دو منٹ میں آنے کا کہا۔

اپنا موبائل چیک کیا لیکن نہ کوئی ارمان کا میسج اور نہ ہی کوئی کال وغیرہ تو موبائل چارجنگ پہ لگا کے نیچے کی جانب گئی، اس کو امید نہیں یقین تھا کہ اس کے ماں بھائی سب سے پہلے اس سے ملیں گے اور اس سے بات کریں گے لیکن دو دن ہو گئے، اس کو تو پتا بھی آج صبح لگا تھا کہ ماں بھائی واپس آ گئے مطلب گھر میں کسی نے بھی ضروری نہیں سمجھا بتانا، ماما سے تو روز بات ہوتی تھی اور ہداوہ تو ہر تھوڑی دیر بعد اس کو میسج، کال وغیرہ کر کے اس کی خیریت معلوم کرتی رہتی تھی لیکن اس نے بھی نہیں بتایا۔

یہی سوچتے وہ کچن میں داخل ہوئی جہاں حامد کی امی سبزیاں دھو رہی تھیں۔

"آ گئی، چلو اب جلدی سے میرے ساتھ یہ سبزیاں کاٹو پھر میں تمہیں اور کام بتاتی ہوں اس کے بعد کیا کرنا۔"

دریہ کو کچن میں داخل ہوتا دیکھ وہ بولیں اور اس کو سبزیوں کی ٹوکری پکڑائی جس کو وہ سر ہلا کے تھام گئی۔

کچن میں ایک چھوٹا سا ٹیبل اور دو کرسیاں موجود تھیں، دریہ ٹیبل پہ سبزیاں رکھ کے سب سے پہلے ان میں سے آلو چھیلنے لگی کیونکہ اس کو سب سے اچھا یہی آتا تھا، سوچا کہ اسی کام کی وجہ سے چلو تھوڑی تعریف سی ہو جائے لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی۔

"ارے ارے ان کو چھیلنا نہیں تھا ان کو میں نے بوائل کرنا تھا، پوچھ تو لیا کرو کام کرنے سے پہلے ہر بار اپنی مرضی ہی کرنی ہوتی ہے کیا۔"
انہوں نے آلو تقریباً چھینتے ہوئے کہا جبکہ دروازے پہ کھڑے حامد نے ان کی یہ بات سنی اور چلتا اندر آیا وہ ابھی ابھی آفس سے واپس آیا تھا۔

"امی مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو یہ بات کہنی چاہیے تھی، اس نے کب اپنی مرضی کی، ہمیشہ ہماری باتیں مانتی ہے۔"
حامد نے کہا تو دریہ کو دلی خوشی محسوس ہوئی کہ اس کے شوہر نے آج کچھ تو اس کے بارے میں اچھا کہا ورنہ ایسے ہی چپ رہتا تھا ان کی ناجائز بات پہ بھی۔

"تمہیں کیوں تپ چڑھی ہے اور میں نے ایسی کوئی بھی بات نہیں کی جس سے تمہاری بیگم صاحبہ کو برا لگ جائے۔"

وہ سلگتے ہوئے لہجے میں گویا ہوئیں تو دریہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی ان کے بات کرنے کے انداز سے۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں ایسی کوئی بات نہیں کی انہوں نے بس مجھے سمجھا ہی تو رہی تھیں۔"
حامد کے بگڑتے تیور دیکھ دریہ جلدی سے بولی کہ کوئی بھروسہ نہیں حامد غصے میں کیا کر جائے۔

"تم جاؤ، جا کے یہ چیزیں لے آؤ باہر سے۔" ثریا بیگم نے ایک لسٹ حامد کو پکڑائی تو وہ کچھ دیر لسٹ کو دیکھتا رہا پھر وہاں سے چلا گیا۔

"امی آج کون آ رہا ہے۔" دریہ نے پر جوش ہوتے پوچھا، صبح یونیورسٹی جاتے ہوئے حامد نے اسے کہا تھا کہ اس کی ماں کو امی کہا کرے ان کی طرح، ان کو بھی اچھا لگے گا تو وہی بات ذہن میں رکھتے دریہ نے ابھی ان کو "امی" کہہ کے پکارا۔

"جب آئیں گے تو دیکھ لینا اب جلدی سے یہ گاجر کاٹو۔۔۔" سنجیدگی سے کہتی وہ باقی چیزوں کی طرف متوجہ ہوئی جبکہ دریہ ان کے لہجے پہ لب بھینچ کے رہ گئی اور خاموشی سے اپنا کام کرنے لگی۔

****

شام کے چھے بجے تک سب سے کچھ تیار تھا، دریہ بالکل تھک چکی تھی اتنا کام اس نے پہلی بار کیا تھا، کھانا پکانے کے ساتھ ساتھ اس نے باہر لاؤنج اور ڈرائنگ روم کی صفائی بھی کی جس سے وہ زیادہ تھکن کا شکار ہوئی اس دوران اس نے ثریا بیگم سے گھر جانے کی بات بھی کی لیکن اگے سے ان کے جواب پہ چپ اختیار کرلی۔

"شادی کے بعد اتنی جلدی گھر نہیں جاتے ورنہ لوگ باتیں بناتے ہیں تھوڑے دنوں میں چھوڑ آئے گا حامد تم کو۔"۔

"امی آپی آگئیں۔۔۔" نوشین نے چہکتے کچن میں گھستے کہا تو ثریا بیگم سب کام چھوڑ کے باہر اپنی بیٹی اور داماد کے استقبال کے لیے بھاگیں جب کہ دریہ اپنا حلیہ دیکھ کے اپنے کمرے کی جانب گئی کہ اس طرح کے حلیے میں کیسی ملتی ان سے۔

جلدی سے فریش ہو کے آئی اور نیچے جا کہ صائمہ سے ملی جو بس مروتاً مسکرا کے ملی۔ تھوڑی دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد ثریا بیگم نے دریہ اور نوشین کو کھانا لگانے کا کہا تو وہ دونوں اٹھ گئیں۔

"تمہاری بھابھی کافی چھوٹی نہیں تمہارے بھائی سے۔" دریہ کے وہاں سے جانے کے بعد صائمہ کا شوہر اس سے بولا تو صائمہ نے گھورا۔

"تم بس مجھ پہ توجہ دیا کرو دوسروں کو بیویوں پہ نہیں ۔" صائمہ نے برا مناتے کہا تو اس کا شوہر ہلکا سا ہنس دیا ۔

"تم پہ ہی توجہ دیتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسروں کی بیویوں پہ نہیں اور بات میں نے تمہارے بھائی کی بیوی کی تھی ۔"

اس نے صائمہ کا ہاتھ پکڑے چاہت سے کہا ۔

****

کھانے کے دوران بھی ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی جبکہ دریہ نے ایک حسرت بھری نظر اپنے شوہر پہ ڈالی کہ وہ بھی اس سے ایسے باتیں کریں لیکن وہ بس ان کی باتوں پہ مسکرائی جا رہا تھا ۔

"تم پہلے کیوں نہیں آئی میں نے تمھیں کہا تھا کہ چکر لگاؤ ادھر کا اتنی یاد آتی ہے تمہاری ۔" کھانے کے دوران ثریا بیگم نے صائمہ سے شکوہ کیا ۔

"امی وہ ہارون زرا بزی تھے نا اسی لیے اور پھر ہمیں دعوتوں سے کہاں فرصت ملتی ہے کہ کہیں اور آئیں جائیں ۔" صائمہ نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو دریہ کو تھوڑی دیر پہلے اپنی اور ثریا بیگم کی

www.urdunovelsmania.com

گفتگو یاد آئی جس میں وہ اسے گھر نا جانے کا کہہ رہی تھیں اور اب اپنی ہی بیٹی کو وہ اپنے پاس بلا رہی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے، لیکن اگلی بار جلدی چکر لگانا میں اداس ہو جاتی ہیں تمہارے بنا۔"
انہوں نے مسکرا کے کہا تو سب بھی مسکرا دیے۔

جب وہ لوگ تھوڑی دیر اور ٹھہر کے چلے گئے تو دریہ کاموں سے فارغ ہو کے کمرے میں آئی، کمرے کی لائٹ بند دیکھ کے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ حامد سونے کے لیے لیٹ چکا ہے تو وہ بھی آرام دہ کپڑے پہن کے آ گئی اور اب دریہ سوچنے لگی کہ کیا اس کی ماں نہیں اداس ہوتی ہو گی اس کا سوچ کے، ثریا بیگم جانتے ہوئے بھی اس کو وہاں جانے کو نہیں کہہ رہی تھیں جبکہ اپنی بیٹی سے وہ اداسی کی بات کر رہی تھیں، دریہ تو تھی بھی اکیلی بیٹی تو کیا اس کی ماں کا دل نہیں کرتا ہو گا اس کو دیکھنے کا وہ تو روز اس کو کال کرتیں تھیں اور اس کی خیریت پوچھتی تھیں اور آنے کا بھی پوچھتیں کہ کب آؤ گی جبکہ وہ ٹال دیتی کسی نا کسی بہانے۔
اس نے کروٹ حامد کی طرف لی جو آنکھوں پہ بازو رکھے شاید سو رہا تھا۔

"حامد! آپ بات کیوں نہیں کرتے۔"
تھوڑے توقف کے بعد دریہ نے آہستہ آواز میں پوچھا۔

"کس سے۔۔۔؟"جواب فوری آیا تو دریہ نے حیرت سے اسے دیکھا مطلب وہ سو نہیں رہا تھا۔

"مجھ سے یا کسی سے بھی۔"

تھوڑی دیر بعد پھر بولی۔

"میں زیادہ نہیں بولتا۔"سنجیدگی سے جواب دیا۔

"لیکن آپ مجھ سے تو زیادہ بات کر لیا کریں، آپ نے صائمہ آپی کے ہزبینڈ کو دیکھا تھا کیسے وہ ان سے باتیں کر رہے تھے جبکہ آپ نے مجھے مخاطب تک نہیں کیا تھا ان کے سامنے۔"

نا چاہتے ہوئے بھی دریہ کی زبان سے شکوہ نکل گیا تو حامد نے آنکھوں سے بازو ہٹا کے دریہ کو دیکھا جو اب سیدھا لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

"میں نے پہلے بھی بتایا تھا مجھے زیادہ بات کرنا نہیں پسند۔"اتنا کہہ کے وہ دوسری طرف کروٹ لے گیا جبکہ دریہ اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"سو جاؤ صبح یونیورسٹی بھی جانا ہے تم نے۔"

دریہ ابھی بھی کہیں سوچوں میں گم تھی جب حامد کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی، آہستہ سے اس کی طرف کروٹ لیے آنکھیں موند گئی۔

****

اگلے دن یونیورسٹی سے آنے کے بعد دریہ تھوڑی دیر کے لیے سوگئی، کل کی کافی تھکن تھی سو آرام کرنے لگی۔

حامد ابھی آفس میں تھا، دریہ کی نیند میں خلل موبائل کی آواز نے ڈالا ہاتھ سے ٹٹولنے پہ اپنے نیچے سے موبائل برآمد ہوا، ایسے ہی نیند میں موبائل کو کان سے لگایا۔

"کیا کررہی ہو ابھی۔" دوسری جانب سے حامد کی سنجیدہ سی آواز ابھری تو دریہ نے موبائل کان سے ہٹا کے نمبر دیکھا جو حامد کا ہی تھا۔ فوراً اٹھ کے بیٹھ گئی اور دوپٹہ صحیح سے لیا۔

"میں ابھی، کچھ بھی نہیں تھکی تھی تو سوگئی یونیورسٹی سے آتے ہی۔" گھڑی میں ٹائم دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہے تھے۔

"اچھا ایسا کرو میرے آنے تک تیار ہو جانا۔" تھوڑی دیر بعد حامد نے کہا۔

"کہیں جانا ہے کیا؟" اس نے نارملی پوچھا۔

"ہاں۔۔۔" ایک لفظی جواب۔

"ٹھیک ہے میں امی کو بتا دیتی ہوں وہ بھی تیار ہو جائیں گی پھر وقت پہ، کب تک جانا ہے؟" دریہ نے بیڈ سے نیچے پاؤں اتارتے کہا، ارادہ امی کے پاس جانے کا تھا لیکن اگلے ہی پل اس کے باہر جاتے قدم تھم گئے۔

"پاگل لڑکی، امی کا کیا کام وہاں پہ۔" حامد نے جھنجھلا کے کہا۔

"آپ نے ہی تو کہا کہ کہیں جانا ہے تو امی بھی ساتھ ہی جاتی ہیں۔" دریہ نے پچھلی بار کی دعوت کا حوالہ دیتے کہا کیونکہ تب امی بھی ساتھ تھیں۔

"وہ فیملی ڈنر تھا لیکن یہ بس ہم دونوں کے لیے ہے، میرے آنے تک تیار رہنا ٹھیک ہے۔"

اس کا جواب سنے بغیر وہ کال کاٹ چکا تھا جبکہ دریہ اب تذبذب کا شکار تھی کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں کیونکہ پہلے تو وہ کبھی بھی نہیں ایسے گئے تھے یا شاید اب حامد کو احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے اور دریہ کے درمیان تکلف کی دیوار ختم کر دے۔

اپنی سوچوں کو جھٹک کے وہ نیچے آئی جہاں ثریا بیگم اپنی بیٹی صائمہ سے بات کر رہی تھیں، دریہ بھی خاموشی سے ان کے پاس جا کہ بیٹھ گئی اور مسکرا کر دیکھنے لگی۔

پانچ منٹ میں وہ اپنی بات ختم کر چکی تھیں۔

"کیا بات ہے۔۔۔۔" انہوں نے دریہ سے پوچھا جو اپنی انگلیوں کو مسلنے میں مصروف تھی۔

"وہ حامد کی کال آئی تھی کہہ رہے تھے کہ۔۔۔۔" ابھی وہ کہہ رہی تھی کہ ثریا بیگم نے اس کی بات کو بیچ میں ہی کاٹ دیا۔

"جانتی ہوں تم تھوڑی دیر بعد تیار ہو جانا پھر حامد آئے گا تو اس کے ساتھ چلی جانا تب تک نوشین بھی اکیڈمی سے آجاتی ہے وہ بھی تمہاری تیاری میں مدد کروا دے گی۔" انہوں نے مسکرا کے کہا تو دریہ عجیب سی خوشی ہوئی۔

وہ مسکراتی سر ہلا کے روم میں آئی اور الماری سے کپڑے دیکھنے لگی ثریا بیگم کے نرم لہجے سے اس کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

اب وہ اپنے کپڑے ڈھونڈنے لگی کہ کیا پہنے حامد کی پسند کا بھی نہیں پتا تھا تو سوچا کہ نوشین کے آنے کے بعد اس سے حامد کی پسند پوچھے گی اور اس کے مطابق تیار ہوگی۔

****

آفس سے آکے وہ لان میں بیٹھا شام کی چائے ہی رہا تھا آج وہ جلدی ہی گھر آگیا تھا، ابھی ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

"تم نے کب ملنے جانا ہے اس سے، وہ انتظار کر رہی ہوگی تمہارا کافی دن ہو گئے ہیں تمہیں آئے کو۔" شائستہ بیگم نے جب ارمان کو لان میں اکیلے بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آکے دریہ سے ملنے کا پوچھا۔

"آج کل آفس میں مصروفیات ہیں تو جیسے ہی وقت ملے گا اس سے ملنے جاؤں گا، آپ بھی چلیئے گا اس طرح میرا اکیلا جانا اچھا نہیں لگتا۔" چائے کے کپ کو لبوں سے لگاتے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے میں بھی چلوں گی ساتھ، جب سے شادی ہوئی ہے ایک بار بھی ملنے یہاں نہیں آئی، بہت یاد آتی ہے اس کی۔" انھوں نے اداسی سے مسکرا کے کہا۔

شادی سے پہلے دریہ دن میں ضرور ادھر کا چکر لگاتی تھی، اب اس کے جانے سے اداسی تو چھائی ہی تھی۔

****

جب نوشین گھر آئی تو دریہ نے اس سے حامد کی پسند کے بارے میں پوچھا جس پہ اس نے کہا ہہ بھائی کو لائٹ کلر پسند ہیں تو اسی کو سوچتے دریہ نے ہلکا سبز رنگ کا جوڑا نکالا اور تیار ہونے لگی۔

"یہ نا پہنیں۔" جب دریہ ہاتھوں میں چوڑیاں پہننے لگی تو نوشین نے ٹوک دیا جس پہ دریہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیوں؟ اتنی اچھی تو ہیں۔" مسکرا کے کہتی اپنی کلائیوں میں چوڑیاں پہننے لگی۔

"بھائی کو پسند نہیں ہیں یہ۔ "اس کو پہنتے دیکھ نوشین نے کہا تو دریہ نے ایک نظر اپنی سونی کلائیوں کو دیکھا پھر نوشین کو اور پھر مسکرا کے چوڑیوں کو ان کی جگہ واپس رکھ دیا۔

"ماشاءاللہ آپ تو سادگی میں بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں آپی۔ "نوشین نے مسکراتے کہا تو دریہ بلش کر گئی، تبھی حامد کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو دریہ خود پہ شال اچھے سے اوڑھتے اس کو خدا حافظ کہتی نیچے ثریا بیگم سے مل کے باہر نکلی جہاں حامد باہر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔
اسے مسکرا کے سلام کرتی وہ گاڑی میں بیٹھی تو حامد بھی اس کے بیٹھنے پہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی اپنی راہ کی طرف موڑ لی۔

ریسٹورنٹ میں حامد نے پہلے ہی ٹیبل بک کراوایا تھا ان کے جانے پہ حامد کے کھانا آرڈر کیا۔
کھانے کے دوران بھی حامد نے دریہ سے ہلکی پھلکی باتیں کی، سب سے زیادہ خوشی دریہ کو تب ہوئی جب حامد نے دریہ کی تعریف کی کہ وہ آج اس کلر میں اچھی لگ رہی تھی۔
دریہ کی خوشی تو ایسے تھی جیسے ساری تیاری کی محنت موصول ہو گئی۔

کھانے کے بعد حامد اس کو لانگ ڈرائیو پہ لے گیا، ایک بھرپور شام گزارنے کے بعد وہ دونوں رات کے تقریباً بارہ بجے واپس آئے تھے۔

"میں آج بہت تھک گئی اب میں بس سوؤں گی۔" روم میں جاتے ہی دریہ نے چینج کیا اور بیڈ پہ لیٹتے ہوئے کہا تو حامد مسکرا دیا۔

"سو جاؤ میں نے کوئی پابندی لگائی ہے کیا؟" اس کے کہنے پہ دریہ نے ایک بار کمفرٹر سے اپنا منہ نکال کے حامد کو گھورا اور پھر سر جھٹک کے سونے کی تیاری کرنے لگی۔

"آپ بہت اچھے ہیں حامد۔" حامد بھی جب اپنی سائیڈ پہ آ کے لیٹا تو اس کے کان میں دریہ کی آواز گونجی۔

"یہ تمہیں ابھی یاد آیا، سارا وقت گزارنے کے بعد۔" خفگی سے کہا۔

"دیر آئے درست آئے۔" وہ بھی اطمینان سے بولی تو حامد ہلکا سا ہنس دیا۔

****

اگلے دن یونیورسٹی میں ان کو سر نے ایک اسائنمنٹ دی تھی جو ان کو بس دو دنوں میں جمع کروانی تھی، دو دنوں کا سن کے سب سٹوڈینٹس کے ہوش اڑ گئے لیکن کرتے بھی کیا جس سر نے ان کو اسائنمنٹ دی تھی وہ تھے بھی بہت کھڑوس اسی لیے سب کو وہ ماننا پڑا تھا۔

"یار یہ بہت کم ٹائم ہے اور اتنی زیادہ اسائمنٹ سر نے ہمیں اسائن کی ہے نا میں تو کرتے کرتے اوپر پہنچ جاؤں گی۔" دریہ نے رونی شکل بنا کے کہا تو اصل مشکل تو اسے تھی پہلے گھر کے کام جاتے ہی پھر جا کے رات کو وقت ملتا پڑھنے کا لیکن تب بھی حامد آ جاتا تو اس کے چھوٹے موٹے کام۔

"کام کرنے سے ہمیشہ پہلے تو نے ایک بار اوپر ہی جانا ہوتا۔" سحر نے طنزیہ کہا۔

"یار واقعی، میرے لیے مشکل ہے لیکن میں کوشش ضرور کروں گی۔" دریہ نے ہمت باندھتے کہا۔

"یار ایسا کر کہ دو تین دن کے لیے ادھر امی کے گھر آ جا پھر اپنا کام بھی کر لینا بغیر رکاوٹ کے۔" اس وقت وہ دونوں یونیورسٹی کے گارڈن میں کتابیں اپنے سامنے پھیلائے بیٹھیں تھی۔

"نہیں یار، شاید اجازت نہ ملے ویسے بھی امی نے کہا تھا کہ تھوڑے دنوں بعد حامد خود لے جائیں گے مجھے ماما کے پاس۔" چپس کے پیکٹ سے چپس نکالتے ساتھ ساتھ کھا بھی رہی تھی۔

"ہاں یہ بھی ہے۔" اس نے سمجھتے سر ہلایا۔

"چلو ابھی تو کلاس لیں جا کے ورنہ سر نے اندر گھسنے نہیں دینا، یہ بھی ظلم کرنا ہوتا یونیورسٹی والوں نے کہ ایک سر کے دو لیکچرز رکھ دیتے، زرا ترس نہیں آتا ان کو ہم پہ۔" سحر نے اٹھتے افسوس سے کہا تو وہ دونوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف گئیں۔

****

"ارمان بھائی! آپ نے سموکنگ کب شروع کر دی؟" ارمان اس وقت اپنی بالکنی میں کھڑا تھا جب پیچھے سے ہدا کی حیران کن آواز ابھری، اس کی آواز پہ جلدی سے ارمان نے سیگریٹ نیچے پھینک کے پاؤں تلے مسلا۔

"بس کبھی کبھی پی لیتا ہوں زیادہ عادت نہیں ہے۔" ارمان نے عام سے لہجے میں کہہ کے ہدا کو اپنے پاس صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"عادت نہیں ہے لیکن عادت بن جاتی ہے۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا کیونکہ اس کے پاؤں کے پاس وہ اور سیگریٹ کے ٹکڑے دیکھ چکی تھی اسے حیرت کے مارے جھٹکا بھی لگا تھا کہ بھائی اتنا سیگریٹ پینے لگ گئے۔

"نہیں بنتی، تم بتاؤ کیسے آنا ہوا۔" بات کو ٹالتے اس نے آنے کی وجہ جانی تو ہدا نے شکوہ کناں نظروں سے گھورا۔

"کیا میں کسی کام سے ہی آ سکتی ہوں آپ کے پاس۔" آنکھیں گھما کے کہا۔

"ہاں بالکل کیونکہ اب تم ساری باتیں اپنے شوہر سے کرنے لگ گئی ہو۔" ارمان نے جان بوجھ کے تنگ کیا تو ہدا گڑبڑا گئی۔

"ویسے میں ابھی بھی کام کے سلسلے میں ہی آئی تھی اور وہاں میں اتنا بھی بات نہیں کرتی ان سے جو آپ مجھے طعنے مار رہے ہے۔" گردن اکڑا کے جواب دیا۔

"اچھا لیکن سالار نے کہا تھا کہ تم بہت بات کرتی ہو اس سے۔" ارمان نے حیران ہوتے سنجیدگی سے کہا تو ہدا کی آنکھیں پھیل گئی۔

"جھوٹ بول رہے ہیں وہ اور ویسے بھی ان کی کلاس میرے ہاتھوں لگ جائے گی آپ میرا کام سنیں۔" نروٹھے پن سے کہتی اپنی بات پہ آئی۔

"وہ مجھے کچھ نوٹس چاہیے تھے تو کیا آپ مجھے لائبریری لے جائیں گے؟" ہدا نے لاڈ سے ارمان کے بازو میں بازو ڈالتے کہا تو اس نے گھورا۔

"مسکے لگوالو تم سے بس، سالار کا اللہ ہی حافظ ہے جو تم اس کو مل رہی ہو۔" ارمان نے افسوس سے کہا تو ہدا نے صدمے سے اپنے بھائی کو دیکھا جو اس کا ساتھ دینے کے بجائے اس کے شوہر کی سائیڈ لے رہا تھا۔

"ہا! آپ کتنے برے ہیں بھائی بجائے میری سائیڈ لینے کے آپ ان سڑے کریلے کی سائیڈ لے رہے ہیں۔" ہدا صدمے سے چیختی ہوئی ارمان کے پیچھے جا کہ کھڑی ہوئی جواب چینج کرنے کے لیے کپڑے نکال رہا تھا۔

"واقعی وہ سڑا ہوا کریلا ہے؟" ارمان نے ڈرامائی انداز میں پوچھا۔

"اور نہیں تو کیا، ایک نمبر کے سڑی مرچ جب دیکھو منہ پہ بارہ بجے ہوتے ہیں مسکرانا تو جیسے آتا ہی نہیں، ایک بار بھی نہیں کہا کہ آؤ ہدا تمہیں ڈیٹ پہ لے جاؤں۔"

ہدا نے جب ارمان کو سالار کی سائیڈ لیتے دیکھا تو اپنے سے ساری باتیں بنا کے اس کی برائیاں کرنے لگی یہ جانے بغیر کوئی اس کی یہ گوہر فشانیاں چہرے پہ گہری مسکان سجائے دلچسپی سے سن رہا ہے۔

ارمان اور ہدا بہن بھائی کم اور دوست زیادہ تھے تو اسی لیے ہدا اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے اس کی دوست ہو سامنے۔

"تمہیں اس سے اتنی شکایتیں ہیں حیرت ہے۔" ارمان نے حیرانگی پہ قابو پاتے کہا جبکہ وہ بھی اچھے سے جانتا تھا کہ ایسا کچھ نہیں۔

"ارے آپ کو تو کچھ پتا ہی نہیں۔" ہدا نے افسوس کرتے سر نفی میں ہلایا اور بیڈ پہ ایسے جا کہ بیٹھی جیسے کوئی بہت بڑا دکھ لگ گیا ہو۔

"ویسے ارمان یہ خوبیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں مجھے بھی نہیں تھا معلوم۔" سالار ہدا کے ساتھ بیٹھتا ارمان سے بولا تو وہ قہقہہ لگاتا باتھ روم چلا گیا۔ سالار کو ساتھ بیٹھا دیکھ ہدا کی تو سٹی گم ہو گئی۔

"مجھے ماما بلا رہی ہیں میں ان کہ بات سن کے آتی ہوں۔" پہلی فرست میں بھاگنے کی کی۔
"ارے ابھی تو آیا ہوں بیٹھو باتیں کرو ورنہ پھر بعد میں مجھے کہا جائے گا کہ میں بہت سڑی مرچ ہوں۔" اس کی کلائی پکڑ کے اپنے پاس بٹھایا تو ہدا بیٹھ کے سر جھکا گئی۔

"کس نے کہا کہ آپ سڑی مرچ ہیں، ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔" صاف مکرتے کہا۔
"اچھا شاید مجھے غلط فہمی ہوئی ہو ویسے کیا خیال ہے آج ڈیٹ پہ چلیں۔" اس کا ہاتھ پکڑتے اس کو ارمان کے روم باہر لایا اور لان کی طرف جانے لگا۔

"ڈ۔۔۔ ڈیٹ پہ؟" ہدا نے حلق تر کرتے کہا۔
"ہاں ڈیٹ پہ پھر وہی سے رخصت کرا لوں گا تم کو تو پھر میرے ان رومانٹک ہونے کی شکایت بھی نہیں رہے گی۔" سالار نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے سنجیدگی سے کہا تو وہ شرم سے لال ہو گئی۔

"سالار یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ مزاق کر رہے ہیں ناں۔" ہدا نے ڈھرکتے دل کے ساتھ مسکرانے کی سعی کرتے پوچھا۔

"تمہیں کہیں سے لگ رہا ہے کہ میں مزاق کر رہا ہوں۔" اب کی بار اس نے ہاتھ پہ دباؤ ڈال کے کہا تو ہدا نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جو واقعی سنجیدگی لیے تھا۔

"آپ مجھے ڈرا رہے ہیں، مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ کہیں۔" ہدا نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن چھڑا نا پائی۔

"میں تو پیار کرنے کا کہہ رہا ہوں لیکن تم ڈر رہی ہو، تمہیں ہی مجھ سے شکوہ تھا نا کہ میں تمہیں ڈیٹ پہ نہیں لے کے جاتا لیکن اب تو میں رخصت کر کے لے جاؤں گا، وہ بھی آج ہی۔"
سالار نے اس کے کان کی جانب جھک کے سرگوشیانہ انداز میں کہہ کے اس کی کان کو چوم لیا تو ہدا کانپ کے رہ گئی۔

"سالار کوئی دیکھ لے گا، پیچھے ہوں۔" جب سالار اس کے بالوں کی خوشبو کو محسوس کرتا خود کو گم کرنے لگا تو ہدا نے اس کے سینے پہ ایک ہاتھ رکھ کے پیچھے کرنا چاہا جبکہ دوسرا ہاتھ ابھی بھی سالار کے ہاتھ میں تھا۔

"پیچھے ہٹنے کے لیے کون آگے بڑھتا۔" اس کی گال کو ہاتھ کے پوروں سے نرمی سے چھو کر کہا ہدا کے دل نے سپیڈ پکڑی۔

"تمھیں پتا ہے جب تم اپنے کان میں یہ پہنتی ہو تو کتنی حسین لگتی ہو۔"

اس کے کان میں پہنے جھمکے کو چھیڑتے کہا تو وہ شرم سے خود میں سمٹی۔

"ار۔۔۔ ارمان بھائی آجائیں گے۔" ہدا نے آخری کوشش کی تو سالار ہوش میں آیا کہ وہ اپنے روم میں نہیں، اس سے پیچھے ہٹا تو ہدا نے سکھ کا سانس لیا اور سوچنے لگی کہ ان کو کیا ہو گیا ہے آج جو رومانس کا بھوت سر پہ سوار ہو گیا۔

"میں تو بھول گیا تھا کہ میں سسرال میں موجود ہوں۔" سالار نے سر کھجا کے کہا۔

"میں اب جاؤں؟" ہدا نے جھجھک کے پوچھا۔۔

"اگر میں کہوں کہ نہیں تو کیا نہیں جاؤ گی؟" سالار نے آبرو اچکا کے پوچھا تو ہدا بوکھلا گئی۔

"نہیں، میں نے ایسا تو نہیں کہا دراصل مجھے کام ہیں۔" ہدا نے کھڑے ہوتے کہا اور اندر بھاگنے لگی لیکن سالار کی آواز پہ رک گئی۔

"ڈیٹ پہ چلو گی آج رات؟" پیار سے پوچھا گیا۔

"امی نہیں نکلنے دیں گی۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"سہیلی سے ملنے کا بہانہ کرلینا۔" جواب بھی شرارت سے دیا گیا۔

"پوچھ کے بتاؤں گی۔" کہتی وہ اندر بھاگی۔

"انتظار کروں گا۔" اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے کہا اور قہقہہ لگا اٹھا۔

****

سالار کے آنے سے ارمان نے ہدا کو اس کے ساتھ ہی بھیج دیا اور خود آفس کے کام سے اعجاز چچا کے گھر آگیا۔

ابھی وہ لاؤنج میں داخل ہو کے بیٹھا ہی تھا کہ عیشاء بھی لاؤنج میں داخل ہوئی اور سلام کر کے اس سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گئی۔

"کیسے ہیں آپ؟" عیشاء نے مسکرا کے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں، بابا کو بولو جلدی سے آئیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" گھڑی میں ٹائم دیکھ کہ کہا تو وہ سر ہلا کے اپنے بابا کے روم کی طرف گئی جب رستے میں ہی فرخندہ بیگم نے روک لیا۔

"کون آیا ہے؟" انہوں نے لاؤنج کی طرف جھانکتے پوچھا۔

"ارمان بھائی آئے ہیں، بابا کو بلانے کا کہہ رہے ہیں۔" عیشاء بتا کے جانے لگی جب انہوں نے ایک بار پھر اس کا راستہ روکا۔

"بابا کو میں بلالوں گی تم جاؤ ابھی کمرے میں۔" اس کو روم میں بھیج کے خود لاؤنج میں ارمان کے پاس آ گئیں۔

"کیسے ہو ارمان؟ جب سے آئے ہو اپنی کوئی خبر ہی نہیں دی تم نے۔" انہوں نے اس سے کچھ فاصلے پہ بیٹھتے کہا تو ارمان مسکرا کے اپنا حال احوال بتایا۔

"ویسے دریہ نے اچھا نہیں کیا۔" تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد فرخندہ بیگم نے افسوس سے کہا تو ارمان نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"کیا اچھا نہیں کیا درے نے؟" ارمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہی کہ اس نے تمہیں چننے کے بجائے حامد کو کیوں چنا، جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ تم اسے پسند کرتے ہو اور بھابھی بھی اس کو اپنی بہو بنانے والی تھیں۔" انہوں نے آنکھیں گھما کے برا سا منہ بناتے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے چچی، ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں تھا اور آپ یہ بات ذہن سے نکال دیں کہ میں نے کبھی درے سے یا کسی اور سے ایسی بات کی ہو تو آئندہ خیال رکھیے گا اس بات کا۔" ارمان نے سرد لہجے میں کہا اور بغیر اعجاز صاحب سے ملے واپس لوٹ آیا، چچی کی باتیں وہ جانتا تھا کہ جھوٹ بول رہی ہیں لیکن پھر بھی اس کے دل کو سکون نہیں مل رہا تھا دریہ کا نام حامد کے نام کے ساتھ سن کے، ابھی بھی وہ خود کو ریلیکس کرنے کے لیے ایک پارک میں آگیا اور اکیلا ٹہلنے لگا اور پھر سے سیگریٹ پینا شروع کر دیا۔

****

سر کو وقت پہ اسائمنٹ دینے کی وجہ سے دریہ نے بہت کوشش کی کہ دن میں وقت نکال پائے لیکن گھر کے کاموں سے فرصت کہاں تھی اسی لیے رات کو بیٹھ جاتی تھی کتابیں لے کے، حامد کو عادت نہیں تھی روشنی میں سونے کی تو دریہ اس بات کا خیال رکھتے صوفے پہ جا کے بیٹھ کے پاس لائٹ کا انتظام کر کے پڑھتی تھی۔

لیکن ابھی تک حامد نہیں آیا تھا تو بیڈ پہ اپنے نوٹس پھیلائے بیٹھی کام کرنے میں مصروف تھی کل اس کو اسائمنٹ جمع کروانی تھی، رات کے دس بج رہے تھے اور حامد آج گھر آنے میں لیٹ ہو گیا تھا۔

ان دو دنوں میں حامد نے اپنا رویہ تبدیل رکھا تھا دریہ کے ساتھ اب وہ اس سے بات کر لیا کرتا گا اور درے کو تو موقع چاہیے ہوتا تھا بولنے کا تو وہ بھی اس سے اپنی یونیورسٹی کی باتیں شئیر کرتی، تھوڑی دیر گزری تو حامد روم میں داخل ہوا اس کو دیکھ کے دریہ بیڈ سے اٹھی۔

"کھانا لاؤ آپ کے لیے۔" اس کا بیگ پکڑتے اس کی جگہ پہ رکھتے پوچھا تو حامد نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں وہ تو میں کھا چکا ہوں۔" اتنا جواب ڈے کہ اپنی سائیڈ پہ آ کے لیٹ گیا۔

"آپ چینج کر لیں۔" اس کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھتے کہا تو وہ بس سر ہلا گیا۔

دریہ پھر سے نوٹس لے کے بیٹھ گئی تھوڑی دیر بعد حامد نے آگے ہو کے اس کے نوٹس سائیڈ پہ کیے تو دریہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"کچھ چاہیے آپ کو؟" اس کو اس طرح سے اپنی چیزیں سمٹتا دیکھ وہ بولی۔

"ہاں! ابھی تم اس سب کو چھوڑو اور مجھ پہ توجہ دو۔" دریہ کا ہاتھ پکڑتے اپنے قریب کرتے کہا تو وہ گلنار سا چہرہ لیے اس کو دیکھنے لگی۔

"حامد میری ابھی اسائمنٹ پڑی ہے بہت زیادہ اور اس کو کل دینا بھی ہے مجھے دیر ہو جائے گی۔" اس نے بیچارگی سے کہہ کے اپنا آپ چھڑانا چاہا جب حامد نے آنکھیں دیکھائی۔

"بعد میں سب ابھی صرف میں۔"

****

مسلسل الارم کی آواز سے دریہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ٹائم دیکھنے کی کوشش کرنے لگی، موبائل پہ ٹائم دیکھا تو رات کے تین بج رہے تھے اپنے برابر میں سوتے حامد کو ایک نظر دیکھتے فریش ہونے چلی گئی، فریش ہو کے باہر آئی اور اپنی چیزیں پکڑ کے وہی بیڈ پہ ہی بیٹھ گئی۔۔۔ پہلے ہی دیر ہو چکی تھی اور یہ سب سمٹ بھی صبح کے لیکچر میں کروانا تھا۔

باقی ساری رات وہ اپنی اسائنمنٹ میں لگی رہی، صبح جب حامد اٹھا تو اس کی نظر بیڈ پہ بیٹھی دریہ پہ گئی جو بیٹھ پہ ہی سو گئی تھی، سر ایک جانب لڑھک گیا تھا اور ہاتھ میں پین ابھی بھی موجود تھا بال بھی آگے کو آئے تھے۔

حامد اٹھا اور واشروم میں جا کے بند ہو گیا، دروازے کی بند ہونے کی آواز پہ دریہ کی آنکھ کھلی جو ابھی آدھے گھنٹے پہلے ہی سوئی تھی، فٹافٹ ٹائم کو دیکھتے اٹھی اور اپنی چیزیں سمیٹیں، آنکھوں میں نیند واضح تھی، اس کا ارادہ تھا اب کہ پہلا لیکچر لے کے سر کو اسائنمنٹ جمع کروا کے واپس آجائے گی اور اپنی نیند پوری کرے گی۔
حامد کے کپڑے نکال کے اپنے بھی نکالے اور نیچے ناشتہ بنانے چلی گئی۔

حامد کی امی کے ساتھ مل کے ناشتہ بنایا اور اوپر اپنے کمرے کی طرف آئی جہاں حامد اب تیار سا کھڑا تھا شیشے کے آگے۔

"حامد کیا آپ مجھے دس بجے لینے آجائیں گے یونیورسٹی سے ؟" اس کے پاس جاتے پوچھا۔

"خیریت۔۔۔!" اس نے ابرو آچکائے۔

"جی، میں بہت تھکی ہوں تو سوچ رہی تھی کہ پہلا لیکچر لینے کے بعد گھر آجاؤں گی اور آرام کر لوں گی۔" اس نے وضاحت دی تو حامد سمجھ کے سر ہلا گیا۔

"ٹھیک ہے آجاؤں گا ویسے بھی میں نے آج ایک میٹنگ کے لیے جانا تھا تو چکر بھی لگنا تھا میرا گھر پہ۔" اس نے کہہ کے دریہ کو پاس کرتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے اور نیچے اسے ساتھ لیے ناشتے کی ٹیبل آیا۔

ناشتہ کرکے اسے یونیورسٹی چھوڑا اور خود آفس کے لیے نکل پڑا۔

سر کلاس میں اینٹر ہوئے تو ساری کلاس میں جیسے سانپ سونگھ گیا، سب سے پہلے انہوں نے تمام سٹوڈینٹس سے اسائمنٹ لیں اور پھر ان کے سروں پہ بم پھوڑا کہ جس نے جوٹاپک تیار کیا تھا اب اسی پہ سب پریزنٹیشن دیں گے۔

لیکچر ختم ہونے کے بعد دریہ نے حامد کو کال کی کہ اسے لے جائے تو تھوڑی دیر کا کہہ کے کال بند کر گیا
۔

کلاس لینے کے بجائے دریہ گراؤنڈ میں واک کرنے لگی اور اپنے اور حامد کے رشتے کے بارے میں سوچنے لگی، پہلے اس نے ارمان کو اپنا آئیڈیل مانا تھا لیکن وہ وہ اب اسے ایک اٹریکشن سمجھتی تھی، اور اب وہ اپنے حقیقت میں بجے رشتے سے خوش تھی جو حامد کے ساتھ جڑا تھا وہ جانتی تھی کہ ثریا بیگم مزاج کی تھوڑی تیز ہیں اور حامد غصے کا تیز لیکن اسے یقین تھا کہ آہستہ آہستہ اپنا مقام بنا لے گی ان کے دلوں میں، پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد حامد دریہ کو لینے آ گیا۔

دریہ تھکی تھی تو اس نے بات نہ کی اور آنکھیں موند کے سیٹ کی بیک سے سر ٹکا لیا، گھر پہنے تو دریہ سب کو سلام کر کے روم میں آئی اور فریش ہونے چلی گئی، حامد ابھی اپنی ماں کے پاس ہی تھا۔
دریہ اپنے لیے چائے بنانے کچن میں گئی کہ تھوڑا سکون ملے چائے پی کہ جبکہ حامد روم میں گیا اور اوپر سے دریہ کو آواز دی۔

"میری بلیو شرٹ؟" اس کو روم میں داخل ہوتے دیکھ حامد نے کہا تو دریہ اچھا کہہ کے کبرڈ کی طرف ہوئی اور اس کی بلیو شرٹ جلدی سے نکال کے باہر ہینگ کر دی کہ وہ واشروم سے نکلنے کے بعد پہن لے اور خود ثریا بیگم کی آواز پہ نیچے بھاگی۔

تھوڑی دیر میں دریہ واپس آئی تو حامد کو شرٹ کو گھورتا پایا۔

"حامد کیا ہوا ابھی تک تیار نہیں ہوئے دیر ہو رہی ہے آپ کو۔" دریہ نے بکھری چیزیں سمیٹتے کہا جبکہ حامد اب شرٹ کے بجائے دریہ کو ماتھے پہ بل لیے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو پتا ہے میں نے آج اپنی اسائمنٹ جمع کروائی تو سر نے میری بہت تعریف کی اور پھر سر نے بعد میں پریزنٹیشن بھی دے دی اور وہ بھی پرسوں کے لیے، ویسے مجھے تیاری تو ہے لیکن جب آپ واپس آئیں گے نا تب میں آپ کو اپنی پریزنٹیشن دے کے دکھاؤں گی پھر آپ مجھے بتائیے گا کہ کہاں سے غلطی ہے، مجھے تو ابھی سے بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

چیزیں سمیٹتے ساتھ ساتھ وہ خوشی سے آج کی اسائمنٹ کا بتا رہی تھی جو اس نے مسلسل تین راتیں جاگ کے بنائی تھی اور اس کے ساتھ ہی سر نے پریزنٹیشن کا بھی کہہ دیا تھا جس کے لیے بہت اکسائیٹڈ تھی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"یہ شرٹ کس نے پریس کی۔" اس کی باتوں کو اگنور کر کے ماتھے پہ بل لیے بس یہ جملہ ادا کیا تو دریہ اس کے لہجے پہ بغیر غور کیے حامد کی طرف گھومی اور شرٹ کو دیکھا۔

"یہ شرٹ تو میں نے۔۔۔۔۔"

چٹاخ!!

ابھی وہ پورا جملہ کہتی کہ حامد کا بھاری ہاتھ اٹھا تھا اور دریہ کے نازک گال پہ اپنے نشان چھوڑ گیا، اس کے تھپڑ کو نا برداشت کرتے وہ بیڈ پہ جا گری اور صدمے سے اپنی گال پہ ہاتھ رکھتے آنکھوں میں نمی لیے نا سمجھی سے حامد کو دیکھا جو غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"آئیندہ جتنا پوچھوں اتنا بولا کرنا، زیادہ بولنے والوں سے نفرت ہے مجھے اور یہ شرٹ پکڑو جب کوئی کام کرنا نہیں آتا تو کیوں کرتی ہو جاہل کہیں کی۔"
اس کے سر پہ کھڑے اس نے غرا کے کہا اور اس کے منہ پہ شرٹ پھینکی جب کہ دریہ ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ حامد کو کیا ہوا جو اس نے اس پہ ہاتھ اٹھایا کونسی غلطی ہوئی اس سے پھر اس کی نظر شرٹ کی بیک پہ گئی جس کا پچھلا حصہ اچھا خاصا جلا ہوا تھا۔

حامد کی آفس میں کسی سے بحث ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت غصے میں تھا اور دریہ کا مسلسل بولنا اسے اور چڑا گیا اور بغیر اس کی بات سنے ایک تھپڑ مار دیا جبکہ وہ تو اس کو پوری بات بتانے والی تھی کہ وہ شرٹ اس نے نوشین کو دی تھی پریس کرنے کے لیے تب وہ خود ثریا بیگم کے ساتھ کچن میں تھی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

وہی بیٹھے بیٹھے دریہ کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے اور شدت سے رو دی، آج تک کسی نے اس کے ساتھ ایسا رویہ نہیں رکھا تھا اگر کچھ غلط کر بھی دیتی تو سب اسے کبھی ڈانٹ کے کبھی پیار سے سمجھاتے لیکن ان کی ڈانٹ میں بھی پیار ہی شامل ہوتا تھا۔

حامد اس کو ایسا ہی چھوڑ کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

دریہ کو آج شدت سے اپنی ماں کی یاد آئی تھی کہ کیسے وہ اسے سمجھاتی تھی پیار کرتی تھیں، حامد کا دو دن کا رویہ اسے سوچنے پہ مجبور کر گیا تھا کہ اس کے ماں باپ نے اس کے لیے بہترین ہمسفر چنا ہے لیکن آج کا رویہ!! بغیر کسی بات پہ اس پہ ہاتھ اٹھا دیا، اس نے اب سوچ لیا تھا کہ جیسے حامد کو پسند ہوگا ویسے رہے گی اس کے بلانے پہ ہی بات کرے گی ورنہ نہیں، کچھ دو راتوں سے جاگنا اور تھکن کی وجہ سے وہی پڑی پڑی سو گئی۔

****

"ماما میں سوچ رہی تھی کہ کل دریہ سے مل آئیں میری بھی اس سے کل سے بات نہیں ہوئی تو ہم اسے سرپرائز دیں گے۔" شائستہ بیگم جب کیچن میں شام کا کھانا تیار کر رہی تھی تب ہدا کیچن میں داخل ہوتے شلف پہ بیٹھتی ہوئی بولی۔

"ہاں میں نے ارمان کو کہا تھا کہ اس سے ملنے جانا، میں ایسا کرتی ہوں کہ اس کو بھی کہتی ہوں تو کل چلتے ہیں اس سے ملنے ٹھیک ہے۔" انہوں نے بھی حامی بھرتے کہا۔

"ہدا بچے آپ کی پڑھائی کتنی رہ گئی ہے ؟" جب ہدا کیچن سے جانے لگی تو شائستہ بیگم نے کچھ یاد آنے پہ پوچھا۔

"ماما ابھی تو ایک سمیسٹر گزرا ہے تین باقی ہیں ابھی۔" اس نے ان کی طرف دیکھتے جواب دیا۔

"اور وہ کتنی دیر تک ہو جائیں گے ؟" بغیر اس کی طرف دیکھے پوچھا۔

"امم۔۔۔ ماما ایک ڈیڑھ سال تک۔ کیوں خیریت ؟" ہدا نے پاس پلیٹ میں پڑا کھیرا اٹھاتے پوچھا۔

"ہاں بیٹا میں سوچ رہی تھی کہ تمہیں بھی اب رخصت کر دوں، اتنی بڑی ہو گئی ہو اب اپنے گھر کی زمہ داریاں سنبھالو۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو ہدا کی آنکھیں پھیل گئی ان کی بات پہ یعنی سالار نے واقعی رخصتی کی بات چھیڑ دی تھی۔

"ماما سچ سچ بتانا ہے آپ نے، یہ سب آپ سے سالار نے کہا ہے نا۔" ہدا نے کھیرا واپس پلیٹ میں رکھتے کہا۔

"شرم کرو شوہر کا نام ایسے لیتے ہیں بد تمیز، زرا عقل نہیں ہے پتا نہیں کیا ہو گیا آج کل کی اولاد کو۔" انہوں نے اسے کھڑے کھڑے سنا دی تو ہدا منہ بنا گئی۔

"لیکن آپ سے یہ سب رخصتی وغیرہ کی بات انہوں نے ہی کی ہے ناں۔ "اب کی بار اس نے نام لینے کی غلطی نہیں کی کہ کیا پتا ماں واقعی ایک لگا بھی دیں۔

"اس نے کیوں کہنا کیا میں نہیں سوچ سکتی یہ سب، کیا اس نے تم نے ایسی کوئی بات کی ہے ؟" انہوں نے اس کی طرف مڑ کے کڑھے تیوروں سے کہا تو وہ بوکھلا گئی۔

"نہیں ماما کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ وہ کیوں مجھ سے ایسی باتیں کرنے لگے۔ "ہدا نے نظریں گھماتے کہا۔

"اگر سالار کی ایسی کوئی خواہش ہے تو بتاؤ ہم جلد ہی کوئی ڈیٹ فکس کرتے ہیں تم دونوں کی شادی کی۔ "انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں ماما سالار کا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں وہ شاید ایک دو سال نہیں کریں شادی۔ "ہدا نے لاپرواہی سے کہا تو شائستہ بیگم نے اب کی بار دی ایک کمر میں۔

"اللہ نا کرے کہ اتنا لیٹ ہو تم اس سے پوچھو اگر اس کا ارادہ ہے تو۔ "دوبارہ کھانے کہ طرف متوجہ ہوئیں۔

"اچھا نہیں ہے یہ کہ میں تھوڑا عرصہ اور سکون سے رہ لوں گی پھر کرتے رہنا میری رخصتی۔" ہدا آہستہ آواز میں بڑبڑائی لیکن اس کی یہ بڑبڑاہٹ ماما نے سن لی۔

"کیوں اس نے تم سے بعد میں ہل چلوانے ہیں نا کھیتوں میں جواب تمہیں سکون ہے اور تب نہیں ہو گا، تیاری پکڑو تم بھی اب۔" انھوں نے ماتھے پہ بل لیے سختی دکھائی جس وہ بس منہ بسوڑ کے رہ گئی۔

"چلو جاؤ ارمان کو کال کر کے پوچھو کب تک آنا ہے س نے۔" اس کو حکم سنا کے اب چاول نکالنے لگیں۔

****

دریہ کی انکھ کھلی تو سر بھاری بھاری سا لگا، اپنے گھومتے سر کو سنبھالتی وہ بیڈ سے اٹھی اور ٹائم دیکھا جہاں پانچ بج رہے تھے، باتھ روم میں جانے لگی جب اپنے حلیے پہ نظر گئی۔

بال بکھر چکے تھے، چہرے پہ حامد کی انگلیوں کے نشان واضح تھے اور ایک گال پہ باریک، لمبا سا کٹ لگا تھا یقیناً یہ حامد کی انگھوٹی کی وجہ سے تھا جو وہ پہن کے رکھتا تھا۔

ایک بار پھر سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہونے لگیں اور خود کو گھسیٹتے وہ باتھ روم لے کے گئی اپنا حلیہ درست کر کے باہر آئی اور ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوئی، فاؤنڈیشن لگا کہ انگلیوں کے نشان چھپائے اور کٹ کو بھی اچھے سے کور کیا۔

آنکھیں رونے کہ وجہ سے سوج چکی تھی تو آنکھوں میں کاجل لگایا۔

اچھی طرح سے میک آپ کر کے چہرے پہ نشان کو چھپائے وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو پتا چلے کہ حامد نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔

"ارے بھابھی اٹھ گئیں آپ!" نوشین نے اسے سیڑھیاں اترتے دیکھتے کہا۔

"ہاں کچھ زیادہ ہی سو گئی تھی۔" اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

"اپ تھکی تھی تو میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا لیکن اب میرے ساتھ مل کے زرا یہ کام کمپلیٹ کرا دیں۔" نوشین نے کہا تو دریہ اس کے ساتھ بیٹھ کے اس کو سکول کا کام کرنے میں ہیلپ کرنے لگی۔

www.urdunovelsmania.com

"ویسے بھابھی آپ آج کمال کی لگ رہی ہیں آپ روز اسی طرح تیار رہا کریں ناں۔" نوشین نے دل کھول کے تعریف کی تو دریہ نے سوچا کہ یہ تو تمہارے بھائی کے تھپڑ کی وجہ سے تھا اور اللہ نا کرے کہ آئندہ ایسا وقت کبھی آئے کہ وہ اس طرح تیار ہو۔

اس کی تعریف پہ بس وہ مسکرا دی۔

"ویسے لگتا آج بھائی کے لیے کچھ سپیشل ہے۔۔۔" نوشین نے شرارت سے کہا تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

"نوشین تم نے حامد کی بلیو شرٹ پریس کی تھی ناں۔ "کچھ یاد آنے پہ دریہ نے پوچھا۔

"ہاں جی! وہ میں نے کی تھی لیکن وہ مجھ سے جل گئی تو میں بتانا بھول گئی اور آپ کے کبرڈ میں سیٹ کر آئی۔" نوشین نے شرمندہ ہوتے کہا۔

"کوئی بات نہیں آئندہ بتا دینا، حامد غصہ ہو رہے تھے۔" دریہ نے مسکرا کے کہا وہ یہ نا کہہ سکی کہ اس بھولنے کی وجہ سے تمہارے بھائی مجھے تحفے میں تھپڑ دے کے گئے ہیں۔

اس کے پاس کافی دیر بیٹھی رہی پھر سب نے رات کا کھانا کھایا، حامد نے شاید لیٹ آنا تھا تو کسی نے پوچھا نہیں اس سے البتہ آج ثریا آنٹی نے بھی تعریف کی کہ ایسے ہی تیار رہا کرو اچھا لگتا ہے لیکن اس کی سستی دیکھ کہ اس کا ماتھا چیک کیا تو اسے بخار تھا پھر اسے آرام کی بھی تلقین کی انہوں نے، اب وہ ان سب کو کیا بتاتی جبکہ ان کی یہ باتیں سن کے اسے الگ سے ہی رونا آنے لگا تو جلدی سے کمرے میں آ گئی۔
روم میں آ کے کب سے ضبط کیے آنسوں بہہ نکلے اور وہ ہچکیوں سے رو دی۔

"یا اللہ یہ کیسی آزمائش ہے کہ خوشی دے کہ بھی میں دکھ میں ہوں ،مجھے اس آزمائش میں کامیاب ہونے کہ ہمت عطا کریں اللہ تعالیٰ، حامد کیوں کر رہے ہیں ایسا میرے ساتھ۔"اس نے روتے فریاد کی۔

آہستہ آہستہ اس کا بخار تیز ہونے لگا تو میڈیسن لے کہ لیٹ گئی۔

جب حامد آیا تو باقی سب لاؤنج میں بیٹھے تھے، تب نوشین نے اسے مخاطب کیا۔

"بھائی وہ،، وہ جو آپ کی بلیو شرٹ تھی نا وہ مجھ سے پریس ہوتے ہوتے جل گئی تھی سوری۔"اس نے نادم سا ہو کے کہا تو حامد کو جھٹکا لگا کہ یہ اس سے کیا ہو گیا، چونکہ اب غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا وہ اپنی غلطی پہ بھی پچھتا وا تھا۔

"اگر ایسا ہو جاتا ہے تو بتا دیا کرو، خوامخواہ میں نے اسے ڈانٹ دیا تھا۔"کہتے وہ اٹھا اور کمرے کی جانب ہوا جب پیچھے سے ثریا بیگم نے پکارہ۔

"اس کو بخار ہے زرا دیکھنا اس نے دوائی کھائی ہے کہ نہیں، پتا نہیں آج کل کی لڑکیاں اپنا خیال کیوں نہیں رکھتیں۔"انہوں نے افسوس نے کہا کیونکہ دریا کا رنگ بخار کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

حامد لب بھینچ کے کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ خود پہ کمفرٹر اوڑھے کروٹ لیے لیٹی تھی، حامد نے لائٹ آن کی لیکن وہ ہلی تک نہیں تب وہ اپنے کپڑے لے کہ باتھ روم گیا اور چینج کر کے واپس آیا

جب اس کی نظر دریہ کے چہرے پہ گئی تو حیران رہ گیا، کیونکہ وہ میک اپ اتارنا بھول گئی تھی اور ایسے ہی لیٹ گئی اس وقت وہ اسے کیوٹ سی بچی لگی تھی۔

بخار کی وجہ سے چہرے پہ سرخی گھلی تھی جس کی وجہ سے اس کے گال لال ہوئے تھے جبکہ زخم بھی اب نظر آ رہا تھا، یہ دیکھ حامد کو اور شرمندگی ہونے لگی۔
وہ سو رہی تھی یا سونے کا ناٹک کر رہی تھی حامد سمجھ نا سکا کیونکہ اس کی آنکھیں ابھی بھی سوجی تھیں اور گالوں پہ ابھی بھی آنسوؤں کے نشان تھے۔
وہ اپنی جگہ آ کے لیٹا وہ دریہ نے اپنی آنکھیں کھولیں وہ اس کی کمرے میں آہٹ پا کے اٹھ گئی تھی۔

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد حامد اس کے قریب ہوا اور پیچھے سے اپنے حصار میں لیا جبکہ دریہ تکلیف سے مسکرا دی، دریہ نے تب بھی کوئی حرکت نا کی اسے لگا کہ شاید وہ اپنے رویے کی معافی مانگے گا، حامد نے اس کی گردن سے بال پیچھے کر کے وہاں اپنے لب رکھے۔

"حامد پلیز! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں بہت تھکی ہوں۔" اس سے پہلے حامد کوئی اور جسارت کرتا دریہ نے آہستہ سے کہا۔

اس کے کہنے پہ وہ بغیر کچھ بھی بولے اس کو حصار سے آزاد کرتا دوسری طرف کروٹ کر کے لیٹ گیا جبکہ دریہ سوچتی رہ گئی کہ شاید ابھی وہ کچھ کہے کہ وہ شرمندہ ہے اپنی حرکت پہ، اس سے کچھ پیار کے بول بولے گا لیکن وہ تو بے نیاز سا ہو کے لیٹ گیا تھا۔

اس کے انتظار میں ہی اپنے ذہن سے ان خیالات کو جھٹکا اور چہرہ موڑ کے ایک نظر حامد کو دیکھا پھر کچھ دیر دیکھنے کے بعد واپس سے اسے رونا آنے لگا۔

****

صبح دریہ کی آنکھ کھلی تو اس کا بخار شدت اختیار کر چکا تھا، تھکن زدہ وجود گھسیٹ کے واشروم داخل ہوئی اور چینج کر کے فریش ہو کے باہر نکلی، پھر ہمت کر کے نیچے گئی اور کیچن میں اپنے لیے جا کے دودھ گرم کیا تاکہ ساتھ کچھ کھا کہ میڈیسن لے سکے۔

تبھی نوشین اندر داخل ہوئی، آج جمعہ تھا تو مرد حضرات گھر پہ ہی موجود تھے جبکہ نوشین نے سکول جانا تھا اسی لیے وہ جلدی اٹھی تھی۔

"ارے بھابھی آپ اتنی جلدی کیوں اٹھ گئیں، ابھی تو آپ کے یونی جانے کا ٹائم بھی نہیں ہوا۔" نوشین نے اپنے لیے چائے کا پانی چڑھا کے کہا۔

www.urdunovelsmania.com اردو ناولز مینیا

"آپ ٹھیک تو ہیں ؟" دریہ کے سرخ چہرے کو دیکھتے کہا اور فکرمندی سے آگے ہو کے اس کا ماتھا چیک کیا جو بہت گرم تھا۔

"ارے آپ کو تو بہت تیز بخار ہے، آپ یہاں کیوں آئیں مجھے بلا لیتیں میں گرم کر دیتی ہوں یہ، ادھر آئیں، بیٹھیں۔" نوشین نے پریشانی سے اسے چئیر پہ بٹھایا اور خود اس کے لیے دودھ گرم کرنے لگی جبکہ دریہ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

"میں انڈہ بوائل کر دیتی ہوں ساتھ وہ کھا لیں تاکہ پیٹ میں بھی کچھ جائے ورنہ اس طرح خالی میڈیسن لینے سے کچھ گڑبڑ نا ہو جائے۔" کہتے ساتھ ہی اس نے فریج سے دو انڈے نکالے اور ان کو بوائل ہونے کے لیے رکھا، دریہ نے اب اپنا سر ٹیبل پہ رکھ کے آنکھیں موند لیں۔

"لیں بھابھی یہ کھائیں۔" اس کے آگے انڈے اور دودھ رکھتے کہا تو دریہ نے ہمت کرتے تھوڑا سا کھایا اور دودھ پیا پھر نوشین نے اسے دوائی دی۔

"شکریہ نوشین، کیا مجھے اوپر کمرے تک چھوڑ آؤ گی۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو نوشین نے اسے سہارا دیا۔

"جی آئیں، آج آپ یونیورسٹی بھی نہیں جانا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں اور میں امی کو بھی بتا دیتی ہوں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کے ساتھ آہستہ سے چلتے نوشین نے کہا اور روم تک چھوڑا، دریہ اپنی سائیڈ پہ آ کے لیٹ گئی اور جلد ہی نیند کی وادی میں کھو گئی۔

****

ہدا نے ارمان کو بہت بار کہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ دریہ سے ملنے چلیں، ہزار بار منتیں کرنے کے بعد وہ مان گیا تھا تو ہدا بہت خوش ہوئی کہ وہ دریہ کو بغیر بتائے وہاں جا کے سرپرائز دینا چاہتی تھی اسی لیے وہ ایکسائٹڈ تھی۔

لائٹ گرین کلر کی کیپری شرٹ پہن کے اپنے کانوں میں چھوٹے چھوٹے سے جھمکے پہنے، تبھی اس کے کانوں میں سالار کی سرگوشی گونجی "تم اپنے کان میں جب یہ پہنتی ہو تو کتنی حسین لگتی ہو" لب اپنے آپ مسکرا دیے۔

"کب تک چلنا ہے جلدی کرو، پھر مجھے کسی کام سے بھی جانا ہے۔" ارمان نے اس کے کمرے میں جھانکتے کہا جس کی تیاری ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"بس دو منٹ آرہی ہوں، اس کی شادی کے بعد پہلی بار جارہی ہوں تو اچھے سے تیار ہو کے جاؤں گی ناں۔" اس نے اپنا دوپٹہ سیٹ کرتے ڈریسنگ سے اپنا پاؤچ اٹھاتے کہا اور اس کے ہمراہ باہر نکلی جہاں شائستہ بیگم بھی اسی کے انتظار میں تھیں۔

اس کے آتے سب گاڑی میں بیٹھے اور دریہ سے ملنے اس کے گھر کی طرف گئے۔
"وہ کتنا خوش ہوگی ناں ہمیں دیکھ کہ مجھے تو بس اس کا ری ایکشن دیکھنا ہے۔" ہدا نے پرجوش سی ہو کے کہا تو ارمان مسکرا دیا جبکہ اس کے دل میں ایک تکلیف سی تھی، دریا کو حامد کے ساتھ دیکھنے کہ ہمت نہیں تھی اس میں۔
****

تھوڑی دیر بعد کی دریہ خود ہی اٹھ گئی تھی، لیکن حامد کمرے میں موجود نہیں تھا۔
"پوچھا بھی نہیں کہ میں کیوں نہیں گئی آج اور طبیعت بھی نہیں پوچھی۔" دریہ نے دکھ سے سوچا۔
اب زرا طبیعت ٹھیک لگ رہی تھی تو فریش ہو کے ہمت کر کے نیچے گئی تو ثریا بیگم نے اس کو کیچن میں داخل ہوتے دیکھا۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟" اس کا مرجھایا چہرہ دیکھتے پوچھا تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

"ابھی بہتر لگ رہا ہے، امی ناشتے میں کیا ہے۔" دریہ نے جھجھک کے پوچھا کہیں ان کو برا نا لگ جائے۔

"تم بیٹھو جا کے میں بنا کے لاتی ہوں کچھ ہلکا پھلکا۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو دریہ مسکرا کے باہر بیٹھ گئی۔

حامد ابھی باہر سے آیا تھا اور آتے ہی اس کے ساتھ بیٹھ گیا لیکن کوئی بات نہ کی تو دریہ نے بھی کوئی بات کرنے کی کوشش نہ کی اور خاموش سی بیٹھی رہی۔

تھوڑی دیر میں ثریا بیگم اس کے لیے چائے کے ساتھ پراٹھا اور فرائیڈ ایگ لے کہ آئیں تو اس نے تھوڑا سا ہی کھایا۔

"یہ چہرے پہ کیا ہوا ہے بیٹا؟" ولید صاحب (حامد کے والد) بھی ان کے پاس ہی بیٹھے تھے جب انہوں نے دریہ کو دیکھتے پوچھا۔

ان کے بولنے پہ دریہ کی نظر بے ساختہ پہ حامد کی جانب اٹھی جو ولید صاحب کو ہی دیکھ رہا تھا، اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ڈور بیل بجی تو وہ اٹھ کے دیکھنے گیا۔

"کیسے ہو حامد بچے۔" یہ شائستہ بیگم تھیں جو حامد کو پیار کرتے کہہ رہی تھیں۔

"شکر ہے اللہ کا بھابھی آپ سنائیں اور ارمان کیسے ہو تم؟" حامد نے ارمان کے بغلگیر ہوتے کہا۔

"اللہ کا شکر ہے۔" اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

"بھائی دریہ اندر رہی ہے نا کیونکہ سحر نے بتایا تھا کہ وہ آج یونی نہیں ائی۔" ہدا نے حامد کو مخاطب کرتے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ اندر لاؤنج میں بیٹھی ہے، ہدا مسکراتی اندر گئی اور دریہ سے ملی۔

دریہ ان سب کو یہاں دیکھ کہ بہت خوش ہوئی تھی۔

"یار تم بتا تو دیتی آنے سے پہلے تو میں زرا تیار رہی ہو جاتی۔" دریہ نے مصنوعی خفگی سے کہا تو ہدا نے گھورا۔

"اگر بتا دیتی تو سرپرائز کیسا رہتا اور تمہاری تو نئی نئی شادی ہوئی ہے خود تیار رہا کرو۔" ہدا نے آنکھیں دکھاتے کہا تو دریہ مسکرا دی۔

"چھوٹی ماما کیسی ہیں آپ؟" دریہ ان سے بہت پیار سے ملی جبکہ شائستہ بیگم کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"کیسی ہو درے، مجھے بھول گئی کیا؟" اب کی بار ارمان نے خفگی سے کہا تو دریہ کو خوشگوار حیرت ہوئی کہ ارمان ملنے آیا ہے۔

"مان بھائی کیسے ہیں آپ ، میں نے آپ کو بہت یاد کیا تھا لیکن آپ میری شادی پہ بھی نہیں آئے اور تو اور جب آپ پاکستان واپس آئے تو مجھے بتانا بھی پسند نہیں کیا ۔" دریہ نے ناراضگی ظاہر کی ۔

"اوو اس سب کی معزرت چاہتا ہوں لیکن اب تو ہم نے تمہیں سرپرائز دینا تھا اسی لیے اچانک آ گئے اپنی یہ ناراضگی چھوڑو اب ۔" ارمان نے پیار سے کہا تو دریہ مسکرا دی ، لیکن اس کا تھکن زدہ چہرہ دیکھ کہ شائستہ بیگم کو جھٹکا لگا کہ اس کی کیا حالت ہو گئی ہے ۔

"دریہ یہ تمہارے چہرے پہ کیا ہوا ہے ؟" جب سب مل کے اکٹھے بیٹھے تھے تب ہدا نے اس کی گال کو چھوتے کہا جہاں ہلکے سے کٹ پہ باریک سا زخم تھا ، دریہ بوکھلا ہی گئی جبکہ اب سب اس کی جانب متوجہ ہوئے کہ کیا ہوا اور حامد کو بھی اس کے جواب کا انتظار تھا ۔

"یہ کچھ بھی نہیں بس رات کو سوتے چوڑی لگ گئی تھی ، اتاری نہیں تھی نا ۔" دریہ نے بات کو سنبھالتے کہا ۔

"اچھا ، لیکن مجھے اچھے سے یاد ہے کہ تم رات کو کوئی بھی جیولری پہن کے نہیں سوتی ، باقی تم سب بھول سکتی ہو لیکن جیولری اتارنا نہیں ۔" ہدا نے اس کی بات کا یقین کیے بغیر سنجیدگی سے کہا تو دریہ گھبرا گئی ۔

"ایسا کچھ نہیں ہدا، یاد نہیں رہتا اب تو اسی لیے بھول گئی تھی۔" زبردستی مسکرا کے کہا۔
"اور تمہیں بخار بھی لگ رہا، تم نے بتایا کیوں نہیں۔" ہدا نے ایک اور بات پکڑلی۔

"ہاں ابھی امی نے ناشتہ دیا تھا اور دوائی بھی کھائی ہے ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے نارملی جواب دیا۔
"تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھ رہی۔" ہدا نے برا مناتے کہا اصل میں اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔

"ہدا کیا بچی کے پیچھے پڑگئی ہو۔" شائستہ بیگم نے آنکھیں دکھاتے کہا۔
پھر سب ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تھوڑی دیر بعد ثریا بیگم نے کھانے کہ اطلاع دی تو شائستہ بیگم نے اعتراض کیا کہ اس کی کیا ضروت تھی لیکن ان کے اسرار پہ انہیں رکنا پڑا اور کھانا کھانا پڑا۔

تھوڑی دیر کے لیے ہدا دریہ کے ساتھ اس کے روم میں آگئی اور وہاں باتیں کرنے لگی، دریہ نے دل کھول کے اس سے باتیں کی اور خوب ہنسی، نوشین بھی ان کے پاس ہی آگئی تھی۔
پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس جانے لگے تو دریہ اداس ہو گئی۔

"تم بھی آجاؤ اب اپنے گھر، یا بھول گئی ہو سب کو۔" ہدا نے جاتے شکوہ کیا۔
"ارے میں کہاں بھولی ہوں، ان شاء اللہ ضرور آؤں گی۔" اس نے مسکرا کے ہدا کو گلے سے لگایا۔

"میں تو کہتی ہوں اس کو کہ چلی جائے ملنے لیکن یہ ہی کہتی ہے کہ تھوڑے دن بعد جائے گی ۔ "ثریا بیگم نے میٹھا بنتے کہا حالانکہ شائستہ بیگم جانتی تھیں کہ ان کے سامنے بن رہی ہیں لیکن پھر بھی مسکرا دیں۔

"اپنا خیال رکھنا اور جلدی چکر لگانا۔ "ارمان نے دریہ کو دیکھتے کہا تو اس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

پھر وہ لوگ چلے گئے تو دریہ اور نوشین نے مل کے تھوڑے بہت کام کیے، چونکہ اب طبیعت میں بہتری تھی تو ثریا بیگم نے کہا کہ تھوڑا چلے پھرے گی تو ٹھیک رہے گی۔
اس دوران حامد نے ایک بار بھی دریہ سے بات نہیں تھی کی ویسے بھی دریہ بدا کے آنے پہ اور اس سے ملنے کی وجہ سے کافی فریش فریش سا فیل کر رہی تھی۔

"کل یونیورسٹی جانا ہے تم نے ؟" جب حامد رات کو کمرے میں آیا تو یہ پہلا جملہ تھا دن کا جو حامد نے اسے مخاطب کرتے کہا، دریہ نے خلق میں آنسوؤں کا ایک گولہ پھنس سا گیا۔
"جج۔۔۔ جی جانا ہے کل پریزنٹیشن ہے میری۔ "اس نے ایک نظر اسے دیکھتے جواب دیا جو کبرڈ سے کچھ نکال رہا تھا۔
"تیاری کرلی ہے ؟" تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"جی بس تیاری ہے ۔ "اتنا کہہ کے اپنی چیزیں سمیٹنے لگی جو وہ پریز نٹیشن کو دیکھنے لیے لے کے بیٹھی تھی اور انہیں ان کی جگہ پہ رکھتے اپنی سائیڈ پہ آ کے لیٹ گئی ، دوائی وہ لے چکی تھی پہلے ہی جس کی وجہ سے اسے نیند آنے لگی ، حامد نے اس کے بعد اسے مخاطب نہ کیا اور وہ بھی اپنی جگہ آ کے لیٹ گیا ۔

****

رات کو اس وقت وہ چاروں ساتھ وقت گزار رہے تھے بیٹھ کے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے جب شائستہ بیگم نے دریہ کی بات شروع کی ۔

"دریہ کتنی اداس سی لگ رہی تھی ۔ "انہوں نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اداس !! ماں مجھے تو وہ کہیں سے بھی خوش نہیں لگی اور جو اس کے منہ پہ نشان تھا آپ کو کیا لگتا ہے کہ وہ چوڑی کے چبھنے کا تھا ۔ "ہدا نے سنجیدگی سے کہا ۔

"تم بات کو بڑھاؤ نہیں ہدا ، کیا پتا واقعی چوڑی ہی لگی ہو اس کو ، اب کیا وہ ہم سے جھوٹ بولے گی ۔ " انہوں نے بات کو دبانا چاہا کیونکہ عباس صاحب اور ارمان بھی پاس بیٹھے تھے ، جبکہ ارمان دریہ کا سوچتے لب بھینچ کے رہ گیا ۔

"ماما آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی کہ دریہ کو جھوٹ بولنا بالکل نہیں آتا اور اس سے آج جھوٹ بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔" ہدا نے آنکھوں میں نمی لیے کہا۔

"اگر اس حامد کی وجہ سے درے کو کچھ بھی ہوا تو آئی سوئیر میں اسے چھوڑوں گا نہیں، اور ماما آپ نے یہ بات نہیں نوٹ کی کہ جب تک ہم وہاں تھے اس نے ایک بار بھی دریہ کو مخاطب نہیں کیا تھا۔" ارمان نے بگڑتے لہجے میں کہا کیونکہ حامد کا دریہ کے ساتھ رویہ صاف نظر آ رہا تھا سب کو۔

"ارمان اس طرح جزباتی ہو کے نہیں سوچتے، ایک بار دریہ یہاں آ جائے تو ہم اس سے کھل کے پیار سے بات کریں گے۔" عباس صاحب نے تحمل سے سمجھانا چاہا۔

"میں کل ہی سالار کو کہتا ہوں کہ وہ دریہ کو کچھ دنوں کے لیے یہاں لے آئے تاکہ اس کی طبیعت میں کچھ چینج آئے، کیا پتا وہ ہم سے دور ہونے کی وجہ سے بیمار ہو گئی ہو۔" عباس صاحب نے کچھ سوچتے کہا تو ارمان چپ چاپ اٹھ کے اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ ہدا نے ایک بے بس سی نظر اپنی ماں پہ ڈالی۔

****

"یار مجھے تو لگ رہا کہ سر کو دیکھتے ہی میں سب کچھ بھولنے والی ہوں۔" سحر نے ساتھ چلتے گھبرا کے کہا، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی دریہ یونیورسٹی آئی تھی اور تب سے ہی سحر اس کا دماغ کھائے جا رہی تھی کہ اسے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے پتا نہیں وہ پریزنٹیشن دے پائے گی بھی یا نہیں۔

"سحر یار بس کردے ایک تو میری طبیعت نہیں ٹھیک اوپر سر تیرا اسپیکر رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا ۔" دریہ نے اکتا کہ کہا، طبیعت خرابی کی وجہ سے اس میں زرا چڑچڑا پن آگیا تھا جو سحر نے اچھے سے نوٹ کیا۔

"اچھا یار سوری، تو بس دعا کرنا کہ میں سٹیج پہ پہنچ کے فوت نا ہوں جاؤں۔" سحر نے بیچارگی سے کہا تو دریہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔
"ان شاء اللہ ٹھیک ہوگا تو ٹینشن نہ لے۔" اس نے ہاتھ پکڑ کے تسلی دی اور اپنے ڈیپارٹمنٹ پہنچ کے سیڑھیاں چڑھنے لگیں کیونکہ ان کا روم اوپر تھا۔

کلاس میں پہنچے تو اپنی جگہ جا کے سنبھالی، ابھی دریہ نے اپنے بیگ سے نوٹس نکالے ہی تھے کہ ایک لڑکا اس کے قریب آکے کھڑا ہوگیا۔

"جی۔۔۔؟" دریہ نے نا سمجھی سے صائم سے پوچھا جو ان سے سینیئر تھا اور سب اسے اچھے سے جانتے تھے، کلاس کا ہونہار سٹوڈینٹ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کافی امیر فیملی سے تعلق رکھتا تھا، لیکن دریہ یہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کام پڑگیا اِس سے جو وہ اس کے پاس آیا ہے۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے، کیا آپ مجھے پانچ منٹس دے سکتی ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تو دریہ سوچنے لگ گئی کہ ایسی کیا ضروری بات تھی، دریہ نے پہلے کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں تھی اور یہ اس کی کلاس میں آ کے سیدھا اسی کے پاس آیا تھا۔

"جی کہیں کیا کہنا ہے آپ نے۔" دریہ نے پوچھا۔

"یہاں نہیں، کیا ہم کینٹین میں بات کر سکتے ہیں اکیلے، میرا مطلب کہ آپ کی دوست کے بغیر۔"

صائم نے ایک نظر سحر کو دیکھ کہ اس کی طرف اشارہ کرتے کہا تو دریہ الجھن کا شکار ہوئی۔

"آپ کو کیا بات کرنی ہے آپ یہی کر لیں اس طرح اچھا نہیں لگتا۔" دریہ نے کہہ کے اپنا دھیان اپنی کتابوں پہ کر لیا جبکہ صائم ایک سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

"میں کینٹین میں آپ کا انتظار کروں گا۔" یہ کہہ کے وہ کلاس سے باہر چلا گیا لیکن دریہ کے دیکھنے پہ ایک بار مسکرایا ضرور تھا۔

فرہ سر جھٹک کے اپنے نوٹس دیکھنے لگی کیونکہ سر بس آنے والے تھے۔

تبھی سر کلاس میں اینٹر ہوئے تو سب ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

****

ثریا بیگم اس وقت لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں جب ان کے پاس ٹیبل پہ پڑا موبائل رنگ ہوا، صائمہ کی کال دیکھ کہ خوشی سے فون کان سے لگایا لیکن دوسری طرف صائمہ کی غصے سے بھری آواز ابھری۔

"کیا ضرورت تھی آپ کو دریہ میڈم کو کام پہ لگانے کی۔" اس نے بگڑتے لہجے میں کہا۔

"کیوں ایسا کیا ہوگیا اگر میں نے اسے کام پہ لگایا ہے تو۔" بدلے میں وہ بھی کڑے تیور لیے بولی۔
"آپ کی لاڈلی بہو کی وجہ سے میرے دن خراب چل رہے ہیں۔" اس نے نفرت سے دریہ کا زکر کرتے کہا۔
"کیا کیا ہے اس نے بتا مجھے، گھر آتی ہے تو پوچھتی ہوں میں اس سے۔" انہیں تجسس ہوا۔

"آپ کی بہو نے جو میرے شوہر کے سامنے بڑھ چڑھ کے کام کیے تھے نا یہ اسی کا اثر ہے کہ ہارون نے گھر آ کے اپنی امی سے کہا کہ اس کی بھابھی بھی کام کرتی ہے تو اسے بھی اپنے ساتھ لگا لیں، ارے اچھے بھلے دن چل رہے تھے میرے، خوب ہم باہر گھومنے جاتے تھے لیکن آپ کی بہو کے کام کرنے کی وجہ سے میری خوشیاں ختم ہوگئی اماں، یہ سب اس نے جان بوجھ کے کیا ہے، حامد نہیں لے جاتا ہوگا نا اس کو باہر اسی لیے جلن ہو رہی ہوگی اس کو۔" صائمہ نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی

جبکہ ثریا بیگم سوچنے لگیں کہ واقعی ایک بار بھی حامد دریہ کو باہر نہیں لے کہ گیا اور نہ ہی اس کے گھر، اس کے گھر والوں سے ملوانے کے لیے۔

"ٹھیک ہے میں تیری ساس سے بات کروں گی، ارے ابھی تو تم لوگوں کے گھومنے پھرنے کے دن ہیں بعد میں کہاں موقع ملتا ہے۔" انہوں نے سمجھانے والے انداز میں کہا پھر کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد کال کاٹی اور اندر کچن میں چلی گئیں کیونکہ دریہ اور نوشین کے آنے کا ٹائم ہو جانا تھا تو انہوں نے سوچا کہ ان کے آنے سے پہلے کھانے کا انتظام کر لیں۔

****

دریہ کی پریزنٹیشن کافی اچھی گئی تھی سب کو بہت پسند آئی تھی حالانکہ اس کی تیاری نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے اپنا بیسٹ دیا تھا۔

ابھی وہ اور سحرا اپنے فری لیکچر میں گراؤنڈ کے چکر لگا رہی تھی جہاں دھوپ کے ساتھ ہلکی ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی تبھی دریہ کے زہن میں صائم کی بات گونجی کہ وہ اسے کینٹین میں ملنے کا کہہ رہا تھا لیکن دریہ نے یہ سوچ کے سر جھٹکا کہ وہ کیوں اس سے اکیلے میں ملے خوامخواہ لوگوں کی نظروں میں آئے گی۔

لیکن یہ بس وہ سوچ سکی کیونکہ دور سے صائم ان کی ہی طرف آ رہا تھا۔

"مس درِ مکنون مجھے آپ سے بات کرنی ہے ، کین آئی ہیو فا ئیو منٹس ؟" بغیر لگی پٹی کے سیدھا دریہ سے مخاطب ہوا تو دریہ نے ایک نظر سحر کو دیکھا جس نے اس کے دیکھنے پہ ناسمجھی سے کندھے اچکائے ۔

"تم کرلو بات میں تب تک یہ نوٹس کاپی کروالاؤں ۔ " اپنے ہاتھ میں موجود ایک فائل کی طرف اشارہ کرتے وہ ان کو بات کرنے کا موقع دے کے جا چکی تھی جبکہ دریہ نے ایک بے بس سی نظر سحر کی پشت پہ ڈالی کیونکہ وہ صائم سے اکیلے میں بات نہیں کرنا چاہ رہی تھی ۔

صائم نے اسے آگے چلنے کا رستہ دیا تو وہ مشکل سے مسکرا کے آگے بڑھی ۔
کینٹین پہنچ کے دریہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود دو کافی کا آرڈر کر کے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھ گیا ۔
دریہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے بس وہ نظریں اپنے بیگ پہ مرکوز کیے بیٹھی رہی ۔

"امم کیسی ہیں آپ ؟ " تھوڑے توقف کے بعد صائم نے کہا ، اب کسی طرح تو بات شروع کرنی تھی ۔

"جی ۔ ۔ ۔ ! جی میں ٹھیک ہوں آپ ، آپ جیسے ہیں ؟ " دریہ نے مسکرا کے جواب دیا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے ۔

"میں بھی ٹھیک ہوں، آپ مجھے جانتی ہیں۔ "وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا دریہ کو سمجھ نہیں آئی۔

"جی جانتی ہوں۔ "وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"شاید نہیں جانتیں، میں صائم ملک ہوں، آپ کے بابا کے فرینڈ یزدان ملک کا بیٹا۔ "اس نے دریہ کے خوبصورت چہرے پہ نظریں جمائے کہا۔

"اوہ آپ یزدان انکل کے بیٹے ہیں، کیسے ہیں آپ۔ "یزدان ملک کا نام سن کے وہ حیران ہوئی تھی کیونکہ وہ اس کے بابا کے بچپن کے دوست تھے اور بہت سال پہلے ہی وہ لندن شفٹ ہو گئے تھے اور اب ان کے بارے میں سن کے دریہ کو یہی لگا کہ وہ شاید پاکستان آ گئے ہوں۔

"ابھی بیس سیکنڈ پہلے تو بتایا کہ میں ٹھیک یوں خیر! جی میں انہیں کا بیٹا ہوں۔ "صائم نے شرارت سے کہا تو دریہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"نہیں میرا کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔۔۔ انکل کب آئے پاکستان؟ "اس نے ہلکی آواز میں کہا۔

"کچھ دن پہلے ہی آئے ہیں۔ "اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

"آپ نے کوئی بات کرنی تھی، پلیز جلدی کر لیں کیونکہ میری کلاس تھوڑی دیر میں شروع ہونے والی۔ "دریہ نے گھڑی میں ٹائم دیکھتے کہا۔

"Yeah! Actually I don't know how to start, I'm so nervous right now."

صائم نے ہلکا سا ہنس کے کہا۔

"آپ نے جو کہنا ہے آپ کہہ سکتے ہیں۔ "اس نے جیسے اسے اجازت دی۔

****

"ہیلو ارمان! کہاں ہو تم؟ مجھے زرا مارکٹ تک جانا تھا کیا تم لے جاؤ گے، دراصل پہلے حامد مجھے لے جاتا تھا لیکن اب تو تمہیں پتا کہ اس کی شادی ہوگئ ہے دریہ سے تو ان دونوں کو کہاں فرصت ملتی ایک دوسرے سے، اسی لیے تمہیں کہہ رہی ہوں، آجاؤ گے ناں۔ "فرخندہ بیگم اپنے کمرے میں بیٹھیں نفاست سے اپنے ہاتھوں پہ نیل کلر لگا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ ارمان کے دل جلانے کی تیاری بھی۔

"میں نے آپ سے وجہ نہیں تھی پوچھی کہ میرے ساتھ کیوں جانا ہے، ٹائم بتا دیں آجاؤں گا۔ "

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتا فرخندہ چچی کو گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا۔

"میں تو بس ایسے ہی بتا رہی تھی۔ "

"چچی ٹائم بتائیں کب جانا ہے۔ "اس سے پہلے پھر کوئی نمک چھڑکنے کا کام کرتیں ارمان نے ٹوک دیا اور جھنجھلا کے پوچھا۔

"تھوڑی دیر میں تیار ہوں بس، آجاؤ۔" ان کا کہنا تھا تو ارمان نے کال کاٹ دی۔

"جوان خون ہے، ایویں جوش مار رہا ہے۔" کہتی خود ہی قہقہہ لگا کے ہنس دیں جبکہ پاس لیٹے اعجاز صاحب ان کی فضول حرکتوں کو کب سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی تم چاہتی کیا ہو، ارمان کو کیوں بار بار دریہ کا زکر سنا رہی تھی۔" انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ کچھ بھی نہیں جانتے، اور نہ ہی آپ کو اپنی اولاد کی فکر ہے، میں یہ سب اپنی اولاد کی بھلائی کے لیے کر رہی ہوں۔" انہوں نے ماتھے پہ بل لیے کہا۔

"کونسی بھلائی ہاں، یہ جو تم نے ہماری پھولوں جیسی بچی کے ساتھ کیا ہے نا یہ اچھا نہیں کیا یہ جانتے ہوئے بھی حامد جیسا لڑکا کبھی بھی دریہ جیسی لڑکی کے ساتھ نہیں رہ پائے گا، اس میں کیا بھلائی ہے تمہاری کہ تم نے دریہ کو ایک ایسے لڑکے کے پلو سے باندھنے پہ مجبور کیا جو اس کے مزاج کے بالکل مختلف ہے۔"

انہوں نے چچی کی طرف مڑ کے کچھ سختی سے الفاظ کہے۔

"کیوں نہیں بھلائی اس میں بس آپ کو نظر نہیں آتی، ارمان کو دیکھا ہے کتنا بڑا بزنس ہے اس کا اور سالار! اس کی تو بات ہی نہیں کیونکہ وہ شادی شدہ ہے اب لیکن ارمان تو نہیں نا، ہماری بیٹی کے لیے ٹھیک ہے وہ، ارے ٹھیک میں تو کہتی ہوں ایک دم پرفیکٹ ہے وہ۔" انہوں نے آج اپنے دماغ کی بات ظاہر کی تو اعجاز صاحب صدمے سے ان کی خود غرضی دیکھتے رہے کہ کیسے کسی کی بیٹی کے ساتھ یہ سب کر کے خود کی بیٹی کو بسانے کے خواب دیکھ رہی تھی۔

"مجھے افسوس ہے تمہاری سوچ پہ، اور کیا سوچ کے تم نے ہماری بیٹی کے لیے یہ فیصلہ لیا ہے دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا، ارمان بہن سمجھتا ہے اس کو، اور ہماری بیٹی وہ جی جان سے اسے اپنا بھائی اور خبردار ایسی کوئی الٹی بات تم نے میری بچی کے ذہن میں ڈالی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھی۔" اب کی بار اعجاز صاحب نے غصے سے ان کا بازو پکڑتے رُخ اپنی طرف موڑتے کہا۔

"ارمان کا سارا بزنس، وہ اکیلا وارث ہے اس سب کا اور اگر ہماری عیشاء کی شادی ہو جائے گی اس سے تو سب اسے ملے گا ورنہ ہمارے پاس ہی کیا چھوٹا موٹا سا کاروبار اور کچھ نہیں۔" انہوں نے حقارت سے اپنا بازو جھٹکے سے چھڑاتے اپنے شوہر کو دیکھتے کہا کیونکہ آج کل ان کے کاروبار میں کچھ خاص ترقی نہیں ہو پا رہی تھی۔

"بس اب میں نے ارمان کے دل میں دریہ کے لیے نفرت پیدا کرنی ہے. جس سے وہ کبھی بھی اُس کی طرف مائل نا ہو۔ ۔ "دل ہی دل میں سوچ کے وہ مسکرائیں۔

چچی فرخندہ کی شروع سے ہی نظر تھی اپنے دونوں جیٹھ کے کاروبار پہ، پہلے ان کا ارادہ تھا کہ اپنی بیٹی کو سالار سے بیاہ دیں گیں لیکن سالار کی اور ہدا کی منگنی کی خبر ان کی شادی کے بہت عرصے بعد کھلی، سالار سے ہٹ کے دیکھا تو ارمان نظر آیا جو سالار کی طرح ہی اکیلا ولی وارث تھا، دولت کے لالچ میں انھوں نے پہلے دریہ کو پھنسانے کا ڈرامہ رچایا کہ اس کی وجہ سے ارمان اس سے نفرت کرنے لگ جائے لیکن یہ سب ان کو الٹا ہوتا نظر آرہا تھا، ارمان ان کی بات پہ کان ہی نہیں دھرتا تھا اور ان کی سنے بھی کیوں جب سالار نے سب بتا دیا تھا ارمان کو کہ چچی نے کیا ڈرامہ کیا، پہلے دریہ کے دل میں ارمان کی بات ڈالی پھر بعد میں خود ہی اس کا رشتہ کہیں اور کروا دیا، ارمان نے ان کے بڑے ہونے کا لحاظ کیا تھا ورنہ غصہ تو اسے بہت آیا تھا۔

www.urdunovelsmania.com

****

"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی، تم اتنا لیٹ کیوں آئے ہو؟ "اس کو آتے دیکھ وہ فوراً کھڑی ہوتے ہوئے بولی، وائٹ فل سلیوز ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز اور اپنے گولڈن ڈائی بال آگے کو کیے جیسے وہ اسی کے آنے کی راہ تک رہی تھی۔

"کیا تم مجھے اگنور کر رہے ہو۔" اس کے جواب نا دینے پہ وہ پھر بولی لیکن وہ اب سنجیدہ سا چئیر پہ بیٹھ چکا تھا تبھی لڑکی نے ویٹر کو اشارہ کر کے دو کافی منگوائیں۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" اتنا کہہ کہ وہ پاکٹ سے موبائل نکال کے اس میں بزی ہو گیا، اس وقت وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے جہاں لنچ بریک ہونے کی وجہ ابھی زرا رش تھا۔

"اس کو چھوڑو اور مجھ سے بات کرو، تم پہلے کی طرح مجھے ٹائم نہیں دیتے۔" اسے مسلسل موبائل میں گم دیکھتے ایک دم سے ہاتھوں سے موبائل پکڑا اور اپنے کلچ میں ڈالا ساتھ ہی مسکرا کے شکوہ کیا۔

"یہ کیا حرکت ہے موبائل دو واپس، اور پہلے جیسا میں ٹائم اسی لیے نہیں دیتا کیونکہ سب پہلے جیسا نہیں رہا۔" وہ بدلے میں دو ٹوک لہجے میں بولا کہ ایک پل کو وہ چپ ہو گئی۔

"لیکن میں اب بھی وہی ہوں، تم دیکھ سکتے ہو۔" اس نے آگے ہو کے اس کے ٹیبل پہ پڑے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے کہا جس پہ اس نے آبرو اچکا کے اِسے دیکھا۔

"لیکن میں ویسا نہیں رہا، اس بات کو سمجھو میں موو آن کر گیا ہوں اور مجھے روز روز اس طرح سے نہیں بلایا کرو۔" اس کے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکال کے کہتا اپنا موبائل اس کے کلچ سے لیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ وہ اس کی پشت کو آنکھوں میں نمی لیے دیکھتی رہی۔

****

دریہ کو جب سے حامد گھر چھوڑ کے گیا تھا وہ تب سے صائم کی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی، وہ برا لڑکا بالکل بھی نہیں تھا، دریہ ان کی فیملی کو اچھے سے جانتی تھی، لیکن آج جو بات صائم نے کی وہ اس کی ہرگز بھی توقع نہیں کر رہی تھی۔

~~

"اصل میں مَیں جب سے پاکستان آیا ہوں تب سے مجھے گھر والے پریشرائز کر رہے ہیں کہ میں شادی کر لوں، اور میں ابھی کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔" صائم نے اپنے ہاتھوں پہ نظریں جما کے بات کا آغاز کیا تو دریہ اس کو الجھن سے دیکھنے لگی۔

"لیکن آپ مجھے یہ باتیں کیوں بتا رہے ہیں؟" دریہ نے اپنی الجھن کم کرنا چاہی۔

"یہ میرا آخری سال ہے اور کچھ ہی ہفتوں میں ہم نے فری ہو جانا ہے اور اب میرا شادی کرنے کا ارادہ بھی بن گیا ہے، دراصل میں نے آپ کو بہت پہلے دیکھا تھا لیکن آپ تب بہت چھوٹی تھیں، اور میں جب پاکستان یہاں آیا اور یہاں ایڈمیشن لیا تو آپ کو کئی سالوں بعد دیکھ کے حیران رہ گیا تھا کہ

آپ تو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئیں ہیں۔" صائم بات کی روانی میں اس کی خوبصورتی کا کہہ گیا تو دریہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کہ اسے دیکھا۔

"جی۔۔۔؟" ماتھے پہ بل لیے پوچھا۔

"او ایم رئیلی سوری، میرا وہ مطلب نہیں تھا، ایکچولی مجھے آپ اچھی لگتی ہیں اور میں آپ کے گھر اپنے والدین کو بھیجنا چاہتا ہوں اسی لیے سوچا کہ آپ سے پہلے بات کر لوں، میں آپ کو پسند کرتا ہوں اور شادی کرنا چاہتا ہوں، دیکھیں میں بالکل بھی برا لڑکا نہیں ہوں آپ کی عزت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔" صائم ہڑبڑا گیا اور ایک ہی سانس میں سب کہہ گیا جبکہ دریہ حیرانی اور پریشانی سے اسے تکے جا رہی تھی۔

"دریہ یار چلو سر آ گئے ہیں، اٹھو۔" کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ سحر بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور اس کو بازو سے پکڑتے کھڑا کیا۔

"ایک منٹ سحر میں بات کر رہی ہوں ان سے۔" دریہ نے روکنا چاہا کہ وہ صائم کو بتا سکے وہ شادی شدہ ہے لیکن سحر نے ایک نا سنی۔

"یار چلو ورنہ کلاس کے باہر رہنا پڑ جائے گا۔" اس کو گھسیٹتے کہا۔

"اٹس اوکے آپ ابھی کلاس لے لیں ہم پھر بات کرلیں گے۔" صائم نے مسکرا کے کہا اور چل دیا جبکہ دریہ نے اب غصے سے سحر کو گھورا۔

"یہ کیا طریقہ ہے سحر، میں بات کررہی تھی اس سے ایک بار مجھے بات تو کرنے دیتی۔" دریہ نے اپنا بازو چھڑاتے کہا تو سحر نے پل کو اسے گھورا پھر اگلے ہی لمحے اس کو بازو سے پکڑتی ساتھ لیے چلنے لگی۔

"یار بعد میں کرنا غصہ، میں نے سر کو کلاس میں جاتے دیکھا ہے۔" تقریباً بھاگتے ہوئے وہ کلاس میں پہنچی تو دیکھا کہ سر کلاس کے باہر کھڑے کسی دوسرے پروفیسر سے بات کررہے تھے ورنہ ابھی دونوں نے کلاس کے باہر تین دن کے لیے ان کے لیکچر میں کھڑا ہونا تھا۔

"شکر ہے ان سے پہلے کلاس میں داخل ہوئے۔" سحر نے شکر کا سانس لیتے کہا جبکہ دریہ اب اس سے ناراضگی ظاہر کررہی تھی۔

~~

اگر اس وقت سحر اسے بتانے دیتی تو ٹھیک رہتا اور صائم مزید اس کے بارے میں نا سوچتا، لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ اب جب یونیورسٹی جائے گی سب سے پہلا کام ہی یہی کرے گی کہ وہ صائم کو ایسے خیالات سوچنے سے منع کرے گی تاکہ آئندہ دریہ کے لیے بھی مشکل نہ ہو۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔" ابھی وہ سوچوں میں گم تھی جب ثریا بیگم اس کے کمرے میں داخل ہوتی بولیں۔

"جی امی آئیں۔" ان کو اندر بلا کے پاس بٹھایا۔

"مجھے کہنا تھا کہ جب بھی صائمہ یہاں آئے تو تم اس کے سامنے کام نا کیا کرو، میں اور نوشین کافی ہوتے ہیں تب تم ان کے پاس ہی بیٹھا کرو۔" انہوں نے بغیر لگی لپٹی کے سیدھی بات کی۔

"امی مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے کیا۔" دریہ نے ڈرتے پریشانی سے پوچھا۔

"ارے نہیں، بس اسی لیے کہہ رہی کہ جب مہمان آئیں تو ان کو وقت دیا کرو، کام میں اور نوشین تب کرلیا کریں گے۔" سنجیدگی سے کہا اور اٹھ کے جانے لگیں۔

"جی امی، کوئی کام تو نہیں۔" ان کی بات کی تائید کرتی آخر میں کام کا پوچھا کہ مدد کردے۔

"نہیں تم آرام کرو، کام کوئی بھی نہیں اگر ہوا تو بلالوں گی۔" مسکرا کے کہتیں وہاں سے جا چکی تھی۔

دریہ نے نوٹ کیا تھا کہ ثریا بیگم کا رویہ اس سے دن بہ دن اچھا ہوتا جا رہا تھا وہ پہلے کی طرح اس کو طعنے نہیں دیتی تھی اور اب تو وہ خود بھی ان کے ساتھ کھانا بنانے میں اچھی خاصی مدد کرتی تھی تاکہ اسے بھی کچھ کھانا پکانا آجائے، ان کے رویے سے اب وہ خوش تھی بہت۔

****

دوپہر کا وقت تھا دھیمی ہوا چل رہی تھی کانوں میں ہینڈ فری لگائے سفید پاؤں تک فراک پہنے آدھے کھلے بالوں کو کیچر میں لیے وہ جھولے پہ بیٹھی ساتھ ساتھ ہلکا سا جھولہ جھول رہی تھی اور ساتھ ہلکا سا مسکرا رہی تھی شاید کسی سوچ میں ڈوبی۔

دفعتاً اس کا موبائل رنگ ہوا تو نظریں اپنے ہاتھ میں موجود موبائل پہ گئیں جہاں "ہزبینڈ" کالنگ لکھا آرہا تھا جس کو دیکھ کہ بے ساختہ ہی وہ گہری مسکرائی۔

"السلام علیکم!" کان سے لگاتے سب سے پہلے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! کہاں ہو؟" اجلت میں کہا گیا۔

"کہاں ہو سکتی ہوں ظاہر سی بات ہے گھر پہ موجود ہوں میں۔" فوراً روٹھے پن سے جواب دیا۔

"کوئی پاس ہے کیا؟" اگلے سوال پہ الجھی۔

"نہیں! کیوں کیا ہوا۔"

"گھر کے باہر آؤ جلدی۔" ایک نیا حکم۔

"میں کیوں آؤں؟" نخرہ دکھایا گیا۔

www.urdunovelsmania.com

"رومانس کرنا ہے میں نے، باہر آؤ۔" پہلی بات دانت پیستے کہی جس پہ وہ ہڑبڑا گئی جبکہ دوسرا حکم سنایا گیا۔

"آرہی ہوں اب ایسے تو بات نہ کریں۔" جھولے سے اٹھتی وہ ہلکی آواز میں شکوہ کر گئی۔

"یار ہدا قسم سے اب تم اگلے پانچ سیکنڈ میں باہر نہ ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" سالار نے دھمکاتے کہا تو ہدا جان بوجھ کے آہستہ قدم لینے لگی گیٹ کی طرف، صرف اس کو تپانے کے لیے۔

سالار نے بغیر موبائل بند کئے اس کا انتظار کیا جو جان بوجھ کے آہستہ آرہی تھی، مگر جیسے ہی اس نے گیٹ کھولا تو سالار ایک ہی جست مین اس تک پہنچا اور اس کو کمر سے پکڑ کے ساتھ لگایا جس پہ ہدا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"اتنی دیر کیوں کی۔" اس کو اپنے قریب کرتے کہا جبکہ ہدا ڈھرکتے دل کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔

"سالار چھوڑیں۔" اس نے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔

"جو پوچھا وہ بتاؤ۔" ایک ہاتھ سے اس کو ساتھ لگاتے دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے پیار بھری سرگوشی کی۔

"آ تو گئی ہوں، اب چھوڑیں بھی، جگہ کا ہی خیال کرلیا کریں۔" اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے شرم سے کہا تو سالار نے مسکراتے اس کو چھوڑا۔

"تم میرا خیال کرتی ہو۔" بدلے میں اس نے آبرو اچکا کے سوال کیا اور ساتھ ہی اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔

"کرتی ہوں اسی لیے یہاں آئی ہوں۔" ہدا نے گردن اکڑا کے جواں دیا۔

"کہاں آئی ہو، تمہارا اپنا گھر ہے یہ۔" سالار نے گھور کے کہا تو ہدا کھلکھلا اٹھی اور گاڑی میں بیٹھ گئی، وہ جانتی تھی کہ اس کی ماما کو وہ پہلے ہی بتا چکا ہو گا کہ ہدا اس کے ساتھ جانے والی ہے ورنہ وہ اس طرح اسے گھر سے باہر جانے کو کبھی نا کہتا۔

"بائی دا وے لوکنگ ویری۔۔۔۔۔پریٹی۔" سالار نے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرتے کہا لیکن ویری کے بات جان بوجھ کے ٹھہر گیا تو ہدا نے ڈھرکتے دل کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اس نے پریٹی کہا ساتھ ہی آنکھ ونک کی۔

"شکریہ!" مسکرا کے بس اتنا ہی کہہ سکی تو سالار نے اس کے ماتھے پہ لب رکھے اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔؟" کچھ توقف کے بعد ہدا نے سالار سے پوچھا جو مگن سا ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا۔

"ہنی مون پہ۔" سنجیدگی سے جواب دیا تو ہدا اسٹپٹا گئی۔

"سالار میں مزاق میں نہیں پوچھ رہی مجھے بتائیں ہم کہاں جا رہے ہیں۔" ہدا نے برا مناتے کہا۔

"تو مزاق کر کون رہا ہے میری بیگم۔" ایک ہاتھ سے اس کی گال پہ چٹکی بھرتے کہا۔

"مجھے نہیں جانا، آپ گھر چھوڑ آئیں مجھے، یہ کیا بات ہوئی کہ آپ مجھے بتا ہی نہیں رہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور الٹا آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔" ہدا نے منہ بناتے کہا تو سالار کا گاڑی میں قہقہہ گونجا۔

"یہ ہماری رخصتی سمجھو بیگم!" وہ ابھی بھی شرارت سے باز نہ آیا تو ہدا نے اس بازو پہ مکے برسانے لگی۔

"آپ بہت برے ہیں، گھر چھوڑ کے آئیں میں نے ماما کو بھی نہیں بتایا، کیا پتا کہ آپ مجھے اغوا کر لیں۔" ہدا نے ایک پنچ بنا کے سالار کے کندھے پہ مارا تو سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے لبوں سے لگایا۔

"بتایا تو ہے ہم ہنی مون پہ جا رہے ہیں اب اس میں برا منانے والی کیا بات ہے جبکہ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہارا شوہر اتنا رومانٹک ہے، ویسے اغوا کرنے کا بھی حق رکھتا ہوں میں۔" سالار نے اسی ہاتھ کو پکڑ کے اسے اپنے قریب کرتے اس کے گرد بازو پھیلاتے کہا۔

"سالار! ہماری ابھی شادی نہیں ہوئی اور آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔" ہدا نے صدمے سے کہا۔
"بس تھوڑی دیر میں پہنچنے والے ہیں ڈئیر وائفی۔" اس کی بات کو اگنور کرتے کہا تو ہدا منہ بنا کے رہ گئی
۔

تھوڑی دیر بعد سالار نے ایک جگہ گاڑی روکی تو ہدا نے ڈھرکتے دل کے ساتھ سالار کو دیکھا جو اب گاڑی سے اتر رہا تھا۔

"آؤ۔" ہدا کو باہر آنے کا کہا لیکن وہ پیچھے کو کھسکی۔
"نہیں، میں نہیں آرہی آپ کہاں لائے ہیں مجھے۔" اس نے روہانسی ہو کے کہا کیونکہ ہدا کو یہاں خالی سڑک کے علاوہ دور ایک جھونپڑی دکھ رہی تھی۔

"یار باہر آؤ، بھروسہ ہے نا مجھ پہ۔" سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے پیار سے پوچھا۔
"نہیں۔" جواب فوراً آیا تو سالار نے صدمے سے گھور کے دیکھا۔

"کیا!" اس نے دوبارہ تصدیق چاہی۔
"مطلب ہے بھروسہ لیکن ابھی کا کیا پتا آپ مجھے کہاں لائے ہیں۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"ہاں یہ بھی ہے ویسے سوچو ابھی یہاں پہ کوئی ہے بھی نہیں بس میں، تم اور تنہائی پھر کیا خیال ہے۔"
سالار نے گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کے معنی خیزی سے کہا تو ہدا کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔

"میں۔۔۔ میں یہاں سے جا رہی ہوں آپ پتا نہیں کیا باتیں کر رہے ہیں۔" ہدا نے فوراً سے پہلے ڈرائیونگ سیٹ پہ جانا چاہا جب سالار نے پل میں اسے کھینچ کے باہوں میں بھرا۔
"ضدی نہیں ہو گئی تم۔" سالار نے آنکھیں دکھاتے کہا اور پاؤں سے دروازہ بند کیا گاڑی کا۔

"چھوڑیں مجھے یہ آپ کیا کر رہے ہیں، میں خود چل سکتی ہوں۔" ہدا نے گھبراتے کہا۔
"اب خاموش ہو جاؤ ورنہ میں نے کچھ کر دینا یہی پھر شکوے کرتی رہنا۔" سالار نے دھمکا کے کہا تو ہدا نے ڈھڑکتے دل کے ساتھ اس کی گردن میں بازو ڈالے۔
ابھی سالار اس کو لے کے ایک رستے پہ چل رہا تھا جہاں سے تھوڑی دور ایک جھونپڑی بنی تھی۔

"موٹی نہیں ہو گئی۔" ایک سرگوشی ہدا کے کان میں ہوئی جو رستے کو دیکھنے میں مگن تھی۔
"تو اتار دیں، میں نے تو نہیں کہا تھا اٹھانے کو۔" گردن اکڑا کے کہا لیکن اگلے ہی پل اس کی چیخ گونجی کیونکہ سالار نے واقعی اس کو اتار دیا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ایسے کوئی کرتا ہے کیا۔" ہدا نے سنبھلتے کہا۔

"خود ہی کہا تھا کہ اتار دیں اب شکوہ کر رہی ہو۔" سالار نے جگہ کا جائزہ لیتے کہا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" سالار کے ساتھ چلتے عام سے لہجے میں کہا لیکن اگلے ہی پل اپنی بات پہ شرمانے لگی۔

"آ جاؤ پھر سے اٹھا لوں۔" پیچھے سے اس کے کان میں سرگوشی کی تو ہدا نے ڈھرکتے دل کے ساتھ سر نفی میں ہلایا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔" بار بار دھرایا جملہ پھر سے کہا۔

"سرپرائز ہے ابھی پتا چل جائے گا۔" اب وہ جھونپڑپٹی کے قریب پہنچ گئے تھے جب ایک آدمی بھاگتا ہوا سالار کے پاس آیا اور ادب سے سلام کیا۔

"ہاں ہو گئی سب تیاری۔" اس نے پوچھا تو آدمی نے ادب سے سر ہلایا۔

"اور تو کوئی نہیں یہاں؟" سنجیدگی سے سوال کیا۔

"نہیں صاحب جی، آپ کے آنے کا سب کو بتا دیا تھا کہ آپ کے ساتھ بی بی جی بھی ہونگی تو سب کو چھٹی دے دی۔" اس نے سر جھکا کے کہا تو سالار اس کو بھی جانے کا بول کے خود ہدا کا ہاتھ پکڑے جھونپڑی کے پچھلے حصے کی طرف آیا۔

"واؤ! سالار یہ کس کا ہے سب۔" جھونپڑی کے پیچھے ایک اصطبل موجود تھا جہاں مختلف نسلوں کے گھوڑے موجود تھے جن کو دیکھ ہدا خوشی سے سالار کا ہاتھ پکڑے پوچھنے لگی۔

"یہ سب ہمارا ہے، میں نے اور ارمان نے پچھلے سال ہی خریدا تھا سوچا کہ سرپرائز دیں گے اور اب یہ مکمل تیار ہے تو تمہیں دکھانے کے لیے لایا ہوں۔" اس کو ساتھ لے کے چلتا وہ باڑ کے قریب آیا جہاں گھوڑے بندھے تھے۔

"یہ کتنے پیارے ہیں نا، آپ کو پتا مجھے شروع سے ہی یہ سب بہت پسند ہیں۔" ہدا نے پرجوش ہو کے گھوڑے کے سر کو ہاتھ لگانا چاہا لیکن ڈر کے مارے پیچھے کر لیا۔

"کچھ نہیں کہتا۔" سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے گھوڑے کے سر پہ رکھا اور اس کے اوپر اپنا ہاتھ جس پہ وہ کھلکھلا اٹھی۔

"LetshaveaRide."

سالار نے سرگوشی کرتے کہا اور گھوڑے کی رسی کو پکڑتے اسے باہر نکالنے لگا کہ ہدا چیختی دور ہوئی۔

"نہیں! میں نہیں کر رہی، آپ کریں میں بس دیکھوں گی۔" ہدا نے ڈرتے کہا اور کچھ ہی فاصلے پہ موجود کرسی پہ جا کے ریلیکس سی بیٹھ گئی۔

"اٹھو یار بہت مزا آئے گا۔" سالار نے گھوڑے کو میدان میں لا کے کھڑا کیا اور ہدا کو پاس بلایا۔

"مجھے بہت ڈر لگتا ہے میں نہیں آؤں گی۔" ہدا نے سہولت سے انکار کیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم چاہتی ہو میں تھوڑی دیر والا واقع دہراؤں، اگر ایسا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" سالار نے کہہ کے اپنے قدم ہدا کی طرف بڑھائے تو وہ ہڑبڑا کے اٹھ گئی کہ سالار کا کیا پتا اسے پھر سے اٹھا لے۔

"اگر میں گر گئی تو۔" اس نے ڈرتے پاس آتے پوچھا۔
"میں ساتھ ہی ہوں فکر نا کرو۔" سالار نے کہتے اسے کمر سے پکڑ کے اوپر اٹھایا اور گھوڑے پہ بٹھایا تو وہ ایک طرف ٹانگیں کر کے بیٹھ گئی پھر وہ خود بھی چڑھ گیا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر اس نے مجھے گرا دیا تو۔" سالار کا بازو پکڑتے نیچے دیکھتے کہا۔
"اس کی تم سے دشمنی ہے کیا جو تمہیں نیچے گرائے گا تم مجھے پکڑ کے بیٹھو بس۔" سالار نے کہتے گھوڑے کی لگام پکڑی اور جھٹکا دیا جس سے وہ آہستہ آہستہ چلنا شروع ہوا۔

"کتنا مزا آرہا ہے نا۔" کھلکھلا کے کہا تو سالار نے ایک اور جھٹکا دیا جس سے گھوڑے کی رفتار تیز ہوئی لیکن زیادہ نہیں۔

"یہ بس اتنا ہی تیز چلے گا۔" ہدا نے سالار کو دیکھتے تھوڑی دیر بعد پوچھا جس کے جواب میں بس سالار نے اس کے سر پہ بوسہ دیا اور اگلے ہی پل ہدا کی چیخیں گونجیں وہیں سالار کے قہقہے۔

"اس کو روکیں یہ مجھے مار دے گا۔" اس کے سینے سے لگی وہ روہانسی انداز میں بولی کیونکہ گھوڑا اب باقاعدہ بھاگنا شروع کر چکا تھا اور سالار اس سپیڈ بڑھائی جا رہا۔

"سالار میں نے آپ سے اب بات نہیں کرنی، آپ بہت بہت برے ہیں روکیں اسے۔" ہدا نے اس کے کندھے پہ مکے برساتے چیختے کہا۔

"خودی کہہ رہی تھی کہ کیا یہ اتنا ہی تیز چلتا تو اب گھوڑا بتا رہا ہے تمہیں کہ دیکھو میں کتنا تیز چلتا ہوں۔" ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار باندھا اور دوسرے سے گھوڑے کی لگام کسی کہ وہ آہستہ سے چلنے لگا۔

"ہدا جان، دیکھو وہ رک گیا ہے۔" اس کو خود سے الگ کرنا چاہا لیکن میڈم شاید رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔

"میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اب۔" اس نے روتے اپنی ناراضگی ظاہر کی لیکن اس کے سینے سے الگ نا ہوئی۔

"ہاں ٹھیک ہے بس ایسے ہی مجھے محسوس کرنے دو خود کو۔" اب اپنا دوسرا بازو بھی اس کے گرد باندھتے کہا تو ہدا بوکھلا گئی۔

"ہٹیں پیچھے موقع چاہیے آپ کو۔" اس سے پیچھے ہوتے کہا اور نیچے اترنے لگی لیکن چھلانگ لگانے کے ڈر سے بے بسی سے سالار کو دیکھا۔

"میری مدد چاہیے؟" معصومیت سے سوال کیا گیا تو ہدا اپنے لب کاٹتی رہ گئی۔

"آؤ۔" خود نیچے اتر کے اپنی باہیں پھیلا کے ہدا کو اشارہ کیا تو وہ نیچے اتری اور فوراً اس سے دور ہوئی لیکن اگلے ہی پل لڑکھڑا گئی۔

"دھیان سے یار۔" اس کو سہارا دے کے کھڑا کیا تو ہدا نے اسے گھورا جیسے سارا قصور ہی اس کا تھا۔

"آؤ کھانا کھاتے ہیں۔" شام کا وقت ہو رہا تھا تو سالار اس کو لیے جھونپڑی میں داخل ہوا جہاں وہی آدمی ان کے لیے کچن میں شاید کھانا تیار کر رہا تھا۔

"فریش ہو جاؤ، پھر ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا تو وہ سر ہلا کے اس کے بتائے ہوئے کمرے میں گئی۔

پھر دونوں نے مل کے ساتھ کھانا کھایا اور ایک بھرپور شام گزار کے واپس گھر کی راہ لی، ہدا شاید تھک گئی تھی تو رستے میں ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔

****

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب موبائل کے مسلسل بجنے سے اس کی نیند میں خلل پڑا تو ماتھے پہ بل لیے اس نے موبائل کی سکرین پہ دیکھا۔

نام دیکھ کہ اس کے بلوں میں اضافہ ہوا اور اٹھ کے دبے پاؤں کمرے کی بالکنی میں آگیا۔

"کیا مسئلہ ہے کیوں اتنی رات کو کال کر رہی ہو کچھ خیال ہے تمہیں۔" اس نے بگڑتے لہجے میں کہا اور ایک نظر اندر جھانک کے سوئے وجود کو دیکھا۔

"میں بہت اکیلی ہوں، میں کیا کروں تم بھی تو خیال نہیں کر رہے۔" دوسری طرف سے روتے کہا گیا تو اس نے سرد سی آہ بھری۔

"کیا چاہتی ہو تم۔" نرم پڑتے کہا۔

"تمہیں چاہتی ہوں، کیا ایسا نہیں ہو سکتا تم پھر سے ویسے ہی بن جاؤ جیسے پہلے میرے لیے تھے۔" ایک امید کے تحت دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یہ ناممکن ہے، اب تمہیں یہ بات خود کو سمجھانی چاہیے کہ میں اب تمہارا نہیں ہو سکتا۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتے، اس دنیا میں سب ہو سکتا ہے پھر تم میرے کیوں نہیں بن سکتے دیکھو میں کتنی اکیلی ہوں مجھے تمہارا ساتھ چاہیے پلیز۔" اتنا کہہ کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"رونا تو بند کرو۔" اس نے جھنجھلا کے کہا۔

"کیا تم مجھ سے تھوڑی دیر بات کر سکتے ہو۔" دوسری طرف سے جیسے التجا کی گئی تو اس نے حامی بھر لی۔

"ٹھیک ہے، لیکن اب رونا نہیں۔" جس کی بات سن کے دوسری طرف خوشی کا اظہار کیا گیا پھر دیکھتے دیکھتے ان کو صبح ہو گئی بات کرتے کرتے لیکن وقت کا پتا نا چل سکا۔

****

دریہ اگلے رن یونیورسٹی پہنچی تو سب سے پہلے اس نے صائم کو ہی تلاش کیا کہ اسے بتا سکے کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دے صبح تو وہ اسے کہیں نظر نہ آیا لیکن آف ٹائم میں صائم کو ڈھونڈنے میں اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی کیونکہ پارکنگ ایریا کے پاس ہی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا، دریہ شکر کا کلمہ پڑھتے ان کے پاس آئی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے، کیا بات کر سکتے ہیں؟" دریہ نے جھجھک کے پوچھا کیونکہ صائم کے دوست بھی اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"جی ضرور آجائیں۔" صائم اپنے دوستوں سے ایکسکیوز کر کے دریہ کو لے کہ سائیڈ پہ ہوا جہاں رش کم تھا تاکہ وہ اس کی بات آرام سے سن سکے

"آپ اس دن جو کہہ رہے تھے۔۔۔" ابھی دریہ نے کہنا شروع کیا تھا کہ وہ صائم نے بیچ میں بات کاٹ دی۔

"میں نے اس دن آپ سے جو بھی کہا تھا وہ محض ایک بات نہیں تھی، میں واقعی میں آپ کو پسند کرتا ہوں اور دل سے چاہتا بھی ہوں۔"

"پہلے اپ میری بات سن لیں پلیز۔" دریہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی ایم سوری، آپ کہیں پلیز میں سن رہا ہوں۔" صائم نے شرمندہ ہوتے کہا۔

"مجھے نہیں پتا آپ کیا سوچتے ہیں میرے بارے میں اور نہ میں جاننا چاہتی ہوں، میں بس آپ کو یہی بتانا چاہتی ہوں کہ میں شادی شدہ ہوں۔" دریہ ایک ہی سانس میں کہہ کے بات ختم کی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں ایک مہینہ پہلے تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا اور اب آپ اچانک سے اپنی شادی کی بات کر رہی ہیں، اچھا مذاق کر لیتیں ہیں آپ۔" صائم نے اس کی بات کو اہمیت دیئے بغیر ہلکا سا ہنس کے کہا جس پہ دریہ کو اس کی دماغی حالت کا شک ہوا کہ وہ اسے اپنی شادی کا بتا رہی اور اسے وہ مذاق لگ رہا تھا۔

"میں آپ سے کیوں مزاق کرنے لگی اور ویسے بھی مجھے جھوٹ بول کے کیا ملنا ہے جو سچ ہے وہی بتا دیا میں نے آپ کو اب آپ میرے بارے میں نہ ہی سوچیں تو بہتر ہے۔" دریہ سنجیدگی سے کہہ کے جانے لگی تو صائم نے اسے پھر سے روکا۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ کے شوہر کون ہیں؟ کیا وہ ارمان بھائی ہیں؟" صائم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا جبکہ ارمان کے نام پہ دریہ کو لگا کہ جیسے اس کی ڈھرکن اب رک جائے گی۔

"آپ کو میں نے جتنا بتانا تھا بتا دیا امید ہے آپ سمجھ گئے ہونگے۔" اس کے سوال کا جواب دیے بغیر وہ یونیورسٹی کے گیٹ کی جانب گئی کیونکہ اس کے موبائل پہ حامد کی کال آنے لگی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ لینے آگیا ہے۔

صائم بھی اس کے پیچھے چل دیا اور جا کے گاڑی میں بیٹھے شخص کو غور سے دیکھا جو ارمان اور سالار میں سے تو کوئی بالکل بھی نہیں تھا مطلب کہ وہ واقعی اب شادی شدہ ہے یہ سوچ کے صائم کو دل کو جیسے تکلیف ہوئی اور وہ تلخی سے مسکرا دیا۔

****

ناز بیگم کچن میں کھڑیں دوپہر کے کھانے کی تیاری دیکھ رہی تھیں جب ان کو چہکتی آواز سنائی دی۔

"دریہ، میری جان کب آئی۔" خودی سے بڑبڑاتی انہوں نے کیچن سے باہر جھانک کے ہال میں دیکھا جہاں دریہ حامد کے ساتھ آرہی تھی۔

"ماما!" خوشی سے چہکتی وہ بھاگتی ان کے ساتھ آ کے لپٹ گئی۔

"ماما آپ کو بہت یاد کیا میں نے، میں آپ کو یاد کرتے اتنا روئی لیکن آپ مجھ سے ملنے نہیں آئی۔" ان کے سینے سے لگی وہ روتے شکوے کر رہی تھی جبکہ ناز بیگم اتنے دنوں بعد اپنے دل کے ٹکرے کو پاس محسوس کرتیں آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

حامد شادی کے ایک مہینے بعد آج دریہ کو اس کے میکے لایا تھا جس پہ دریہ تو صبح سے خوشی سے کبھی امی (ثریا بیگم) کو بتاتی تو کبھی نوشین کو کہ وہ آج جا رہی ہے تو کیا پہنے اور کیا نہ پہنے اس سب میں اس نے ایک بار بھی حامد سے اس بارے میں نہیں پوچھا تھا، جب سے حامد نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا اس کے اندر ایک ڈر پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ حامد کے سامنے بہت کم بات کرتی تھی۔

"میری جان میں نے بھی آپ کو بہت یاد کیا تھا، اب تم اتنے دنوں بعد آئی ہو تو میں نے جلدی نہیں جانے دینا تمہیں۔" انہوں نے اسکا ماتھا چومتے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

"جی ماما میں بھی رہنے ہی آئی ہوں، میں نے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں ساری رات اب بس یہ کام چھوڑ کے آئیں میرے پاس۔" دریہ نے ان کو اپنے ساتھ لے جا کے صوفے پہ بٹھایا۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ہلکے سے سرخ رنگ کی کڑھائی والی قمیض کے ساتھ سکن رنگ کی کیپری پہنے وہ انہیں بہت پیاری لگی تھی۔

"بیٹے حامد نہیں آیا ساتھ؟" انہوں نے داخلی دروازے کی طرف دیکھ کے پوچھا۔

"ماما وہی آئیں ہیں میرے ساتھ ابھی تو یہیں تھے پتا نہیں کہاں گئے۔" دریہ صوفے سے اٹھتی ہوئی دروازے کے قریب جانے لگی جب حامد انہیں اندر آتا ہوا دکھائی دیا۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں بھابھی؟" حامد نے ان کے پاس آکے پوچھا اور دریہ کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پہ صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں اللہ کا شکر تم سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟"

اسی طرح تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد حامد نے ان سے جانے کی اجازت چاہی تو ناز بیگم نے دریہ کو کہا کہ حامد کو گیٹ تک سی آف کر کے آئے.جس پہ وہ خاموشی سے حامد کے پیچھے چل پڑی۔

"سنیئے! اپنا خیال رکھیے گا۔" دریہ نے مسکرا کر کہا.جس پہ حامد نے بس "ہمم" کہہ کے سر ہلا دیا، دریہ کو لگا تھا کہ وہ اسے اپنا خیال رکھنے کو کہے گا لیکن وہ تو چپ چاپ چلا گیا جیسے اس کے سر سے بلا ٹلی ہو، بجھے دل کے ساتھ اندر آئی صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھی جبکہ ناز بیگم اس کے لیے چائے بنانے چلی گئیں۔

یہ بات ناز بیگم نے بھی نوٹ کی تھی کہ حامد نے دریہ کو ان کے سامنے بھی مخاطب نہیں کیا تھا بس وہ ناز بیگم کے ہی سوالات کا چھوٹا موٹا جواب دے رہا تھا اور دریہ لا تعلق سی بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"ماما آپ پھر کچن میں آگئیں ہیں، ادھر آئیں اور میرے ساتھ بیٹھ کے باتیں کریں۔" ان کے گرد باہوں کا حصار قائم کرتے لاڈ سے کہا۔

"جی میری جان ابھی آئی، تم یہ بتاؤ کہ حامد آپ کے ساتھ ٹھیک ہے ناں، مطلب غصہ تو نہیں کرتا نا۔" انہوں نے پیار سے پوچھا تو دریہ کی آنکھوں کے سامنے وہ دن آگیا جب حامد نے اسے تھپڑ مارا تھا یہ سوچتے ہی دریہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"جج۔۔۔ جی ماما وہ ٹھیک ہیں میرے ساتھ انفیکٹ وہ بہت اچھے ہیں، بہت خیال رکھتے ہیں میرا۔" اس نے چہرے پہ مسکراہٹ لیے کہا۔

"اچھی بات ہے لیکن بیٹا میں نے نوٹ کیا تھا کہ وہ آپ سے تو بات ہی نہیں کر رہے تھے۔" انہوں نے اپنے دل میں آئی بات پوچھ ڈالی جس پہ دریہ تو ایک پل کے لیے خاموش ہی ہو گئی۔

"ماما آپ تو جانتی ہیں کہ وہ زیادہ بات نہیں کرتے اسی لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے ورنہ تو وہ مجھ سے بہت باتیں کرتے ہیں آفس سے آ کے۔" دریہ نے نظریں چرا کے کہا جو ناز بیگم نے اچھے سے نوٹ کیا لیکن کہا کچھ بھی نہیں۔

****

"میں اتنی ایمرجنسی میں یہاں آیا ہوں، بتاؤ کیا بات ہے؟" اس کے پہنچتے ہی وہ بھڑک اٹھا جبکہ وہ نزاکت سے اپنے بال کندھے سے آگے کر کے بیٹھ گئی۔

اسے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا یہاں بیٹھے بیٹھے اور وہ میڈم اب آ رہی تھیں یہاں۔

"میرا دل کر رہا تھا تم سے ملنے کے لیے اسی لیے ایمرجنسی میں بلایا تمہیں۔" اس نے بھی سکون سے بیٹھتے کہا جو کہ سامنے بیٹھے شخص کو اچھا خاصا جلا گیا تھا اور اسے زبردست گھوری سے نوازہ۔

"تم کب سیریس ہو گی ہر وقت مزاق کا نہیں ہوتا۔" اس نے آنکھیں گھما کے کہا۔

"میں تو اب سیریس ہی ہوں بس اب تم بھی میرے ساتھ سنجیدگی ظاہر کر دو اپنی۔" آگے ہو کے اس نے اپنا ہاتھ اس کے ٹیبل پہ پڑے ہاتھ پر رکھا۔

"دیکھو مِشی ہم اب بھی بہت اچھے دوست ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں اپنی ایک اچھی دوست کھو دوں تو تم اس طرح کی باتیں نا ہی کیا کرو تو اچھا ہے۔" اس نے تحمل سے سمجھانا چاہا۔

"لیکن حامد میں تمہیں ایک دوست سے بڑھ کے مانتی ہوں، تم بھی تو مجھے چاہتے تھے ناں تو اب وہ تمہارا پیار، تمہاری محبت کہاں گئی اب وہ سب تمہارے دعوے کہاں گئے؟" مشی نے اس کے ہاتھ پہ دباؤ ڈالتے کہا۔

"وہ بہت پہلے کی بات تھی مشی، اب سب کچھ بدل گیا ہے میری اب ایک فیملی ہے۔" نرمی سے مسکرا کے کہا۔

"کچھ نہیں بدلا حامد، میں ابھی بھی وہی ہوں، تمہاری محبت کو ٹھکرانا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی جس کا احساس مجھے تم سے دور جا کے ہوا، صحیح کہتے ہیں سب جب چیز آپ سے دور ہو جائے تب ہی آپ اس کی قدر کو جانتے ہیں اور تمہاری قدر کو جان چکی ہوں پلیز مجھے اپنا لو میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔" مشی نے اپنی آنکھوں میں نمی لیے کہا۔

"تم کیسی باتیں کر رہی ہو میں کیسے تمہیں اب اپنا سکتا ہوں جبکہ میں شادی شدہ ہوں، کیسی بے وقوفوں والی باتیں کر رہی ہو۔" حامد نے جھنجھلا کے کہا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"لوگ دوسری شادیاں بھی کرتے ہیں حامد، تم کوئی انوکھے نہیں ہو گے جو پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی لاؤ گے۔" مشی نے آرام سے اس کے سر پہ بم پھوڑا۔

"Whatnonsenseisthis,areyoumad?"

حامد نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے غصے سے سرد لہجے میں کہا۔

"کوئی بے وقوفوں والی بات نہیں ہے حامد، میں تمہیں بتا رہی ہوں اگر تم نے مجھے نا اپنایا تو میں کچھ کر دوں گی خود کو۔" مشی اٹل لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی اور ہوٹل سے باہر کی طرف نکل پڑی۔

"یہ کیا مصیبت میری گلے میں پڑ گئی ہے۔" حامد نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور وہ بھی وہاں سے اٹھ گیا لیکن پاس ہی ایک ٹیبل چھوڑ کے کوئی وجود یہ منظر بہت حیرانی و پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔

****

آج سنڈے تھا تو سب نے فیصلہ کیا کہ کرکٹ کھیلیں گے، ارمان اور سالار بھی آفس نہیں گئے تھے، سب بڑے بھی موجود تھے، سب لڑکیاں دریہ، ہدا، عیشاء، نشاء (عیشاء کی چھوٹی بہن) ناز بیگم، شائستہ بیگم ایک ٹیم میں، فرخندہ چچی کسی کام سے کہیں گئی ہوئی تھیں تو وہ کھیل میں شامل نہیں تھیں۔ لڑکوں کی ٹیم میں ارمان، سالار، فرہاد (فرخندہ چچی کا بیٹا جو سب سے چھوٹا تھا) اعجاز صاحب، حسن صاحب، عباس صاحب تھے۔

ٹاس کیا گیا تو لڑکیوں نے جیت لیا اور بیٹنگ کا فیصلہ کیا۔

"وائفی بچ کے رہنا یہ نہ ہو میرے خیالوں میں ہی اُڑی ہوئی ہو تم۔" ہدا جب بیٹنگ کی جگہ سنبھالتے ہوئے کھڑی ہوئی تو سالار نے بالنگ کی جگہ سنبھالی اور اس کے پاس سے گزرتے شرارت سے سرگوشی کی جس پہ ہدا نے ایک زبردست گھوری سے نوازہ۔

"چلتے بنے، خوش فہمیاں ہیں جناب کی۔" ہدا نے ایک ادا سے کہہ کے اپنی کمر پہ دوپٹہ باندھا اور بلے کو سنبھالا۔

"یہ تو ابھی پتا لگ جائے گا۔" وہ بھی چیلینجنگ انداز میں کہتا اپنی جگہ پہ گیا۔

"ہدا اگر تم نے پہلی بال مس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" دریہ جو دوسری طرف کھڑی تھی بلا لے کے ہدا کو آنکھیں دکھاتی بولی تو باقی خواتین نے بھی حوصلہ بڑھایا۔

"چل سالار پہلی بار میں وکٹ اڑا دے۔" ارمان نے سالار کو آنکھ مارتے کہا۔

سالار نے ہلکا سا بھاگتے ہوئے پہلی بال کرائی جو رینگتی ہوئی ہدا کے پاس پہنچی جس پہ اس نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھ کے آبرو اچکا کے سالار کو ایسے دیکھا جیسے "یہاں مزاق چل رہا" جس وہ ہنس کے کندھے اچکا گیا۔

"بچی ہو ناں، اسی لیے آہستہ سے کروائی کہ کہیں لگ نا جائے میری بے بی کو۔" سالار نے ہدا کے پاس آ کے اس کی بچوں کی طرح گال کھینچتے کہا تو ہدا نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"صیح سے بال کروائیں جا کے یا پھر ڈر لگ رہا ہے کہ سکسر نا مار دوں ۔ "ہدا نے مزاق اڑاتے کہا تو سالار ہلکا سا ہنس دیا ۔

سالار نے پھر سے بھاگتے بال کروائی لیکن اس بر واقعی پروفیشنل انداز میں کہ ہدا گیند کو مارنے کے بجائے بلا پھینک کے چیختی نیچے بیٹھ گئی جس پہ ارمان کے ساتھ ساتھ سالار نے بھی قہقہہ لگایا ۔

"ارمان اس کے سکسر سے میں تو ڈر گیا تھا ۔ "سالار نے اپنی ہنسی کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے کہا ۔

"آپ نے جان بوجھ کے اتنی زور سے کروائی تھی ۔ "ہدا نے اپنا آپ سنبھالتے اٹھ کے غصے سے کہا ۔

"لو ۔ ۔ ۔ خود ہی کہہ رہی تھی کہ کرواؤ صیح سے جب میں نے کروائی تو مجھے آنکھیں دکھا رہی ہے ۔ "سالار نے کانوں کو ہاتھ لگا کے توبہ کرتے کہا ۔

"بھائی آپ میری دوست کو تنگ نہ کریں اور تم میری جگہ سنبھالو پہلے میں باری لیتی ہوں ۔ "دریہ نے ہدا کو پیچھے کرتے خود جگہ سنبھالی اور سالار کو بال کروانے کا اشارہ کیا ۔

اس بر سالار نے بال کروائی لیکن دریہ نے بھی اپنا پورا زور لگا کہ بلا گھمایا جس پہ چوکا تو مار ہی دیا ، خواتین تو اتنے میں ہی جھوم اٹھیں ۔

" بیگم ابھی بس چار ہوئے ہیں خوش تو ایسے ہو رہی ہیں جیسے میچ جیت لیا ہو۔ " حسن صاحب نے ناز بیگم کو طنزیہ انداز میں کہا تو آنکھیں گھما گئیں۔

" یہ میچ بھی ہم ہی جیتیں گے، آپ کی تو ویسے بھی عمریں ہو گئی ہیں۔ " ناز بیگم نے شرارت سے کہا اور بھاگ کے اپنی جگہ پہ بیٹھ گئیں پیچھے حسن صاحب ہنس دیے۔

" ارمان پکڑو۔ " دریہ نے جب بال ہٹ کی تو سالار نے ارمان کو پکارا جس پہ اس نے مسکرا کے کیچ کر لیا کیونکہ یہ بہت آسان کیچ تھا۔

" لو ہو گیا تیرا کام اب نکل، میری وائفی کو آنے دے زرا۔ " سالار نے دریہ کے سر پہ چپت لگاتے کہا اور ہدا کی طرف دیکھ کے کہا جو بے بسی سے دریہ کو دیکھنے لگی۔

" دیکھیں۔۔۔ " ہدا نے کچھ کہنا چاہا۔
" دکھائیں۔ " سالار نے اس کے قریب جا کے دلکشی سے کہا تو ہدا نے بلش کرتے اس کو دیکھا۔
" زرا دور ہو کے۔ " انگلی اس کے ماتھے پہ رکھ کے پیچھے کیا جس پہ وہ ہنس دیا جبکہ باقی سب ان کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

"دیکھیں، آپ نے مجھے زور سے بال نہیں کروائی اور نہ ہی بچوں والی، زرا درمیانی کروانی ہے تاکہ میں بھی کچھ ہٹ کر سکوں ورنہ آپ کو اچھا نہیں لگے گا ناکہ آپ کی وائف بغیر کچھ کیسے ہی آؤٹ ہو جائے ہے نا، تو زرا آرام سے بال کروانی ہے اوکے۔" ہدا نے معصومیت سے سالار کو کہا تو سالار نے تابعداری سے سر ہلایا۔

"اور پھر مجھے کیا ملے گا۔" سالار نے سنجیدگی سے پوچھا تو ہدا کی آنکھیں پھیلیں۔

"کیا مطلب کیا ملے گا، آپ کی وائف کی ٹیم میچ جیت جائے گی تو آپ کو خوشی ملے گی، اس سے زیادہ کیا چاہیے آپ کو۔۔ زرا سی بات کیا کر لو فری ہی ہو جاتے ہیں۔" ہدا نے فوراً بدلتے کہا تو سالار عش عش کر اٹھا۔

"وائف کی ٹیم اب بتاتا ہوں تمہیں میں۔" سالار نے کہا اور آہستہ سے بال کروائی جس پہ ہدا نے زور لگا کے ہٹ کیا جو کیچ تھا اور سالار نے ہی بڑے آرام سے کیچ کر لیا، کیچ کرنے کے بعد اس نے جلانے والی مسکراہٹ اچھالی تو ہدا منہ کے زاویے ٹیڑھے کرتی اس کو سبق سکھانے کا ارادہ کرتی باقی خواتین کے پاس گئی۔

اب ناز بیگم اور عیشاء کی باری تھی، ارمان نے باؤلنگ کروانی شروع کی، دو گیندوں پہ ایک رن بنایا تیسری گیند پہ ناز بیگم آؤٹ، اسی طرح چار اوور پہ ہی لڑکیوں کی ٹیم پچیس کا سکور بنا کے آؤٹ، تو لڑکوں کے تمسخر اڑانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یار میں تو ڈر رہا ہوں۔" عباس صاحب نے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔

"کیوں چچا جان کیا ہوا؟" سالار نے لہجے میں فکرمندی ظاہر کی۔

"یار ان "لڑکیوں" نے ہمیں تو اتنی مشکل سکور دے دی ہے کہ پتا نہیں ہم کر بھی پائیں گے یا نہیں۔" عباس صاحب نے فل پریشانی سے کہا تو ارمان کا قہقہہ چھوٹ گیا۔

"بس مجھ سے اور زیادہ ڈرنے کی ایکٹنگ نہیں ہوتی۔" عباس صاحب نے کوفت سے ہوا میں ہاتھ بلند کرتے کہا تو لڑکوں کی ٹیم ہنسنے لگی۔۔

پہلی باری عباس صاحب اور فرہاد نے لی جنہوں نے پہلے ہی اوور میں دس سکور بنا لی اور فرہاد جان بوجھ کے آؤٹ ہو گیا، اس کی جگہ سالار آیا کیونکہ اب ہدا باؤلنگ کروانے لگی تھی۔

"وائفی میں کہنا چاہ رہا تھا کہ مجھے زرا بڑوں والی بال کروانا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے ہارنے سے تمہیں دکھ ہو تو اچھے سے کرنا اوکے بے بی۔" سالار نے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے ہدا کی گال تھپتھپائی اور اپنی جگہ جانے لگا جب ہدا کے الفاظ سن کے رک گیا۔

"آپ کو تو میں بعد میں بتاؤں گی۔" دانت پیستے جملہ کہا۔

"شوق سے یار تمہارا ہی ہوں لیکن اکیلے میں اوکے ناں۔" سالار نے اس کے پاس ہوتے آہستہ آواز میں کہا اور جگہ پہ گیا۔

ہدا آہستہ سے بھاگ کے آئی اور ایک بال کروائی جس پہ سالار نے آسانی سے چھکا مار دیا تو دریہ اور باقی خواتین ایک دائرہ بنا کے کھڑی ہو گئیں، شائستہ بیگم اندر سب کے لیے جوس لینے چلی گئیں۔

"ہدا اگر تم نے ایسا نا کیا تو میں نے تمہیں اسی گیند سے ٹھوک دینا۔" دریہ نے خونخوار نظروں سے گھورتے کہا۔

"مجھ سے نہیں ہونا، یہ بھی کوئی کام ہے کیا اور وہ بھی سب کے سامنے۔" ہدا نے بلش ہوتے کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا بس ایک بار کی ہی بات ہے۔" دریہ نے اٹل لہجے میں کہا تو ہدا بے بسی سے بال کو پکڑے اپنی جگہ پہ آئی۔

"یہ کیوں لال پیلی ہو رہی ہے۔" ہدا جب بال کروانے لگی تو سالار نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو پل میں سرخ ہو رہا تھا پھر اگلے ہی لمحے اس کی وجہ بھی نظر آ گئی جس پہ سالار حیران و شاک سا اپنی جگہ پہ منجمند ہو گیا لیکن پھر آؤٹ آؤٹ کے شور سے ہوش میں آیا۔

"یہ چیٹنگ ہے، ایسا کچھ بھی نہیں ہوا میں نہیں مانتا اسے، تم لوگوں نے چیٹنگ کی ہے۔" ہوش میں آ کے سالار فوراً بول پڑا۔

"واہ میری شیرنی کر دکھایا تو نے، مار گرایا دشمنوں کو، چلو نکلو پتلی گلی سے۔" دریہ خوشی سے جھومتی ہدا کے گال کو چوم کے ارمان اور سالار پہ رعب جھاڑتے بولی جبکہ ہدا بری طرح بلش کرنے لگی۔

"یہ آؤٹ ہے ہی نہیں، میں نہیں مانتا۔" سالار نے کہا تو ارمان نے کھینچ کے اسے کرسی پہ بٹھایا۔

"بیٹا جی اب یہ سب بولنے کا فائدہ، وہ تو وکٹ لے گئی ناں۔" ارمان نے افسوس سے کہا۔

"یار ہدا نے چیٹنگ کی تھی۔" سالار نے ایک بار پھر بولنا چاہا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"کیا کِیا تھا اس نے ہم بھی تھے وہاں، اس نے کچھ بھی نہیں تھا کہا الٹا تو ہی فریز ہو گیا تھا۔" ارمان نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے کہا۔

جب ہدا بال کروانے لگی تھی تو بالکل ایک سیکنڈ پہلے ہدا نے سالار کو سب سے نظر بچا کے فلائنگ کس دی اور ساتھ آنکھ بھی ماری جس پہ وہ حیران رہ گیا۔

"کچھ نہیں یار اب جا اپنی باری کھیل۔" سالار نے ہنس کے کہا تو ارمان اپنی باری کھیلنے گیا، پانچ منٹ کے اندر لڑکوں کی ٹیم نے میچ جیت لیا تھا۔

"بس کھیل لیا جیت گئے، پڑ گئی ٹھنڈ۔" ارمان نے طنزیہ کہا تو لڑکوں کی ٹیم نے خوب قہقہے لگائے۔

پھر خواتین اندر کھانے کے انتظامات دیکھنے چلی گئیں جب کہ دریہ موبائل کو ہاتھ میں لیے وہی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"حامد کیسا ہے؟" ارمان کی آواز پہ دریہ نے اپنی بائیں جانب دیکھا جو سامنے دیکھ کے اس سے سوال کر رہا تھا۔

"ٹھی۔۔۔ ٹھیک ہیں وہ۔" اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

"وہ تمہارا خیال تو رکھتا ہے نا تم خوش ہو اس کے ساتھ۔" ارمان نے فکرمندی سے پوچھا۔

"جج۔۔۔ جی وہ خیال رکھتے ہیں میرا میں بہت خوش ہوں اور مجھ سے روز بات کرتے ہیں۔" دریہ نے مسکرانے کی سعی کرتے کہا۔

"ابھی تک کال نہیں آئی اور نہ ہی اس نے بتایا کہ تمہیں کب لینے آ رہا ہے، اگر وہ بزی ہے تو بتاؤ ہم چھوڑ آتے ہیں گھر۔" ارمان نے نارملی کہا۔

"مطلب آپ مجھے یہاں سے جانے کا کہہ رہے ہیں مان بھائی۔" اور کچھ نہ سوجا تو وہ مصنوعی خفگی لیے بولی۔

"ارے نہیں درے میرا وہ مطلب نہیں تھا میں تو یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ وہ اکیلے کیسے مینج کر رہا ہوگا تمہیں ادھر آئے دو ہفتے ہونے والے ہیں لیکن اس نے ایک بار بھی یہاں کا چکر نہیں لگا۔" ارمان نے بات کلئیر کرنی چاہی۔

"وہ بزی ہیں آج کل لیکن بات وہ مجھ سے روز کرتے ہیں۔" دریہ نے فخریہ کہا تو ارمان کسی کام کا کہہ کے اندر کی جانب گیا۔

دریہ جب سے یہاں آئی تھی آیک بار بھی حامد نے اسے کال نہ کی تھی اور نہ ہی وہ یہاں آیا تھا، اپنے امی ابو سے تو وہ بارہا کہہ چکی تھی کہ جیسے ہی وہ فری ہوتے ہیں کال کر لیتے ہیں۔
شام کا کھانا سب نے مل کے کھایا اور خوش گپیوں میں ہی مصروف رہے، سالار اور ہدا کی شرارتوں کو دیکھ کہ دریہ کو بھی حامد کی یاد آرہی تھی کہ کاش وہ بھی اس کے ساتھ ایسے رہتا لیکن وہ تو اسکے مزاج کا ہلکا سا نکتہ بھی نہیں تھا الٹا دریہ نے خود کو حامد کے مزاج میں ڈھالنا شروع کر لیا تھا۔

ابھی بھی آدھی رات کو وہ موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی کہ شاید ابھی حامد کی کال آئے اور وہ اس سے کہے کہ کل وہ لینے آرہا ہے تیار رہے، کافی دیر کے انتظار کے بعد آج دریہ کا ضبط جواب دے گیا اور اس نے خود ہی نمبر ڈائل کیا لیکن دوسری طرف سے نمبر بزی آرہا تھا جس پہ دریہ کے دل میں تکلیف سی اٹھی۔

****

آفس سے آ کے وہ رات کو کھانا کھا کے کمرے میں آ کے سوچکا تھا ابھی آدھی رات تھی جب اس کا موبائل بجنا شروع ہو گیا تو اس نے کوفت سے نمبر دیکھا جہاں مشی لکھا آرہا تھا۔

"یا اللہ اس کو کب عقل آئے گی۔" منہ میں ہی بڑبڑاتے اس نے کال پک کی۔

"ہیلو سر! آپ جو بھی ہیں پلیز جلدی سے ہوسپٹل پہنچ جائیں کیونکہ یہ جن کا موبائل ہے انہوں نے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔" موبائل کان سے لگاتے ہی اسے جو خبر سنائی دی وہ اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔

"اُفف خدایا یہ کیا کر دیا لڑکی، آپ مجھے ہوسپٹل کا اڈریس بتا دیں میں بس ابھی پہنچ رہا ہوں۔" اس نے اجلت میں کہا اور ڈریسنگ میں جا کے جلدی سے چینج کیا تاکہ فوری طور پہ اسپتال پہنچ پائے۔

تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ بھاگتا ہوا اسپتال کے کاریڈور سے گزرا اور ریسیپشن سے روم نمبر پوچھ کے کمرے کی جانب بھاگا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

جب وہ روم کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ اندر مشی نیم جان سی نیم مردہ حالت میں بیڈ پہ بے سدھ لیٹی تھی، ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اس نے اپنی کلائی کاٹنے کی کوشش کی تھی اور اس کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہوا جس کی وجہ کوئی پریشانی تھی۔

"مجھے تم سے اس حرکت کی بالکل بھی اُمید نہیں تھی کہ تم اس حد تک جا سکتی ہو۔" جب ڈاکٹر نے اس سے ملنے کی اجازت دی تو وہ چلتا اس کے بیڈ کے قریب آیا اور مایوسی سے گویا ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں ہلکی سی کھولیں۔

"میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا کہ میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" تلخی سے مسکرا کے ہلکی آواز میں گویا ہوئی۔

تبھی مشی کی ماما روم میں داخل ہوئیں تو سالاران کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

'السلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ؟ آپ اس کو سمجھاتی کیوں نہیں ایسا کرنے سے کیا ملے گا اسے۔" حامد نے ایک شکوہ کناں نظر مشی پہ ڈالتے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں بیٹا، میرے بس کی بات نہیں اب، میں بوڑھی ہو چکی ہوں مجھے نہیں پتا کہ کب میرا بلاوا آ جائے اس کی الگ سے پریشانی ہو رہی ہے، مجھے تو خود سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں۔" مشی کی ماما

حامد کو یونیورسٹی کے زمانے سے جانتی تھیں کیونکہ وہ دونوں اکھٹے پڑھے تھے اور مشی کی ماما یہ بھی جانتی تھیں کہ حامد یونیورسٹی میں مشی کو پسند کرتا تھا لیکن مشی کے دل میں تب ایسے کوئی جزبات نہ تھے لیکن اب وہ ہاتھ دھو کے حامد کے پیچھے پڑی تھی۔

"آپ مجھے اپنا بیٹا مانتی ہیں ناں تو کیوں ایسی باتیں کر رہی ہیں۔" حامد نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے کہا۔

"بیٹا میں اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتی، میں تمہاری ساری زندگی مشکور رہوں گی اگر تم اسے اپنا لو، یہ اپنی ماں کی التجا ہی سمجھو بیٹا۔" انہوں نے امید کے تحت حامد کو دیکھتے کہا جو صدمے سے انہیں کو دیکھ رہا تھا جو جانتے ہوئے بھی کہ وہ شادی شدہ ہے پھر بھی اسے اپنی بیٹی سے شادی کرنے کا کہہ رہی ہیں۔

****

بار بار کال کرنے پہ بھی جب حامد نے اس کا فون نا اٹھایا تو اسے ٹینشن ہونے لگی اور ٹہلنے لگی کہ تھوڑی دیر بعد کوشش کرے گی لیکن مسلسل ٹرائی کرنے پہ بھی اس نے فون نہیں اٹھایا پھر آخر پہ فون ہی بند ہوگیا، دریہ نے ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے اس وقت اسے سالار کو تنگ کرنا مناسب نا لگا اور وضو کرنے چلی گئی۔

"اللہ تعالیٰ میں نے کتنے دن ہو گئے تھے آپ سے بات نہیں کی تو کیا آپ مجھ سے ناراض تو نہیں؟"

دو نفل ادا کر کے وہ اپنی پرانی جگہ پہ آ کے بیٹھ گئی اور آسمان کو دیکھنے لگی۔

"میں روز نماز پڑھ کے آپ کو یاد تو کرتی تھی لیکن آپ سے بات نہیں تھی کر پاتی، میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے ناراض ہونگے۔" اس نے مایوسی سے آسمان کی طرف دیکھتے کہا۔

"میں نے اپنے رشتے کو پورا نبھانے کی کوشش کی ہے اور اس کو نبھا بھی رہی ہوں، میں نے کوئی بے وفائی نہیں کی، ماں بھائی کو میں نے پسند ضرور کیا تھا لیکن میں اب ان کے بارے میں بالکل بھی نہیں سوچتی۔" اپنے گھٹنوں کے گرد بازو باندھتے اس پہ سر رکھتے کہا۔

"میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہوں بس آپ ایسا کر دیں کہ وہ بھی میرے ساتھ خوش ہو جائیں، ورنہ اس طرح تو مجھے گناہ ملتا رہے گا نا۔" اس نے بچوں کی معصومیت لیے اللہ سے فریاد کی اور مسکرا دی۔

"ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھیے گا۔" اللہ تعالیٰ کو اتنا کہہ کے وہ اٹھی اور اپنے بیڈ پہ آ کے لیٹ گئی لیکن سونے سے پہلے اس نے ایک بار پھر حامد کا نمبر ڈائل کیا جو ابھی بھی بند آ رہا تھا، اس نے مایوسی کے ساتھ موبائل دیکھا اور سائیڈ پہ رکھ کے سو گئی۔

اب اس کو کیا خبر تھی کہ آنے والے دن اس کے لیے کیا قیامت لانے والے ہیں جبکہ وہ تو اپنے اللہ سے اپنی خوشیوں کی دعائیں مانگ کے سوئی تھی۔

****

حامد صبح کے سات بجے گھر واپس آیا تھا اور آتے ہی بغیر کسی سے بات کیے اپنے کمرے میں بند ہو گیا اور رات کی کاروائی کے بارے میں سوچنے لگا۔

جب اس نے مشی کی ماما کو منع کیا نکاح کرنے سے تو وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر رونے لگیں، ان کے لاکھ کہنے پہ حامد نے ایمرجنسی اپنے دو دوستوں کو بلایا رات کے وقت اور ان سے نکاح کی تیاری کا کہا، اس دوران دریہ کی کئی بار کالز آ چکی تھیں لیکن حامد نے ان کی جانب توجہ دینا ضروری نا سمجھا، صبح فجر کی نماز کے وقت وہ اپنے ساتھ قاضی صاحب کو لائے اور حامد اور مشی کا نکاح ہو گیا، مشی تو بہت خوش تھی، البتہ حامد کے دوستوں نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی ایسے دریہ کو دھوکا نا دے لیکن اس نے یہ کہہ کے انہیں چپ کروا دیا کہ وہ مشی کی ماں کے سامنے مجبور ہے لہذا اس کے دوست بھی خاموش ہو گئے لیکن انہوں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی۔

مشی نے تو یہ تک کہہ دیا کہ وہ دریہ کے ساتھ ساری زندگی بھی رہنے کے لیے تیار ہے، وہ اس کے ساتھ بہن بن کے رہے گی اور اسے کوئی شکایت نہیں ہو گی مشی سے لیکن حامد نے ابھی کسی کو بھی کچھ

نہ بتانے کا فیصلہ کیا کہ جب وہ خود ذہنی طور پہ تیار ہو جائے گا تب بتائے گا تب وہ کچھ سوچے گا اس رشتے کے بارے میں۔ حامد نے ابھی مشی اور اس کی ماما کو ان کے گھر چھوڑا اور مشی نے اس سے زبردستی یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ اسے جلد ہی اپنے گھر لے کے جائے گا۔

حامد مشی کو شروع سے ہی چاہتا تھا، مشی ایک ماڈرن قسم کی لڑکی تھی لیکن کبھی بھی اس نے کسی لڑکے کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا تھا، وہ بہت کانفیڈینٹ لڑکی تھی ہر ایک سے نظریں ملا کے بات کرنے والی، حامد کو اس کا یہ حوصلہ بہت پسند تھا پھر یہ پسند محبت بنتی چلی گئی اور حامد نے ایک دن اپنی طبیعت کے خلاف جا کے مشعل کو پرپوز کیا جس کے بدلے میں اس نے یہ کہہ کے انکار کر دیا کہ اسے کبھی بھی حامد میں دلچسپی نہیں رہی تھی وہ بس اسے اپنا کلاس فیلو مانتی تھی، تب حامد نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموش ہو گیا پھر آہستہ آہستہ ان کی بات چیت شروع ہوئی تو وہ دوست بن گئے تب حامد نے ایک اور بار کوشش کی کہ شاید مشعل کے خیالات تبدیل ہو گئے ہوں لیکن جب حامد نے اسے پرپوز کیا تو مشی نے غصے میں آ کے اسے سب کے سامنے تھپڑ مار دیا اور اس کی بے عزتی کی کہ وہ اس کی دوستی کو غلط مطلب دے رہا ہے۔

یہ ان کا آخری سال تھا یونیورسٹی میں، حامد نے آخری دن چپ چاپ نکال لیے اور مشی پڑھائی سے فارغ ہو کے امریکہ چلی گئی اپنی خالہ کے پاس، وہاں اس کو اس کے خالہ زاد کے ساتھ کافی حد تک لگاؤ ہو گیا لیکن وہ اس کے کزن کی طرف سے محض وقت گزاری تھا اور کچھ نہیں، جلد ہی اس کے کزن نے

اسے دھوکا دے کہ چھوڑ دیا اور اس کے پروپوزل کو بھی دو بار ٹھکرایا۔۔۔ پھر اسے جلد ہی احساس ہو گیا کہ اس نے حامد کے ساتھ غلط کیا تھا اور اس کی محبت کو ٹھکرایا تھا، یہ بھی احساس ہوا کہ وہ بھی اس سے محبت کرنے لگی تھی اسی لیے وہ تین سال بعد امریکہ سے واپس آئی تھی حامد کے لیے اور اس سے بار بار ملتی تھی کہ اسے راضی کر سکے کہ وہ اسے اپنا لے، امریکہ سے آنے کے بعد ایک مہینہ اس نے حامد کو ڈھونڈنے میں لگایا پھر اس نے حامد کے پرانے نمبر پہ رابطہ کیا تو ہو گیا جو اس نے اپنی خوش قسمتی سمجھی۔

اسی طرح حامد کو اس نے ملاقات کے لیے بلایا اور اپنی دوستی کا واسطہ دیا کہ اس سے رابطہ نا چھوڑے۔

حامد نے اپنی دوستی بحال کر لی لیکن مشی کی پھر سے اس کی طرف پیش قدمی یہ بہت پریشان کن بات تھی حامد کے نزدیک، اور اب کی لاکھ ضد اور بے جا ہٹ دھرمی کی وجہ سے نکاح کے لیے ماننا پڑا اور نہ اس لڑکی کا کیا بھروسہ کہ پھر سے خود کو نقصان نہ پہنچا دے۔

ابھی بھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھا جب روم کا دروازہ نوک ہوا تھا اس کی اجازت پہ نوشین اندر داخل ہوئی۔

"بھائی آپ کہاں تھے ساری رات ہم اتنے پریشان رہے کہ ناجانے آپ کہاں ہونگے۔" نوشین نے ہریشانی سے اندر داخل ہوتے پوچھا تو حامد سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔

"ہاں میرا ایک دوست اسپتال میں ایڈمٹ تھا بس اسی کے پاس تھا میں۔" حامد نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

"آج آپ آفس نہیں جائیں گے کیا؟" نوشین نے ڈرتے پوچھا کہ کہیں حامد کو برا نا لگ جائے لیکن حامد نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں آج نہیں جاؤں گا، میں بہت تھک گیا ہوں اب آرام کروں گا۔" اتنا سا کہہ کے بستر پہ گر گیا تو نوشین اس کے کمرے سے باہر نکلی، اس کے نکلنے کے کچھ ہی دیر بعد حامد گہری نیند سو گیا۔

****

دریہ کی صبح نو بجے آنکھ کھلی، رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے ابھی اس کی آنکھ بھی لیٹ ہی کھلی تھی، سب سے پہلے فریش ہو کے آئی اور ناشتہ کیا پھر تھوڑی دیر کے لیے ہدا کی طرف چلی گئی، آج یونیورسٹی سے بھی چھٹی تھی۔

ہدا سے تھوڑی دیر گپے لڑانے کے بعد وہ واپس گھر آئی، گھڑی اب دوپہر کا ایک بجا رہی تھی۔

اس نے پھر سے حامد کو کال کی اب کی بار نمبر آن تھا لیکن کوئی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔

پھر تھک ہار کے دریہ نے خود ہی سالار کو کہا کہ حامد بزی ہے تو وہ اسے گھر چھوڑ آئے۔ جس پہ وہ راضی ہو گیا۔

شام کو دریہ تیار ہوئی، سب سے مل کے وہ سالار کے ساتھ روانہ ہوئی، دل تو اس کا بھی نہیں تھا ان سب کو چھوڑ کے جانے کا لیکن اپنا گھر بھی تو دیکھنا تھا اگر وہ کچھ دن اور یہاں رہتی تو کیا پتا کہ اس کا شوہر جو پہلے ہی اس سے رابطہ نہیں رکھ پا رہا تھا بعد میں تو بھول ہی جاتا کہ اس کی بیوی بھی ہے۔

دوسری طرف حامد جب اٹھا تبھی مشی کی ماں کی کال آنے سے لگی جس کو رسیو کرتے اٹھا تو انہوں نے بتایا کہ مشعل کھانا نہیں کھا رہی صبح سے تو حامد سرد آہ بھر تا رہ گیا اور ان کو آنے کا کہہ کے کال کاٹ گیا۔

****

دریہ جب گھر پہنچی تو نوشین اس کو دیکھ کہ بہت خوش ہوئی، البتہ ثریا بیگم بھی ٹھیک سے ملی تھیں لیکن ان کے ملنے پہ گرم جوشی نہیں تھی شاید گھر جلدی نا آنے کی وجہ سے۔

"نوشین تمہارے بھائی کہاں ہیں؟" دریہ سے جب رہا نہیں گیا تو بے ساختہ ہی پوچھ بیٹھی جس پہ نوشین نے مسکرا کے اسے دیکھا۔

"اوہو، تو بھائی کی یاد آ رہی تھی اسی لیے آئیں ورنہ کہاں آپ کا دل لگتا تھا اِدھر۔" نوشین نے شرارت سے کہا تو دریہ مسکرا دی۔

"اچھا مزاق چھوڑو اور مجھے سیریس ہو کے بتاؤ۔" دریہ نے اس کی کمر پہ ایک لگاتے کہا۔

"اچھا نا بتاتی ہوں، ان کے کسی دوست کی طبیعت نہیں ٹھیک تو وہ اسپتال گئے ہیں اپنے دوست کے پاس۔" ب کی بار نوشین نے سنجیدگی سے جواب دیا تو دریہ نے سر ہلایا۔

کافی دیر اس سے باتیں کر کے اپنے روم میں آئی اور اپنی چیزیں ان کی جگہ پہ رکھنے کے بعد حامد کا انتظار کرنے لگی لیکن اس کا انتظار طویل ہوتا گیا پھر تھک ہار کے وہ سو ہی گئی۔

****

"حامد یار آج میرے پاس ہی رک جاؤ پلیز۔" مشی نے ساتھ چلتے کہا، ابھی وہ دونوں رات ناڈنر کرنے باہر آئے تھے وہ بھی مشی کے اسرار پہ۔

"تم پھیل نہیں گئی نکاح کے بعد۔" حامد نے آنکھیں دکھاتے مصنوعی غصہ کرتے کہا۔

"حق ہے میرا، تم بس آج کی رات میرے پاس ہو کہیں نہیں جا رہے ویسے بھی کونسا تمہاری پہلی بیوی گھر میں موجود ہے۔" مشی کی اس بات پہ حامد کی توجہ ایک پل کے لیے دریہ کی طرف گئی کہ اس نے دو ہفتوں سے اس سے ایک بار بھی رابطہ نہیں کیا تھا جبکہ دو دنوں سے مسلسل دریہ کی کالز آرہی تھیں جنھیں وہ نظر انداز کر رہا تھا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"ٹھیک ہے میں رک جاؤں گا، لیکن تم پھر اس طرح ضد نہیں کرو گی کہ کھانا نہیں کھانا، یہ نہیں کرنا۔"
حامد نے تنبیہہ کرتے کہا تو مشی کھلکھلا اٹھی۔
"جب تم پاس ہو گے تب ضد کہاں ہو گی۔" اس کے کندھے پہ سر رکھتے مشی نے پیار سے کہا تو حامد مسکرا دیا۔

حامد یہ بھول گیا تھا کہ اس کی ایک پہلے بھی بیوی ہے جو چاہت لیے اس کا انتظار کر رہی ہے، اسے مسلّت نہیں کیا گیا تھا بلکہ رشتہ مانگ کے بیاہ کے لایا گیا تھا۔ حامد بھول گیا تھا کہ وہ اپنے مزاج کے خلاف جا کے اس کی پسندیدگی کو فوقیت دے رہی ہے، وہ بھول گیا تھا کہ اس کی پہلی بیوی اپنے تمام تر جزبات اس کے لیے رکھتی ہے، اس نے اپنا آپ مار کے اپنے شوہر کے مزاج کے مطابق خود کو ڈھالا تھا لیکن بدلے میں اسے کیا ملنے والا تھا، رسوائی، بے وفائی، بٹی ہوئی محبت جو شاید پہلے سے ہی اس کی محبت نہیں تھی، اور ایک عدد سوکن۔

www.urdunovelsmania.com

****
صبح دریہ کی آنکھ کھلنے پہ بھی اسے حامد کمرے میں نظر نہ آیا تو یونی ورسٹی کے لیے تیار ہو کے نیچے آئی اور ثریا بیگم سے دریافت کیا۔
"امی! حامد رات کو آئے تھے کیا؟" اس نے جھجھک کے پوچھا۔

"تم بیوی ہو اس کی تمہیں پتا ہونا چاہیے اس سب کا۔" امی کا موڈ اچھا خاصا بگڑا ہوا لگا تھا دریہ کو جس کی وجہ وہ نا جان سکی اور سحر کو کہا کہ وہ اسے پک کر لے۔

بجھے دل کے ساتھ وہ یونیورسٹی گئی، حامد کا اس سے بات نا کرنا اسے دکھ دے رہا تھا وہ ایسا کیوں کر رہا تھا وہ اس کی وجہ نہیں جانتی تھی بس اس کی دعا تھی کہ اس کے شوہر کے دل میں اس کے لیے محبت اور خلوص پیدا ہو جائے۔

خود کو ایسی سوچوں سے دور رکھنے کے لیے دریہ نے سحر کے ساتھ مل کے خوب ہنگامے کیے اپنی کلاس میں۔

ابھی وہ کلاس کے باہر نکلی تو اسے صائم آتا دکھائی دیا، جس کو دیکھ کے دریہ سوچ میں چلی گئی کہ یہ کیوں اب آیا ہے۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ پہلے کی طرح نارمل ہی اس سے بات کر رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" ہلکا سا مسکرا کے کہا۔

"دراصل مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی، کیا ہم کہیں بیٹھ سکتے ہیں؟" اس نے جھجکتے بات شروع کی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"دیکھیں ہم میں جو بھی بات تھی وہ میں آپ سے کلئیر کر چکی ہوں پھر آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں مجھ سے۔" دریہ نے ماتھے پہ بل لیے کہا۔

"جی میں جانتا ہوں سب لیکن یہ بات الگ ہے، جو مجھے لگا کہ آپ کو معلوم ہونا ضروری ہے۔" صائم نے پھر اپنی بات پہ زور دیا تو دریہ کو ایک پل لگا کہ اس کی بات سن لینی چاہیے۔

"اوکے آئیں ہم یہاں بیٹھ جاتے ہیں۔" قریب ہی پڑے بینچ کی جانب اشارہ کیا تو صائم سر ہلا کے بیٹھ گیا جبکہ دریہ بھی فاصلے پہ بیٹھ گئی۔

"مجھے نہیں پتا کہ آپ میری بات کا یقین کریں گی یا نہیں لیکن میں جو بھی کہوں گا اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں، میں بس آپ کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں، پچھلے دنوں میں ایک ریسٹورنٹ اپنے دوستوں کے ساتھ گیا تھا تو میں نے وہاں آپ کے ہزبینڈ کو دیکھا۔" صائم نے تحمل سے بات کہنا شروع کی۔

"آپ میرے ہزبینڈ کو جانتے ہیں؟" دریہ نے اس کی بات کو کاٹ کے کہا۔

"جی نہیں جانتا نہیں ہوں لیکن دیکھا ضرور تھا آپ کے ساتھ ان کو، آپ ایک بار میری پوری بات سن لیں۔" اس نے جیسے التجا کی۔

"آپ کے ہزبینڈ وہاں شاید کسی کا انتظار کر رہے تھے، کافی دیر بعد وہاں ایک عورت آئی ان دونوں کے بات کرنے کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کو کافی عرصے سے جانتے

ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے آفس کی کوئی کولیگ ہوں لیکن مجھے نہیں لگا، کیونکہ وہ آپ کے ہزبینڈ کو بار بار ایک چیز کے لیے راضی کر رہی تھی، شاید یہ میرا وہم ہو سب لیکن میں نے کل رات بھی ان کو ساتھ دیکھا تھا وہ بھی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے، میرا یہ سب آپ کو بتانے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ میں آپ کے رشتے میں دراڑ ڈال رہا ہوں، میں آپ کے ساتھ مخلص ہوں اسی لیے جو دیکھا آپ کو بتا دیا۔"

صائم نے ایک ہی بار میں ساری بات کہہ دی اور دریہ کے چہرے کو دیکھنے لگا جس سے وہ اندازہ نا لگا سکا کہ وہ کیا سوچ رہی ہوگی۔

"آپ کا شکریہ آپ نے مجھے بتایا، شاید وہ ان کی کزن ہوں آپ بے فکر ہو جائیں اس معاملے میں۔"
دریہ نے بظاہر مسکرا کے کہا لیکن اس کے الفاظ اس کا بھی ساتھ نہیں دے رہے تھے۔
اتنا کہہ کے وہ اٹھی اور اپنی کلاس میں چلی گئی، آف ٹائم تھا تو اس نے حامد کو کال کرنی چاہی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا، پھر ہدا کو ارمان لینے آیا تو اس نے دریہ کو بھی دیکھا۔

"درے آؤ، میں چھوڑ دوں شاید حامد بزی ہو کسی کام میں۔" ارمان نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی آفر دی تو دریہ ناچار ان کے ساتھ بیٹھ گئی لیکن بولی کچھ نہیں، اس کے ذہن میں تو بس صائم کے الفاظ گونج رہے تھے کہ حامد کسی لڑکی کے ساتھ وہ بھی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔

"توکیا وہ مجھے دھوکا دے رہے ہیں یا مجھ سے خوش نہیں۔" دریہ نے خود کو دل میں مخاطب کیا تو آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

سارے رستے وہ خاموش رہی ہدا نے بات کرنا بھی چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کے منع کر دیا کہ سر میں درد ہے۔

گھر پہنچی تو سیدھا اپنے روم میں آ کے بند ہو گئی اور ضبط کیے آنسوں بہہ نکلے، مسلسل دو ہفتوں سے اس نے حامد کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی بات کی تھی، کافی دیر بعد جب خود کو سنبھالا تو نیچے گئی، نیچے ثریا بیگم کے پاس صائمہ بھی بیٹھی تھی جو کسی بات پہ مسکرا رہی تھی اور ثریا بیگم اسکے صدقے واری جا رہی تھیں، دریہ بھی اس کے پاس گئی اور اس کا حال چال پوچھا۔

"میں تو بہت خوش ہوں اب، خوش ہونا بھی چاہیے ورنہ میرے بچے پہ برا اثر پڑے گا۔" صائمہ نے گردن اکڑا کے کہا تو دریہ کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"بہت مبارک ہو آپ کو آپی، اللہ تعالیٰ آپ کو اور بھی خوشیاں دے آمین۔" دریہ اپنا غم بھول کے اس ہی خوشی میں شامل ہوتے ہوئے بولی تو صائمہ نے منہ بنا کے دیکھا۔

"شکریہ بہن۔۔۔ لیکن تم بھی کوئی خوشی کی خبر سنا دو اس گھر کو یا کوئی ارادہ نہیں تمہارا۔" صائمہ نے کافی بگڑے لہجے میں کہا تو دریہ چپ ہو گئی۔

"یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے نا۔" دریہ نے آہستہ آواز میں کہا۔

"پتا نہیں میں کب یہ خوشخبری سنوں گی کہ حامد کی بھی اولاد ہوگی، اور وہ اس دنیا میں آئیں اور مجھے دادی کہیں، یا شاید میں یہ خواہش لے کے ہی مر جاؤں۔" انہوں نے دریہ کو دیکھتے کہا۔

"اللہ نہ کرے ایسا ہو، آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں امی۔" دریہ نے تڑپ کے کہا تو ثریا بیگم نے آنکھیں گھمائیں۔

"ارے جاؤ بی بی! جانتے ہیں ہم، یہ بڑے گھر کی لڑکیوں کے چونچلے ہوتے ہیں کہ کہیں ان کی عمر نہ زیادہ لگنے لگے بچوں کے بعد، کہیں وہ موٹی نہ ہو جائیں، اگر تم نے کوئی خوشخبری سنانی ہوتی تو اب تک سنا چکی ہوتی، ارے صائمہ کی بھی تمہاری شادی کے ساتھ ہی شادی ہوئی تھی نا تو دیکھو اللہ نے اسے کیسی خوشی سے نوازہ اور یہاں تم ہو جس کے کہیں اثار ہی نظر نہیں آرہے۔" انہوں نے اپنے الفاظوں کے تیر چلائے تو چلاتی ہی چلی گئیں یہ جانے بغیر کہ اس کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی۔

"میں تو کہتی ہوں کہ چیک آپ کروائیں اس کا کہیں کوئی مسئلہ نہ ہو۔" صائمہ نے بھی اپنی طرف سے مشورہ دیا تو دریہ نے تڑپ کے سر اٹھا کے صائمہ کی جانب دیکھا۔

"یہ کیسی باتیں کررہی ہیں آپ ، ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے جو آپ مجھے ایسے کہہ رہی ہیں ، یہ تو اللہ کی مرضی ہے نا وہ جب چاہے مجھے اس نعمت سے نوازے ۔" دریہ نے آنکھوں میں نمی لیے کہا ،ان کی باتیں اسے کمزور کررہی تھیں ۔

"تم آج ارمان کے ساتھ آئی ہو، کیوں ؟" جب اس کی جواب نہ مل سکا تو دوسری بات لے کہ اس پہ چڑھ دوڑیں ۔

"ان کا فون بند جارہا کل سے اور میں لیٹ ہورہی تھی تو ارمان بھائی نے کہا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں گے ، اسی لیے ان کے ساتھ آئی ۔" دریہ نے سنجیدگی سے کہا اور اٹھنے لگی کیونکہ ان کے پاس بیٹھ کے وہ ان کی جلی کٹی باتیں بالکل بھی سننا نہیں چاہتی تھی ۔

"اکیلی آئی ہو اس کے ساتھ ۔" صائمہ نے مشکوک نظروں نے گھورا تو دریہ کا دل ڈوب سا گیا مطلب کہ وہ اب بھی قصوروار تھی ۔

"نہیں ۔ ۔ ۔ ہدا ساتھ تھی میرے ۔" اتنا کہہ کے وہ بغیر ان کی سنے کیچن میں چلی گئی اور اپنے لیے کچھ کھانے کو بنانے لگی ۔

****

صائمہ شام تک یہی رہی تھی اس کے شوہر ہارون کے آنے کے بعد وہ کھانا کھا کے گئی تھی۔

دریہ رات کو بیڈ پہ بیٹھی کتابیں لے کے پڑھ رہی تھی تب دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو دیکھا کہ حامد کمرے میں داخل ہو رہا تھا، دریہ خوشی سے اس کی جانب بڑھی اور اس سے ملنا چاہا لیکن حامد کے الفاظوں نے اسے وہی ساکت کر دیا۔

"تم ارمان کے ساتھ کیوں آئی تھی آج گھر۔" اس نے سرد لہجے میں دریہ کی جانب دیکھتے پوچھا تو دریہ کا دل خون کے آنسوں رویا مطلب اتنے دنوں بعد ملے تھے اور اس میں بھی حامد اس سے کیا سوال کر رہا تھا۔

"وہ آپ کال نہیں اٹھا رہے تھے تو انھوں نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چھوڑ آتے اسی لیے۔" دریہ نے مجرموں کی طرح سر جھکا کے جواب دیا، دریہ کو آج کل ویسے بھی اپنا آپ ایک مجرم کی طرح ہی لگ رہا تھا جو سب کو صفائیاں پیش کر رہی تھی۔

"آئندہ میں نا سنوں کہ تم اس ارمان کے ساتھ گھر آئی ہو، اگر اتنا ہی شوق چڑھتا ہے تو سالار کو کال کر لیا کرو۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تو دریہ کی آنکھوں سے آنسوں نکلے۔

"می۔۔۔۔۔میں خیال رکھوں گی۔" مری آواز میں کہتی اپنی جگہ واپس گئی اور کتابیں سمیٹنے لگی۔

"آپ کیسے ہیں ؟" جب حامد بھی اپنی جگہ پہ آ کے لیٹ گیا تب دریہ نے ہلکی سی آواز میں پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔" اتنا کہہ کے وہ کروٹ بدل گیا مطلب صاف تھا کہ وہ بات نہیں کرے گا جبکہ دریہ بھی دوسری طرف اپنا رُخ کیے رونے لگی۔

"مجھ سے ایک بار بھی نہیں پوچھا کہ میں کیسی ہوں، اتنے دن یاد کیا کہ نہیں، کیا میں اتنی ہی فالتو چیز ہوں ان کے لیے کہ یہ مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔" اس نے دکھ سے سوچا اور سونے کی کوشش کرنے لگی لیکن جانتی تھی کہ اتنی آسانی سے اب نیند نہیں آتے والی۔

****

صبح دریہ کے اٹھنے سے پہلے ہی حامد اٹھ گیا تھا تو دریہ جلدی جلدی اٹھ کے فریش ہو کے یونی ورسٹی کے لیے تیار ہوئی اور نیچے گئی کہ حامد کے لیے ناشتہ بنا سکے۔

"امی لائیں میں ان کے لیے ناشتہ بناؤں۔" دریہ نے جب ثریا بیگم کو ناشتہ بناتے دیکھا تو ان کو پیچھے ہٹنے کا کہا تو وہ آرام سے ہٹ گئیں، دریہ مسکرا کے حامد کے لیے ناشتہ بنانے لگی، جب وہ اپنے میکے گئی تھی تب اس نے ناز بیگم کے ساتھ مل کے کچھ کھانا بنانا سیکھ لیا تھا جبکہ ناشتہ وہ پہلے ہی بنانا جانتی تھی، اس کے ہاتھ میں ذائقہ بھی بہت تھا۔

"آپ کے لیے کیا لاؤں۔" جب حامد کا ناشتہ تیار ہو گیا تو دریہ نے اپنا رُخ ثریا بیگم کی طرف موڑتے پوچھا۔

"نہیں میں ابھی نہیں کروں گی، تم لوگوں کے جانے کے بعد فری ہو کے کروں گی۔"
انہوں نے اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے اٹھتے ہوئے کہا تو دریہ نے سر ہلایا، پھر وہ حامد کا ناشتہ لے کہ باہر ٹیبل پہ رکھنے آئی لیکن حامد کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔ دریہ وہی کھڑی اس کے فون کال ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی لیکن وہ کال ختم کرنے کے بجائے باہر نکلتا چلا گیا، تیار وہ پہلے ہی تھا اب شاید ایسے ہی آفس جانے والا تھا دریہ نے پیچھے سے آواز بھی دی کہ ناشتہ کرتے جائیں لیکن وہ ان سنی کرتا باہر چلا گیا، دریہ کا موڈ ایک بار پھر سے اداس ہو گیا اور بے دلی سے بیٹھ کے خود ہی وہ ناشتہ کرنے لگی جو اس نے چاہت سے حامد کے لیے بنایا تھا، دفعتاً اس کے دماغ میں صائم کی بات گونجی۔

"کیا واقعی یہ کس اور لڑکی میں انوالو ہیں؟" اس نے اپنے دل سے پوچھا۔
"نہیں نہیں! ایسا کیوں کریں گے حامد، انہوں نے خود مجھے کہا تھا کہ میں اچھی ہوں تو وہ کیوں باہر کہیں کسی اور کے پاس جائیں گے۔" اس نے اپنے آپ کو سمجھانا چاہا لیکن جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

****

ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا حامد نے اس سے صحیح طریقے سے ایک بار بھی بات نہیں کی تھی اور دریہ بار بار بہانے تلاشتی کہ اس سے کھل کے بات کر لے لیکن اسے فرصت ہی کہاں تھی، اس دوران بھی ایک دو بار ساری رات گھر نہیں آیا تھا مشی کے پاس ہوتا تھا۔

اب جب اسے اپنی پہلی محبت مل چکی تھی تو وہ کیوں اپنی ان چاہی بیوی پہ توجہ دے، یہ حامد کا خیال تھا اسی لیے وہ زیادہ تر مشی کے ساتھ ہوتا تھا، ابھی بھی وہ اسی کے ساتھ باہر لنچ کر رہا تھا جب اس نے دریہ کو ارمان کے ساتھ اس کی گاڑی میں بیٹھے دیکھا، یہ دیکھ کہ حامد کا پارہ ہائی ہو گیا اور ضبط کیے بیٹھا رہا لیکن پھر خود ہی کسی کام کا بول کے وہاں سے گھر کے لیے روانہ ہوا۔

جب گھر پہنچا تبھی ارمان کی گاڑی سے دریہ نکلتی ہوئی نظر آئی اور وہ ایک ہی جھٹکے سے اس تک پہنچا۔

"جب پہلے بھی منع کیا تھا تو کیوں اس کے ساتھ گھر آئی؟" اس نے غصے سے دریہ کو بازو سے پکڑ کے رُخ اپنی طرف کرتے پوچھا جس پہ دریہ کی اچانک چیخ نکل گئی۔

"حامد یہ آپ کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔" دریہ نے اپنے بازو کو اس کی گرفت سے نکالنا چاہا جبکہ ہدا پریشانی اور حیرت سے حامد کا یہ رویہ دیکھ رہی تھی، ارمان ایک ضروری کال سننے کے لیے تھوڑا فاصلے پہ تھا۔

"جواب دو مجھے اس بات کا کہ تم پھر اس کے ساتھ کیوں آئی ہو، کیا پرانا پیار جاگ گیا ہے پھر سے۔" حامد کے طنز کے تیر چلاتے کہا تو دریہ کو ایک بار اپنے کانوں پہ یقین نہ آیا کہ اس ک شوہر کیا کہہ رہا ہے اور وہ آنکھوں نمی لیے بے یقینی سے حامد کو دیکھنے لگی۔
جب دریہ نے کوئی جواب نہ دیا تو حامد نے اس کے بازو پہ گرفت اور مضبوط کر دی جس پہ دریہ کی ہلکی سی سسکی نکلی۔

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا حامد، چھوڑو اسے پہلے ہی اس کی طبیعت نہیں ٹھیک، اور اگر اتنا ہی غصہ آ رہا ہے اس کا ہمارے ساتھ آنے پہ تو اپنی زمہ داری بھی نبھانا سیکھو، اگر فرصت ملے کسی سے تو موبائل پہ ایک نظر گھمانا جہاں اس نے تمہیں کتنی کالز اور میسجز کیے ہیں کہ اس کی طبیعت نہیں ٹھیک اسے لے جاؤ۔" ہدا نے غصے سے آگے بڑھتے دریہ کو حامد کی گرفت سے آزاد کروایا اور حامد کو بھائی کہنے کی غلطی نہ کی کیونکہ وہ حامد کو مشی کے ساتھ دیکھ چکی تھی۔

"کیا ہوا ہے یہاں ۔" ارمان اپنی کال ختم کر کے ان کے پاس آیا وہ ہدا کے آخری الفاظ سن چکا تھا اسی لیے اس سے پوچھنے لگا۔

"تم ہمارے معاملے سے دور رہو تو بہتر ہے اور چلو زرا تمہاری طبیعت میں ٹھیک کرتا ہوں ۔" حامد نے انگلی اٹھا کے ارمان اور ہدا کو کہا اور دریہ کا بازو پکڑنا چاہا جب ارمان آگے آگیا۔

"تمیز سے بات کرو درے سے ، وہ تمہاری کوئی غلام نہیں ہے ، عزت سے آئی ہے یہاں تو بہتر یہی ہے کہ اپنے الفاظ پہ غور کرو ورنہ جس سے یہ الفاظ ادا ہوئے وہ دوبارہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہی گی ۔" ارمان نے غصے سے سرخ پڑتے اس کے منہ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"تمہیں کیوں مرچی لگ رہی ہے ، اور تم ہوتے کون ہو میری بیوی کو "درے" کہنے والے ، تم جیسے بہت سے دیکھیں ہیں میں نے جو دوسروں کی بیویوں پہ نظر رکھتے ہیں اب نکلو یہاں سے آئے بڑے ۔" حامد نے طنزیہ ہنسی ہنستے کہا جبکہ دریہ کو وہاں کھڑے رہنا مشکل لگنے لگا، آنسوں مسلسل آنکھوں سے بہہ رہے تھے ، بے یقینی سی بے یقینی تھی کہ اس کا شوہر اس پہ الزام لگائی جا رہا تھا۔

"حامد یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ، ایسا کچھ نہیں ہے وہ بس مجھے گھر چھوڑنے آئے تھے ۔" دریہ نے ہمت کرتے آگے بڑھ کے کہا جب حامد نے غصے سے پاگل ہوتے ایک تھپڑ دریہ کے منہ پہ جڑھ

دیا جس سے دریہ کو لگا کہ اس کی دنیا گھوم گئی ، ہدا نے اگر اسے بروقت سنبھالا نہ ہوتا تو اب تک وہ زمین پہ گری ہوتی جبکہ ارمان یہ دیکھ کہ حامد پہ برس پڑا اور اس کے منہ پہ مکے برسانے لگا ۔

"کمینے تجھے اپنے گھر کی عزت دی تو ہمارے سامنے یہ سلوک کر رہا اس سے ۔" اس کو مسلسل مارتے ارمان نے اپنی بھڑاس نکالنی چاہی جب دریہ ہوش میں آتی ارمان کو پیچھے کر گئی ۔

"آپ کون ہوتے ہیں میرے شوہر پہ ایسے ہاتھ اٹھانے والے ، بیوی ہوں میں ان کی حق رکھتے ہیں وہ مجھ جیسے چاہیں وہ سلوک کریں میرے ساتھ آپ جائیں یہاں سے ۔" دریہ ارمان پہ چیختی ہوئی بولی تو ارمان نے صدمے سے اسے دیکھا جیسے اس کا دماغی توازن درست نہ ہو ۔

"لیکن درے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" ابھی وہ کچھ بولتا جب دریہ نے بات کاٹی ۔

"مر گئی درے ، نہیں ہوں میں درے ، جائیں یہاں سے پلیز ، خدا کا واسطہ آپ کو ہدا لے جاؤ انہیں ۔" دریہ نے روتے ہاتھ جوڑتے ہدا کی طرف ہو کے کہا جو یہ سب آنکھوں میں آنسوں لیے دیکھ رہی تھی ۔

"دریہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ۔" ہدا نے روتے دریہ کو تھامنا چاہا جب اس نے پیچھے قدم لیے روک دیا ۔

"پلیز ہدا لے جاؤ انہیں میں اور تماشا نہیں چاہتی۔" دریہ نے لرزتے وجود کے ساتھ التجا کی اور بغیر کچھ سنے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، دنیا جیسے گھوم گئی تھی ہمت کر کے اپنے کمرے تک آئی اور اسے اندر سے لاک کر لیا۔

"چلو یہاں سے، اسے میں بعد میں دیکھ لوں گا۔" ارمان نے غصے سے ہدا کو کہا اور گاڑی میں جا کے بیٹھ گیا۔

دریہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا، زندگی کونسے امتحان میں ڈال رہی تھی اسے، وہ وہی روتے روتے نیچے بیٹھے سو گئی، جبکہ حامد گھر سے نکل چکا تھا بغیر دریہ کی خبر لیے۔

****

ہدا نے ارمان کو یہ سب گھر بتانے سے منع کیا کہ ہم خود کوئی اس بات کا حل ڈھونڈتے ہیں تو ارمان کے لاکھ اختلافات پہ ہدا نے اسے نہ بتانے ہی آمادہ کر لیا۔

اگلے دن دریہ یونیورسٹی نہیں آئی تھی اور نہ ہی حامد گھر آیا تھا، ثریا بیگم نے بات بات پہ دریہ کو طعنے دیے تھے کہ اس ہی وجہ سے ان کا بیٹا گھر نہیں آ رہا تھا، اوپر سے اس کی طبیعت بگڑتی چلی جا رہی تھی لیکن یہاں پرواہ کس کو تھی، بس نوشین تھی جو اس کو کھانے پینے کا پوچھ رہی تھی۔

ایک دن بعد جب دریہ یونیورسٹی آئی تو اس ہی طبیعت یہاں بہت خراب ہو گئی تو ہدا کے اسرار کرنے پہ وہ پاس ہی لیڈی ڈاکٹر کے کلینک آئے رپورٹس آنے میں ابھی ٹائم تھا تو دریہ نے ضد کی کہ اسے گھر جانا ہے جبکہ ہدا اس کو حالت کو مدنظر رکھتے اسے سحر کے ساتھ بھیج دیا، ارمان کے ساتھ بھیجنے کی وہ غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی اسے لیے سحر کے ساتھ بھیجنا اسے بہتر لگا، جبکہ خود وہ رپورٹس کے انتظار میں بیٹھ گئی کہ رپورٹس لے کے جائے گی۔

****

"کس کے ساتھ آئی ہو۔" ثریا بیگم نے اندر آتے پوچھا۔

"سحر کے ساتھ، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اسی لیے جلدی آگئی۔" اس نے نقاہت سے جواب دیا،

ثریا بیگم کا لہجہ آج زرا نرمی لیے تھا۔

"ڈاکٹر کے پاس چلیں۔" کسی اندازے سے انہوں نے کہا۔

"ابھی وہی سے آئی ہوں، ہدا لے کہ گئی تھی یونی ورسٹی میں طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی اسی لیے، رپورٹس وہ مجھے بعد میں دے دیگی۔" دریہ نے با مشکل مسکرا کے جواب دیا اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئی۔

"کچھ چاہیے کھانے کے لیے۔" انہوں نے نرمی سے پوچھا تو دریہ کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے اور آنسوں چھپانے کے لیے کروٹ بدل گئی۔

"نہیں امی، ابھی بھوک نہیں، آپ آرام کریں مجھے جب لگے گی میں کھا لوں گی۔" دریہ نے اتنا کہہ کے اپنے منہ پہ کمفرٹر اوڑھ لیا تو ثریا بیگم چپ چاپ وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔

شام کو جب دریہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہدا کی کئی مسڈ کالز تھیں، اس نے کال بیک کی تو ہدا نے فوراً سے رسیو کی۔

"کہاں تھی یار میں کب سے کال کر رہی تھی۔" ہدا نے فوں اٹھاتے ہی شکوہ کیا۔

"میں گھر آ کے سو گئی تھی اور موبائل سائلنٹ پہ تھا تو پتا نہیں چلا۔" دریہ آرام سے کہہ کے بیڈ سے اٹھی۔

"میرے پاس تمہارے لیے بہت بڑی نیوز ہے۔" ہدا نے چہکتے کہا۔

"بتاؤ کیا بات ہے کہیں تمہاری رخصتی تو نہیں ہو رہی۔" دریہ نے خودی کو ریلیکس کرنے کے لیے کہا

۔

"ارے ایسی قسمت کہاں۔۔۔ لیکن جو خبر میں تمہیں دوں گی ناں وہ بہت کمال کی ہے۔" ہدا نے پھر چہکتے ہوئے کہا تو دریہ ہنس دی۔

"اب بتا بھی دو۔" دریہ نے پوچھا تو ہدا نے جو خبر دی وہ واقعی اس کے لیے بہت بڑی تھی۔

"کیا واقعی ایسا ہے۔۔۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے۔" دریہ نے خوشی سے بے یقینی میں پوچھا۔

"اوئے پاگل ایسا ہوا ہے تو بتایا ہے نا۔" ہدا نے شوخ ہوتے کہا تو دریہ کے چہرے پہ جہاں زرد رنگت چھائی تھی اب وہاں سرخی گھلنے لگی۔

"میں بہت خوش ہوں، اب میری ان طعنوں سے تو جان چھوٹے گی اور میں بھی خوشی سے کھل کے جیوں گی۔" دریہ نے مسکرا کے خوشی سے کہا اور باہر جانے کو مڑی جب اس نے حامد کو دروازے پہ دیکھا جو اسے ہی غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"حامد وہ میں ابھی۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی حامد کا ایک بار پھر سے ہاتھ اٹھا تھا اور دریہ کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے جبکہ اس نے خود کو دیوار کا سہارہ لیتے نیچے گرنے سے بچایا۔

"تیری ابھی بھی یاری چل رہی ہے اس ارمان کے ساتھ، جان چھڑانا چاہتی ہے مجھ سے تو لے ابھی چھوڑ دی جان۔۔۔۔۔" اس کے بعد حامد نے وہ الفاظ کہے جنہیں سن کے دریہ کو تو جیسے ہوش ہی نہ رہا۔

"حامد یہ کیا۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ میری بات سنیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے میں ہدا سے بات کر رہی تھی، آپ نے یہ سب مزاق میں کہا ہے نا، میں واقعی میں ہدا سے بات کر رہی تھی، میرے پاس آپ کے لیے ایک خبر بھی ہے۔" اس کے لفظوں کو مزاق سمجھتے وہ پاگلوں کی طرح اپنے آنسوں صاف کرتی اسے اپنی زندگی میں آنے والی خوشی کے بارے میں بتانا چاہتی تھی۔

"کیا بتانا ہے۔۔۔یہی کہ تو اس ارمان کے ساتھ کہیں بھاگ رہی ہے، منہ کالا کر لیا کیا، اور کیسا مزاق میں اپنے ہوش میں ہوں۔" اس نے دریہ کو بالوں سے پکڑ کے غرا کے کہا۔
"ایسا نہیں ہے حامد۔۔۔" اس نے روتے پھر کچھ کہنا چاہا جب حامد اسے گھسیٹتے کمرے سے باہر لایا
۔

"میرا اب تم سے کوئی رابطہ، کوئی تعلق نہیں نکلو یہاں سے۔" اس نے ایک جھٹکے میں دریہ کو گھر کی دہلیز سے باہر کیا تو دریہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ایسے نہیں کریں ہماری طلاق نہیں ہوئی آپ میری بات تو سنیں پہلے، امی! امی انہیں کہیں میری بات سنیں، میرے پاس خوشی کی خبر ہے سب ٹھیک ہو جائے گا ان کو ایک بار کہیں تو۔" دریہ نے روتے حامد سے کہا پھر جب وہاں ثریا بیگم کو آتے دیکھا تو ان کے پاس جانا چاہا لیکن حامد اپنی ماں کو زبردستی اندر لے گیا اور دروازہ بند کر دیا۔

"حامد میری بات سنیں، ایسا کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہو جائے گا ایک بار مجھے کچھ کہنے تو دیں۔" دریہ وہی دروازے کے پاس بیٹھتے روتے کہہ رہی تھی۔

"ایک بار میری بات سن لیں، آپ بھی خوش ہو جائیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا، امی بھی بہت خوش ہونگی، ہماری طلاق بھی نہیں ہوگی۔" دریہ خودی سے آہستہ آواز میں روتے کہہ رہی تھی۔

کافی دیر ہوگئی جب کسی نے دروازہ نہ کھولا تو دریہ ہمت کرتے اٹھی اور پھر سے دروازہ بجایا، موبائل اس کا اندر ہی رہ گیا تھا، اندر سے ثریا بیگم اور حامد کے لڑنے ہی آواز بھی آتی رہی لیکن خود ہی بند ہوگئی شاید حامد کمرے میں جا چکا تھا۔
دریہ نے ایک نظر گھر کو دیکھا پھر اپنا سیدھا ہاتھ اپنے پیٹ پہ رکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی، کیا میری خوشی پہ مجھے یہ تحفہ ملنا تھا۔
اس نے تکلیف سے سوچا اور سڑک کی طرف گئی تاکہ کسی ٹیکسی وغیرہ کا انتظار کر سکے۔
****
وہ اجلت میں کبھی کمرے میں جاتی تو کبھی کمرے سے باہر۔
"اففف کس کو کال کروں، ارمان کو یا پھر ان کو۔" اس نے ایک پل کو موبائل ہاتھ میں لیے سوچا۔

"ان کو ہی کرتی ہوں۔" سالار کو کال کرنے کا فیصلہ کیا اور اگلے ہی لمحے کال بھی ریسیو کر لی گئی جس پہ وہ بوکھلا ہی گئی۔

"جی کہیے۔" سالار نے آہستہ آواز میں کہا ایسا لگ رہا تھا وہ شاید کسی میٹنگ میں ہے۔

"بھلا اتنی بھی کیا جلدی تھی کال اٹھانے کی۔" اس نے دل میں سوچا اور خود کی حالت پہ قابو پاتے گویا ہوئی۔

"وہ ایکچولی میں نے پوچھنا تھا کہ آپ بزی تو نہیں۔" اس نے آئینے میں خود کی تیاری دیکھتے کہا۔ بلیک کلر کی لانگ شرٹ پہ بلیک ہی کیپری پہنے وہ اپنی لپ سٹک چیک کر رہی تھی۔

"جی میٹنگ میں ہوں۔" سالار نے مصروف سا کہا۔

"اوہ مطلب آپ بزی نہیں ہیں، ٹھیک ہو گیا، اچھا میری بات سنیں۔" لپسٹک کو آخری ٹچ دیتی اس نے رعب سے کہا تو دوسری طرف سالار نے موبائل کو گھورا۔

"جی سنائیں۔" اس نے میٹنگ میں بیٹھے لوگوں کو زرا رکنے کا اشارہ کیا اور خود کرسی سے اٹھ کے گلاس وال کی طرف آیا۔

"مجھے کہیں جانا ہے کیا آپ لے کے جا سکتے ہیں۔" اپنی سینڈلز پہنتے اس نے موبائل کو سپیکر پہ کر کے کہا۔

"لے جاؤں گا لیکن کہاں جانا ہے وائفی۔" پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے کہا۔

"یہ سرپرائز ہے، آپ آجائیں۔"

"ابھی آؤں۔" گھڑی میں ٹائم دیکھا پھر ایک نظر پیچھے مڑ کے جہاں سب بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"آپ میرے لیے اتنا نہیں کرسکتے کیا۔" ہدا نے مایوس ہونے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔

"تھوڑی دیر میں آرہا ہوں، اور آ کے بتاتا ہوں کیا کیا کرسکتا ہوں۔" سالار نے مسکرا کے کہا۔

"ہائے شکریہ۔۔۔ بائے۔" خوشی سے کہتی اس کی بات پہ توجہ دیے بغیر کال کاٹ گئی اور سوچنے لگی کہ دریہ کا کیا ری ایکشن ہوگا اس کو دیکھ کے۔

ہدا کا ارادہ تھا کہ فون پہ تو اس نے انفارم کردیا تھا لیکن اب وہ اس کے گھر جا کے اسے سرپرائز کرنا چاہتی تھی، لیکن اسے کیا پتا تھا کہ تھوڑی دیر میں انہیں خود ایک بہت بڑا اور برا سرپرائز ملنے والا ہے۔ ہدا خوشی سے نیچے آتی اپنا بیگ کندھے پہ ڈالے مسکراتی سالار کا انتظار کرنے لگی۔

****

"سالار ایک منٹ گاری پیچھے کریں تھوڑی سی۔" سالار کے آنے پہ ہدا تیار سی اس کے ساتھ دریہ کے گھر جانے کے لیے نکلی تھی، اور ابھی وہ ٹریفک سگنل کی وجہ سے رکے تھے جب ہدا نے کچھ محسوس کرنے پہ سالار کو پیچھے گاڑی کرنے کا کہا۔

"کیا ہوا ہے؟" سالار نے گاڑی پیچھے لیتے پوچھا۔

"ایک منٹ، وہ۔۔ وہ دریہ ہے ناں، یہ۔۔۔ یہ یہاں کیا کررہی ہے اور وہ بھی اس حال میں، اسے تو گھر ہونا چاہیے تھا ناں۔" ہدا نے کچھ فاصلے پہ کھڑی ٹیکسی میں بیٹھی دریہ کی جانب اشارہ کرتے ہلکے سے کہا جو آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنسوں بہا رہی تھی، سر پہ ڈوپٹہ نہیں تھا بال بکھرے تھے، ہدا کو کسی انہونی کا احساس ہوا اور بغیر سالار کو کچھ بتائے، کچھ کہے اور گاڑی سے نکلی اور بھاگتی دریہ کی گاڑی کی جانب گئی جس میں وہ موجود تھی۔

"ہدا رکو۔۔۔ بات سنو کیا ہوا ہے۔" سالار جلدی سے گاڑی پہ سائیڈ پہ کرتا خود بھی اترا اور ہدا کی پیچھے گیا۔

"دریہ تم یہاں کیا کررہی ہو اور اس حالت میں، ادھر آؤ۔" ہدا نے بغیر لمحے کی دیر کیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور دریہ کو کندھے سے ہلا کے پوچھا۔

"ہدا!" اس کے منہ سے بس یہی لفظ نکلا تب سالار بھی پہنچ چکا تھا دریہ کے پاس۔

"درے میری جان، تم یہاں ایسے؟ کیا ہوا ہے۔" سالار نے دریہ کو باہر نکالتے کہا تو ہدا بھاگ کے اپنی گاڑی کی طرف گئی اور جلدی سے اندر سے ایک شال لے آئی جو اکثر گاڑی میں موجود رہتی تھی۔

"سالار اس کی طبیعت نہیں ٹھیک اسے جلدی سے گھر لے کے چلیں۔" ہدا نے دریہ کو اپنے ساتھ لگاتے کہا۔

سالار کو تو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا، پہلے وہ دریہ کو سرپرائز دینے کے لیے اس کے گھر جا رہے تھے اور اب دریہ خود انہیں بیچ رستے میں ملی تھی۔

سالار نے سارے رستے کچھ نا پوچھا بس وہ چپ چاپ اپنی بہن کی سسکیاں سنتا رہا، اسے یہ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ نا کچھ تو ہوا جس کی وجہ حامد ہی ہے، اور ہدا میں اتنا بھی حوصلہ نہیں بچا تھا کہ وہ اسے تسلی کے الفاظ بھی کہہ سکے وہ خود کچھ بولنے کی حالت میں نہیں تھی۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

گھر پہنچ کے سالار نے دریہ کو نیچے اتارا اور اندر لے کے جانے لگا جب وہ لڑکھڑا کے زمین پہ گر گئی۔

"دریہ۔۔۔۔ دریہ آنکھیں کھولو میری جان۔" ہدا نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

"یہ کیا ہو گیا اس کے ساتھ، میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔" سالار نے پریشانی سے دریہ کو بازوں میں اٹھایا اور اسے روم میں چھوڑا۔

"لی۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر کو بلائیے گا۔" ہدا نے نظریں چراتے کہا تو سالار کو جیسے جھٹکا لگا۔

سالار بنا کچھ کہے کمرے سے نکلا اور ڈاکٹر کو کال کی، تب تک ناز بیگم بھی روم میں آگئی تھیں اور اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کہ جیسے دل کٹ کے رہ گیا تھا، وہ مسلسل آنسوں بہائی جا رہی تھیں۔

تھوڑی دیر میں سالار ڈاکٹر کے ساتھ اینٹر ہوا تو ہدا نے ان کو بیٹھنے کی جگہ دی۔

"ان کی حالت بہت کمزور ہے، کسی زہنی دباؤ کا شکار ہیں اور کھانے پینے کا بھی دھیان رکھیں اس حالت میں لاپرواہی نقصان دہ ثابت ہوگی۔" ڈاکٹر نے پریسکرپشن لکھتے کہا۔

"کیا ہوا ہے میری بیٹی کو ڈاکٹر؟" ناز بیگم نے ڈھرکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"یہ اسپیکٹ کر رہی ہیں، شاید آپ لوگوں کو پتا نہیں تھا، خیر یہ دوائیں ان کو احتیاط سے دیجیے گا اور کوئی بھی پین کلر نہیں دینی وہ بھی ٹھیک نہیں ہوگی ان کے لیے۔" ڈاکٹر نے مسکرا کے کہا اور پیپر سالار کو پکڑاتی باہر گئیں۔

"اتنی خوشی کی خبر ہے اور میری بیٹی اس حالت میں کیوں ہے؟ کہاں ہے حامد اس کو بلاؤ وہ اس سب کا زمہ دار ہے ہم نے اپنی بچی اس لیے دی تھی کیا کہ وہ اس پہ ظلم کرے۔"

ناز بیگم نے روتے دریہ کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے کہا جہاں انگلیوں کے نشان واضح نظر آرہے تھے ،اس سے ان سب کو یہ تو اندازہ ہوگیا تھا کہ حامد کا رویہ اس کے ساتھ ٹھیک نہیں تھا اور دریہ ان سے چھپاتی آئی تھی۔

"آپ فکر نہیں کریں ماں ، اس سب کا حساب دینا ہوگا حامد کو ، چھوڑوں گا تو میں بھی نہیں اس کو آخر سمجھتا کیا ہے وہ خود کو۔" سالار نے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے دریہ کو دیکھتے کہا جو نیم جان سی لگ رہی تھی۔

کتنی خوش رہنے والی بچی تھی وہ اور اب وہی زرد پڑتے چہرے کے ساتھ ان کے درمیان موجود تھی۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے کہ گئی تھی تو یہ خبر ملی تو میں اسے سرپرائز دینے جانے لگی تھی ، یہ بھی بہت خوش تھی لیکن یہ سب کیسے ہوا مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" ہدا بھی پاس بیٹھی روتے ہوئے بولی۔

"میں بری نہیں ہوں ،مجھے طلاق نہ دیں۔" دریہ نیند میں آہستہ آواز میں بڑبڑائی تو سب نے چونک کے اس کی طرف دیکھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا درے ، سب ٹھیک ہے آپ کا بھائی آپ کے پاس موجود ہے ۔" سالار نے اس کے پاس بیٹھتے اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلاتے کہا ۔

"طلاق ۔ ۔ ۔ ! یہ کیا کہہ رہی تھی ، حامد اس حد تک گر جائے گا کہ اسے اپنے ہونے والے بچے کی بھی پرواہ نہیں کی ۔ "ناز بیگم نے غصے سے کہا ۔

"اس کا خیال رکھیں اور آپ بالکل بھی فکر نہ کریں ، ہم اس معاملے کو دیکھتے ہیں ۔" سالار سنجیدگی سے کہتا اٹھا اور ارمان کا نمبر ڈائل کرتا باہر آیا ۔

ہدا نے سارا دن دریہ کے پاس رہ کے گزارا ، شائستہ بیگم کو بھی جب پتا چلا تو وہ بھی ادھر ہی آ گئی تھیں ، انہوں نے ہدا کو یہاں رکنے کو کہہ دیا کہ دریہ کے پاس ہی رہے تاکہ وہ پریشان نہ ہو نیند میں اور اس کا خیال رکھ سکے ۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

****

"کہاں ہے حامد اسے بلائیں ۔ "سالار اور ارمان اس وقت حامد کے گھر کے باہر موجود تھے اور ثریا بیگم سے مخاطب ہوئے تو وہ پریشانی سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگیں ۔

"بیٹا وہ تو ۔ ۔ ۔ "انہوں نے شرمندگی سے کچھ کہنا چاہا جب سالار نے بات کاٹی ۔

"آپ نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ میری بہن کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی جبکہ آپ اسے مسلسل طعنے دیا کرتی تھیں اگر آپ کو وہ اچھی نہیں لگتی تھی تو کیوں اس کو اپنے اس کمینے بیٹے کے لیے مانگا ہم سے، میں آپ سے بالکل بھی کوئی بد تمیزی نہیں کرنا چاہتا بہتر یہی ہے کہ اپنے بیٹے کو بلائیں تاکہ میں اس سے پوچھ سکوں کیا قصور ہے میری بہن کا جو اسے یوں بے عزت کر کے گھر سے نکالا گیا تھا۔" سالار نے غصے پہ قابو پاتے کہا جبکہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی آنٹی کا بھی کچھ کر دے جس نے اپنے بیٹے کو ایک لڑکی کی عزت کرنا نہیں سکھائی تھی۔

"وہ اس طرح نہیں آنے والا اور لگتا ہے کہ یہ بھی نہیں بلانے والی اس کو میں خود جا کے دیکھتا ہوں۔" ارمان غصے سے کہتا اٹھا اور اس کے کمرے کی جانب جانے لگا جب ثریا بیگم نے اسے روک دیا۔

"وہ گھر نہیں ہے۔" اتنا کہہ کے وہ چپ ہو گئیں۔

"بھائی تھوڑی دیر پہلے ہی گھر سے نکل گئے ہیں میں نے پوچھا بھی تھا لیکن انہوں نے کچھ بتایا نہیں۔" نوشین بھی ان کے درمیان آتی بولی تو ارمان نے ایک نظر نوشین کو دیکھا پھر سالار کو۔

"بھائی! بھابھی کیسی ہیں؟" نوشین نے شرمندہ سا ہو کے پوچھا۔

"کیسا کر دیا تھا تم لوگوں نے اسے، کیسی ہو سکتی ہے وہ۔۔۔ زندہ ہے وہ ورنہ تمہارے بھائی نے کسر نہیں تھی چھوڑی اسے زندہ لاش بنانے میں۔" سالار نے سرد لہجے میں کہا اور ارمان کو لیے وہاں سے نکلا۔

"میں پہلے ہی کہتی تھی کہ بھابھی بہت معصوم ہیں ان سے ایسا رویہ نہ رکھیں لیکن آپ کو صائمہ آپی کی باتیں زیادہ ٹھیک لگتی تھیں۔" ان دونوں کے جانے کے بعد نوشین نے روتے کہا تو ثریا بیگم خود کو شرمندگی کے گڑھے میں گرتی محسوس کرنے لگی۔

"مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔" انہوں نے آہستہ سے کہا۔
"مطلب کہ اگر ایسا نا ہوتا تو آپ کا رویہ ویسے ہی رہتا جس طرح کا آپ نے رکھا ہوا تھا، دعا کریں امی کہ یہ سب مجھے نہ دیکھنا پڑے یا پھر یہ دعا کریں کہ اللہ مجھ میں بھی اتنا حوصلہ ڈال دیں کہ میں آگے یہ سب برداشت کر سکوں۔"

نوشین نے روتے ہوئے ایسی بات کہی کہ ثریا بیگم کے دل کو تکلیف ہوئی، یہ سب تو واقعی انہوں نے نہیں سوچا تھا وہ تو بھول گئی تھیں کہ ان کی بھی ایک نہیں دو بیٹیاں ہیں جو اپنے ساتھ خوشیوں کے خواب لیے چلتی ہیں کہ ان کو بھی ایک اچھا شریک حیات ملے جو ان کے دکھ سکھ میں ساتھی ہو۔۔۔

لیکن انہیں کے بیٹے نے دوسرے کی بیٹی کو خواب دیکھنے سے پہلے ہی اجاڑ دیا تھا وہ بھی ایسا اجاڑا کہ وہ اپنی ماں بننے کی خوشی کو ایک پل کے لیے بھی محسوس نہ کر سکی۔

اس پل ثریا بیگم کو ڈھیروں شرمندگی اور پچھتاووں نے آ کے گھیر لیا لیکن اب کیا کیا جا سکتا تھا سوائے پچھتانے کے۔

****

صائمہ کی چچی فرخندہ سے بات ہوتی تھی تو باتوں باتوں میں چچی نے ارمان اور دریہ کا بھی زکر کر دیا کہ وہ جس کی وجہ سے بات کھل گئی جو کبھی ہے ہی نہیں تھی۔

صائمہ نے جب سنا کے دریہ ارمان کو پسند کرتی تھی تو اس کے پیٹ میں یہ بات زیادہ دیر تک ٹکی نہیں رہی اور اس نے حامد سے رابطہ کر کے اسے بتا دی جس پہ پہلے تو حامد نے یقین نہ کیا لیکن دریہ کو جب اس نے ارمان کی گاڑی میں بیٹھے دیکھا تو اس کو یقین آنے لگا جس کی وجہ سے وہ دریہ سے بات کرنا چھوڑ چکا تھا، تب ہی دوبارہ اس کی زندگی میں مشی کی اینٹری ہوئی تو وہ اپنا زیادہ وقت اسی کے ساتھ گزارنے لگا، ارمان کے ساتھ دریہ کو دوبارہ دیکھ کے اس نے اپنے غصے پہ قابو پانے کے بجائے دریہ پہ الزام لگائے۔

اب بھی جب وہ گھر آ رہا تھا تب صائمہ نے ہی اسے کال کر کے بتایا تھا کہ دریہ ہدا اور ارمان کے ساتھ کہیں ڈاکٹر کے پاس گئی ہے، صائمہ نے بس ہدا کو دیکھا تھا نہ کے ارمان کو، لیکن جہاں شک کا بیج بو دیا گیا ہو تو ایک لفظ بھی وہاں پانی کا کام کرتا ہے جو اس بیج کو اگنے میں مدد دیتا ہے۔

اشتعال میں جب حامد گھر پہنچا تو دریہ تب ہدا سے بات کر رہی تھی جس میں ہدا اسے خوشخبری سنا رہی تھی اور جب دریہ نے کہا "میں بہت خوش ہوں، اب میری ان طعنوں سے تو جان چھوٹے گی اور میں بھی خوشی سے کھل کے جیوں گی۔" تو حامد نے اندر داخل ہوتے بس اس کے آخری الفاظ سنے جس میں وہ خوشی سے کھل کے جینے کی بات کر رہی تھی اور اسی وقت حامد نے اس بات کو اپنے مطلب میں لیا اور کھڑے کھڑے دریہ کو طلاق دے دی۔

دریہ کو گھر سے نکالنے کے بعد جب ثریا بیگم اسے روکنے کو آئی کیونکہ وہ دریہ کی حالت سے تھوڑی بہت واقف تھیں تو اسے روکنا چاہا لیکن وہ الٹا ان پہ برس پڑا اور اور اپنا سفری بیگ تیار کر کے گھر سے نکل پڑا جاتے جاتے ان کے سر پہ دھماکہ کرنا نہ بھولا۔

"میں اپنی دوسری بیوی کے ساتھ باہر جا رہا ہوں کچھ سکون حاصل کرنے ورنہ یہاں تو سب نے کوئی کسر نہیں چھوڑی میری زندگی تباہ کرنے میں۔" اپنی نئی شادی کی اطلاع دیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ ثریا بیگم اب اپنا سر تھام کے بیٹھ گئیں کہ یہ سب کیا ہو گیا، جو موقع خوشی کا بننے جا رہا تھا اسی کو حامد تباہ و برباد کر کے چلا گیا اور اس میں قصور ان بھی تھا۔

www.urdunovelsmania.com

****

دریہ کو جب ہوش آیا تو اس نے چیخ چیخ کے پورا گھر سر پہ اٹھا لیا سب اس کی حالت سے پریشان ہو گئے لیکن وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی ، اس نے روتے ہوئے سب بتا دیا کہ حامد نے کیوں اسے طلاق دی ، دریہ نے یہ تک کہہ دیا کہ ارمان بھائی کو کہنا کہ بھول کے بھی اس کے سامنے نہ آئے ورنہ وہ اسے جان سے مار دے گی ، ابھی وہ مکمل ہوش میں نہیں تھی اسی لیے اس سب کا قصور وار وہ ارمان کو ٹھہرا رہی تھی جبکہ باقی سب اس کی بات پہ خاموشی اختیار کر چکے تھے ۔

جب دریہ ان سے سنبھلنے نہ پائی تو ارمان کو کال کر کے بلایا اور اسے سکون آور انجیکشن دیا کہ وہ تھوڑی دیر سکون کی نیند لے لیتی لیکن وہ ارمان کو بھی دیکھ کے بھڑک اٹھی جس پہ ناز بیگم نے ایک اس سے سختی سے ٹوکا ۔

"دریہ خبر دار اگر تم نے ارمان سے بدتمیزی کی تو ورنہ مجھ سے برا نہیں ہو گا کوئی ۔ " انہوں نے اس بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑ کے کہا تو ایک پل دریہ خاموش ہو گئی لیکن اگلے ہی پل آنسوں پھر سے اس کی آنکھوں سے بہنے لگے ۔

"ماما وہ مجھے بری لڑکی سمجھتے تھے ، میں ایسی نہیں ہوں ان کو بتائیں جا کے ، ان کو یہ بھی بتائیں کہ ہماری طلاق نہیں ہوئی ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کریں گے ۔ "اس نے بچوں کی طرح روتے ان کی گود میں منہ چھپا کے کہا تو ہدا سے برداشت نہ ہوا اور وہ کمرے سے باہر نکل کے رونے لگی جبکہ شائستہ بیگم خود کو اس سب کا زمہ دار سمجھ رہی تھیں ۔

"مجھے معاف کر دو میری بچی ، اگر میں نے ہی کچھ وقت پہ کر لیا ہوتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ۔ "

شائستہ بیگم دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئی اور ناز بیگم کو آرام کرنے کا کہہ ہے خود دریہ کے پاس رک گئیں ، ابھی وہ انجیکشن کے اثر میں جا رہی تھی ۔

تھوڑی دیر میں جب وہ سو گئی تو شائستہ بیگم نے اسے ٹھیک سے لٹایا اور پاس پی اس کے لیٹ گئیں ۔

****

سالار اور ارمان نے جب حامد کا پتا لگوایا تو ان کو خبر ملی کہ اپنی کمپنی کی طرف سے باہر کے کسی ملک وزٹ پہ گیا ہے اور یہ وزٹ فیملی وزٹ تھا ، مزید پتا کرنے پی ان کو یہ خبر بھی مل گئی کہ وہ دوسری شادی کر چکا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

یہ سن کے دونوں کا خون کھول اٹھا کہ ابھی حامد ان کے سامنے ہوتا وہ اسے زندہ نہ چھوڑتے ۔

"میں گھر جا رہا ہوں تم زرا آفس کا چکر لگا لو۔" ارمان نے گاڑی میں بیٹھتے کہا تو سالار نے سمجھ کے سر ہلایا۔

دریہ کو دو دن ہو گئے تھے گھر آئے اور اس کی طبیعت میں کوئی بہتری نہیں تھی نظر آ رہی کیونکہ وہ اپنا دھیان ہی نہیں رکھ رہی تھی، ابھی جب ارمان حسن صاحب کے گھر آیا تو دریہ کی طبیعت بری طرح سے بگڑ چکی تھی بار بار اسے وومٹ آ رہی تھی جس سے وہ نڈھال سی ہو گئی تھی۔

"ارمان بیٹا بھابھی تو اس کے لیے کچھ سامان لینے گئی ہیں تم آؤ میرے ساتھ اس کو ڈاکٹر کے ہاں لے کے جانا ہے۔" شائستہ بیگم نے خود پہ شالا اوڑھتے کہا اور ایک نظر بیڈ پہ لیٹی دریہ کو دیکھا۔

"میں یہاں ہی بلا لیتا ہوں ڈاکٹر ہوں، باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" ارمان نے کہہ کے موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کرنا چاہا جب شائستہ بیگم نے پھر سے روک دیا۔

"نہیں گھر پہ نہیں بلاؤ کیونکہ ڈاکٹر کو شاید کچھ ٹیسٹ وغیرہ بھی کرنے پڑیں تو بہتر ہے ہم وہیں جائیں تاکہ اس کا اچھے سے چیک آپ ہو جائے۔" اس کو منع کر کے وہ دریہ کی جانب مڑی اور سہارہ دے کے کھڑا کیا۔

"چھوٹی ماں بہت پین ہو رہی ہے۔" دریہ نے نقاہت سے چلتے کہا۔

"بس میری جان ہم ابھی پہنچ جائیں گے۔" اس کو تسلی دیتی گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئیں تو دریہ نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا۔

ڈاکٹر کے پاس پہنچے تو اس کا چیک آپ ہوا اور ساتھ ہی ہدایت کی اس کا بلڈ لیول بہت کم ہے تو خوراک پہ دھیان دیں، دریہ کا دھیان بٹانے کے لیے ارمان نے گاڑی آئس کریم پارلر روکی تاکہ وہ باہر کے ماحول سے زرا فریش فیل کر سکے۔۔ اس دن کے بعد دریہ نے ارمان کے بارے میں کچھ برا نہ کہا اور نہ ہی سوچا اسے اپنے رویے پہ شرمندگی تھی۔

ارمان جب آرڈر دے کہ واپس آ رہا تھا تب اس کی ٹکر ایک لڑکی سے ہوئی جس کو دیکھنے کے بعد آرمان نے مسکراتے اس سے بات شروع کی، دریہ کی نظر جب دونوں پہ پڑی تو دونوں کو دیکھتی رہی کس طرح وہ دونوں آپس میں بات کر رہے تھے جیسے بہت پہلے سے جانتے ہوں ایک دوسرے کو، دریہ نے اپنا سر جھٹکا اور گاڑی سے دوسری طرف دیکھنے لگی جہاں گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔

وہ انہیں میں مگن تھی جب ارمان اپنا آرڈر لے کے ان کے پاس آیا۔

"کیسا لگ رہا ہے دریہ۔" ارمان نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے فکرمندی سے پوچھا، دریہ اس نے خود کہا جس پہ دریہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھل کے بولی۔

"اچھا لگ رہا ہے۔" اس نے مسکرا کے کہا۔

"گڈ، اگر دل کہیں اور چلنے کا ہو رہا ہے تو بتاؤ وہاں جاتے ہیں۔" ارمان نے اپنی آئیس کریم ختم کرتے کہا۔

"نہیں مان بھائی بس گھر جانا ہے، تھکن فیل ہو رہی ہے کافی۔" دریہ نے آہستہ سے کہا تو شائستہ بیگم نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور ارمان نے گاڑی گھر کی جانب کی۔

****

"یار تم کوئی اچھا سا ڈریس نہیں پہن سکتی ہو یہ پہننا ضروری ہے کیا۔" حامد نے جھنجھلا کے کہا جس پہ مشی نے ماتھے پہ بل لیے اسے دیکھا۔

"کیوں اس میں کیا خرابی ہے اور میں دیکھ رہی ہوں حامد جب سے ہم یہاں آئے ہیں تم مسلسل مجھے ٹوک رہے ہو جبکہ پہلے تم نے ایسے کبھی نہیں کیا۔" مشی نے اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے کہا جس میں اس نے بلیو جینز اور وائٹ ہالف سلیو شرٹ پہن رکھی تھی۔

"یار پہلے کی بات اور تھی اب اور ہے، اب تم بیوی ہو میری اور تمہیں باہر لوگ کیسے گھور کے دیکھتے ہیں جب تم نے یہ سب پہنا ہوتا ہے۔" حامد نے سنجیدگی سے کہا تو مشی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری۔

"تو مطلب تم باقی سب سے جیلس ہو رہے ہو جو مجھے دیکھتے ہیں۔" اس نے شرارت سے کہہ کے حامد کے گلے میں باہیں ڈالیں تو حامد نے آبرو اچکائے۔

"ابھی کے لیے کر رہی ہوں بس لیکن آئندہ مجھے تم ایسا کرنے کو بالکل بھی نہیں کہو گے اور نہ ہی میں چاہتی ہوں کی اس وجہ سے میرے اور تمہارے درمیان کوئی لڑائی ہو، تم شروع سے جانتے ہو میں کس طرح کی لڑکی ہوں اور کیا پہنتی ہوں لہذا تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" مشی بھی اس سے علیحدہ ہوتی سنجیدگی سے بولی، مشی کو زرا پسند نہیں آیا تھا اس کا یوں ٹوکنا۔

اور حامد کو اس پل دریہ کی یاد آئی جب اس نے اس سے اس کی مرضی جاننی چاہی تھی کہ وہ کیا پہنے تب حامد اس پہ توجہ نہیں دیتا تھا، اس کے خیال کو جھٹک کے وہ مشی کی جانب ہوا جو اب منہ بنا کے چینج کر کے آئی تھی، بھئی اب اپنی محبوب بیوی کو حامد نے منانا جو تھا اس لیے اسے باہر گھمانے لے کے جانے لگا۔

انسان کچھ غلط کر کے کب تک خوش رہ سکتا آخر کو اسے بھی ایک بار احساس ضرور ہوتا ہے اپنی غلطی کا، کچھ وقت سے پہلے اپنا گناہ اور غلطی جان کے معافی اور توبہ کر لیتے ہیں اور کچھ جان کے بھی انجان بنتے ہیں لیکن آخر کب تک، اپنے اعمال کا مزا تو چکھنا ہی ہے سب کو۔

****

آج جب کافی دنوں بعد اس کی طبیعت سنبھلی تو وہ گھر سے باہر نکلی تھی، ناز بیگم کو وہ سحر کی طرف جانے کا کہہ کے آئی تھی انہوں نے بھی اجازت دے دی تاکہ باہر جا کے کچھ طبیعت میں تبدیلی آئے گی ورنہ گھر میں وہ تو اب کسی سے بات بھی نہیں کرتی تھی، خاموش رہنے لگی تھی۔۔۔ سحر کے گھر جانے کے بجائے اس نے ڈرائیور کو حامد کے گھر کی طرف جانے کو کہا پہلے تو ڈرائیور نے منع کر دیا لیکن دریہ کے بے حد اسرار پہ وہ اسے حامد کے گھر لے آیا۔

دریہ نے ڈھرکتے دل کے ساتھ بیل بجائی کہ شاید حامد اسے دیکھ کے خوش ہو اور وہ اسے دوبارہ گھر بلا لے لیکن۔

"تم پھر سے آگئی سکون نہیں ہے، نکلو یہاں سے۔" دروازہ صائمہ نے کھولا تھا اور اسے دیکھتے ہی برہمی سے بولی۔

"آ۔۔ آپی وہ حامد سے بات کرنی ہے انہیں بلادیں۔" دریہ نے ڈرتے کہا تو صائمہ نے تیوری چڑھائی ۔

"سمجھ نہیں آرہی میری بات نکلو یہاں سے، پتا نہیں کیوں ہماری زندگی میں آئی تھی۔" صائمہ نے اس بازو سے پکڑ کے جھٹکا دیا تبھی ثریا بیگم بھی آ گئیں۔

"صائمہ بدتمیزی نہ کرو، ہٹو یہاں سے اس کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔" ثریا بیگم کو اپنے کیے پہ شرمندگی تھی اسی لیے وہ صائمہ کو ٹوکتی روتی دریہ کے پاس آئیں اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"امی آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں، یہی وہ لڑکی ہے جس نے میرے بھائی کو دھوکا دیا تھا۔" صائمہ چیختی دریہ پہ جھپٹی کہ ثریا بیگم نے دریہ کو اپنے پیچھے کرلیا۔

"بکواس بند کرو اپنی اگر تم نے اسے کچھ کہا بھی تو زبان کھینچ لوں گی تمہاری، دھوکا اس نے نہیں تیرے اُس بھائی نے دیا، اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے ایک اور شادی کر کے بیٹھا تھا۔" انہوں نے سختی سے کہا تو ایک پل کو صائمہ خاموش ہوگئی لیکن اگلے ہی پل اس کی زبان پھر سے بے قابو ہوگئی۔

"اگر کی بھی ہے تو ضرور اس نے کچھ کیا ہوگا، اسی میں کوئی خامی ہوگی جس کی وجہ بھائی کو یہ قدم اٹھانا پڑا ۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے آپی۔۔۔امی آپ حامد کو بلا دیں مجھے بات کرنی ہے ان سے۔۔۔۔مجھے ان کی دوسری شادی سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے.بس انہیں کہیں کہ مجھے چھوڑیں نہیں میں رہ لوں گی جیسے وہ کہیں گے۔" دریہ نے روتے التجا کی تو ثریا بیگم نے بے بسی سے دریہ کو دیکھا جو آنکھوں میں امید کیے انہیں کو دیکھ رہی تھی کہ شاید وہ اس کی مدد کریں حامد سے بات کرنے میں۔

"بیٹا وہ تو گھر میں نہیں ہے، وہ تو ہمیں بھی چھوڑ کے چلا گیا ہے۔" بات کرتے ثریا بیگم کا بھی لہجہ نم ہونے لگا۔

"ہو گئی بات نکلو اب۔۔۔کوئی جگہ نہیں یہاں تمہارے لیے تو بہتر یہی ہے کہ آئندہ کبھی واپس نہ آنا۔" صائمہ نے اسے بازو سے پکڑ کے گیٹ کے باہر نکالا تو ڈرائیور نے اسے بروقت سنبھالا ورنہ وہ ابھی اوندھے منہ نیچے گرتی۔

"صائمہ!! یہ کیا طریقہ ہے۔"ثریا بیگم ہوش میں آتیں صائمہ کو سائیڈ پہ کرتیں دریہ کے پاس آئی اور اسے سہارہ دیا۔

دریہ ایک اداس نظر اس گھر پہ ڈال کے گاڑی کی طرف بڑھی اور ڈرائیور کو گھر چلنے کا کہا، سارے رستے وہ رو کے گزارتے آئی۔

حامد نے کبھی اس سے پیار کے بول نہ بولے تھے وہ اگر کبھی مسکرا کے بات کرلیتا تو دریہ کے لیے وہی سب کچھ تھا، اب بھی وہ یہی چاہتی تھی کہ اپنے دل میں نہیں تو گھر میں ہی جگہ دے دے، حامد نے بول کے بس ایک ہی طلاق دی تھی اور دریہ چاہتی تھی کہ حامد اس سے صلح کرلے تو وہ پھر سے اس کی بیوی بن کے رہ سکتی ہے لیکن وہ تو اس سے رابطے میں ہی نہیں تھا یہاں تک کہ اپنے گھر والوں سے بھی رابطہ ختم کر رکھا تھا۔

گھر پہنچتے پہنچتے دریہ کی ایک بار پھر سے طبیعت بگڑ گئی تو ڈرائیور نے جلدی سے سالار کو کال کردی کہ وہ ڈاکٹر کو بلالیں۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کا بی پی بار بار شوٹ کر رہا تھا اور وہ کسی سٹریس میں ہے لہذہ اسے پر سکون رکھا جائے تاکہ اس کی صحت پہ کوئی برا اثر نہ پڑے۔

****

~کچھ عرصہ بعد~

اسپتال میں ایک خوشی کا سماں تھا، سب گھر والے موجود تھے، جہاں سب اپنی خوشی کو منانے کی تیاری میں تھے وہاں ایک وجود اپنے دکھ کا ماتم منا رہا تھا۔

دریہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازہ تھا، رنگ روپ میں وہ بالکل دریہ پہ تھا البتہ تھوڑی سی شبہ وہ اپنے ماموں سالار سے بھی رکھتا تھا۔ اس تمام عرصے کے دوران سب نے دریہ کا بہت خیال رکھا

اس کی خوراک کا، آرام کا، کیونکہ وہ خود کسی بھی چیز پہ دھیان نہیں دیتی تھی تو سب نے ہی اس کے کام کرنے تھے۔

دریہ دو ماہ تک حامد کا انتظار کرتی رہی کہ شاید اسے احساس ہو اور اسے لینے آجائے۔۔۔۔ دریہ نے بار بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار ناکام جاتی، حامد تو نہیں البتہ اس نے طلاق کے پیپرز بجھوا دیے جس پہ دریہ نے ایک بار بہت ہنگامہ مچایا، چیختی وہ سب سے ایک ہی سوال کرتی کہ اس کا قصور کیا تھا اس کے بچے کا قصور کیا تھا جو حامد نے اسے قبول نا کیا اور ایک بار مڑ کے بھی خبر نہ لی۔

طلاق ہونا کسی بھی فیملی کے لیے بہت بری خبر ہوتی ہے ایک قیامت ہوتی جو سب پہ گزرتی ہے اسی طرح دریہ کی فیملی پہ بھی قیامت بن کے اتری تھی، اتنی چاہت سے وہ بیاہ کے گئی تھی اور دو ہی مہینوں میں وہ اپنے والدین کی دہلیز پہ موجود تھی وہ بھی خالی ہاتھ اور آج جب اس کا بیٹا پیدا ہوا تو وہ اس رشتے سے مکمل طور پہ آزاد ہو چکی تھی۔

دریہ نے سب سے ملنے سے منع کر دیا تھا کہ اس میں ہمت نہیں کہ وہ کسی کا سامنہ کر سکے، اس عرصے کے دوران ارمان ایک بار پھر دبئی چلا گیا تھا بزنس کے سلسلے میں، اس کا جانے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا لیکن وہاں کا کام مسلسل پینڈنگ پہ تھا اور سالار کو اس نے دریہ کی وجہ سے نہ جانے دیا کہ وہ اگر یہاں نہیں موجود ہوگا تو سالار اس کا اور باقیوں کا دھیان رکھ سکے اور خود چلا گیا۔

اب جب اسے بھی بیٹے کی خبر ملی تھی تو وہ بھی پہلی فلائٹ سے پاکستان آ رہا تھا۔ اس نے پل پل کی خبر رکھی تھی دریہ کی۔ چچی فرخندہ بھی ایک دو بار آئی تھیں چکر لگانے اور دریہ کا حال دریافت کرنے اس کے گھر لیکن دریہ اپنے آپ کو کمرے میں بند کر کے رکھتی تھی، نہ زیادہ کسی سے بات کرنا اور نہ ہی کسی سے ملنا۔ وہ پہلے والی دریہ سے بالکل ایک مختلف دریہ بن چکی تھی اب وہ سارے احساسات اپنے اندر چھپا رہی تھی کسی سے کھل کے بات بھی نہیں کرتی تھی۔

اور اس کی یہی چپ سب کو تکلیف دے رہی تھی۔
شام کو دریہ کو اسپتال سے چھٹی مل گئی تھی تو وہ گھر آ گئے تھے، اس کی حالت ایسی نہیں تھی ابھی کہ وہ کسی سے ٹھیک سے بات کر پائے، کم عمری کی وجہ سے وہ بہت کمزور بھی رہی لیکن اس کے برعکس اس نے صحت مند بچے کو جنم دیا تھا۔ دریہ نے ابھی تک اپنے بیٹے کو اپنی گود میں نہیں لیا تھا۔

دریہ اس وقت روم میں آرام کر رہی تھی جب شائستہ بیگم دبے پاؤں اس کے کمرے میں داخل ہوئیں اور بے بی کو اس کے پہلو میں آرام سے لٹا دیا اور خود جس طرح آئی تھیں اسی قدموں سے واپس چلی گئی۔۔۔ بے بی ابھی سو رہا تھا، ارمان کے آنے کا وقت ہو گیا تھا تو سب لاونج میں بیٹھے تھے، ان کے گھر کے سوگوار ماحول کو دریہ کے بیٹے کے آنے کی خوشی نے خوشگوار بنا دیا تھا اور وہ سب اپنی پریشانیاں بھول کر آنے والی خوشیوں کی دعا کر رہے تھے۔

****

سالار ارمان کو لینے گیا تھا اور تھوڑی دیر میں وہ دونوں گھر موجود تھے سب خوشی سے ملے تبھی ارمان گویا ہوا۔

"بھئی مجھے چھوٹے چیمپ سے تو ملواؤ کہاں ہے وہ؟" ارمان نے توجہ بے بی کی جانب کروائی۔

"وہ تو اپنی ماں کی آغوش میں سو رہا ہے، تھوڑی دیر میں اٹھ جائے گا تو میں لے آتی ہوں ابھی ماں بیٹے کو آرام کرنے دو۔" ناز بیگم نے مسکرا کے کہا تو ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"امم اب جب سب یہیں موجود ہیں تو مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" ارمان نے ایک نظر سب کو دیکھتے کہا جو آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے چچی فرخندہ بھی موجود تھیں تو وہ بھی اس کی بات سن کے اس کی طرف پوری توجہ سے گھومیں، حسن صاحب اور عباس صاحب نے بھی نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا جبکہ شائستہ بیگم اور ہدا ریلیکس سی تھیں جیسے ان کو علم ہو کہ اب ارمان کیا بات کرنے والا ہے۔

"ہاں بیٹا کہوں ہم سب سن رہے ہیں۔" حسن صاحب نے متجسس ہو کے پوچھا۔

"اصل میں بڑے بابا مجھے یہ بات کرنی بھی چاہیے یا نہیں میں نہیں جانتا اور شاید آپ سب مجھے خود غرض بھی سمجھیں گے اس بارے میں لیکن میں اس بات میں اب غفلت نہیں کر سکتا۔" ارمان نے تمہید باندھی اور ایک نظر حسن صاحب کا دیکھا جنہوں نے اسے آگے بات کرنے کا اشارہ دیا۔

"میں درے سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" ایک ہی سانس میں جملہ کہہ کے اس نے سب کے چہروں کو دیکھا جہاں سنجیدگی کے علاوہ کچھ نہ تھا البتہ چچی فرخندہ تھیں جو غم و غصے سے ارمان کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ موقع نہیں تھا بات کرنے کا لیکن میں اس میں دیر بھی نہیں کرنا چاہتا ویسے بھی اس کی عدت بے بی کے ہونے تک تھی جو آج ختم ہو چکی ہے اور اگر آپ سب کے دل میں یہ خیال ہے کہ درے کے بیٹے کا کیا ہو گا تو اس بات کی کسی کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں وہ آج سے ہی میرا بیٹا بن چکا ہے، میں اس کا باپ ہوں اور باپ بن کے بھی دکھاؤں گا اور اس حامد کی میں ان دونوں پہ پرچھائی بھی نہیں پڑنے دوں گا"
آرمان نے سنجیدگی سے کہا اور اپنا جھکا سر اٹھا کے دیکھا جہاں عباس صاحب اسی کو مسکرا کر دیکھ رہے تھے ان کے دیکھنے پہ ارمان مدھم سا مسکرا دیا۔

"بیٹا آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن دریہ ابھی بالکل تیار نہیں ہو گی شادی کے لیے۔" حسن صاحب کو ارمان کی بات ٹھیک لگی تھی لیکن وہ اپنی بیٹی کی مرضی کے بغیر بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے وہ جانتے تھے

کہ دریہ اب شاید ہی اپنی شادی کا سوچے کیونکہ اتنی چھوٹی عمر میں اس نے جو زندگی کا روپ دیکھا تھا وہ بالکل ٹوٹ چکی تھی۔

"ارمان ٹھیک کہہ رہا ہے حسن صاحب ہم نے پہلے بھی اس کی شادی میں اجلت کر دی تھی جس کا نتیجہ ہم سب دیکھ چکے ہیں، لیکن اب جب ارمان خود کہہ رہا ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں دیر کرنی چاہیے، اور میں اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتی اب، میں ارمان کے ساتھ ہوں۔" ناز بیگم نے بھی اپنے دل کی بات کی، وہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کے خود کمزور ہو رہی تھیں تو بہتر تھا کہ اسے کوئی سنبھالنے والا ہو۔

"لیکن یہ بہت جلدی نہیں ہو گا۔" حسن صاحب نے کہا۔

"نہیں بابا یہی ٹھیک ہے جتنی جلدی سب ہو گا اتنی جلدی وہ اس فیز سے نکلے گی۔" سالار نے بھی اپنی بات کہی۔

"تو پھر ہم دو مہینوں بعد رکھ لیتے ہیں اور ساتھ میں سالار اور ہدا کی بھی رخصتی کر دیتے ہیں تاکہ گھر میں تھوڑی رونق لگے۔" یہ بات کب سے چپ بیٹھے اعجاز صاحب نے کہی تو سب ان کی بات پہ متفق ہوئے جبکہ اتنی سنجیدہ ماحول میں بھی ہدا فری کا بلش کر گئی جبکہ سالار بھی سنجیدہ ہی تھا۔

****

دریہ نے ہلکی سی آنکھیں کھول کے اپنے پہلو میں دیکھا جہاں اس سے جڑا وجود اب دنیا میں آ کے سانسیں لے رہا تھا، ایک الگ ہی احساس جاگ اٹھا تھا۔

بے اختیار دریہ نے تھوڑا اور قریب جا کے اس کے پھولے گالوں پہ پیار کیا تو وہ ہلکا سا کسمسایا کہ شاید نیند میں اپنی ماں کی کسی پسند نہیں آئی تھی تب ہی اپنی آنکھیں کھولنے لگا جس کو دیکھ کہ دریہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

"میرا بے بی کتنی دیر بعد اپنی ماما کے پاس آیا، جب سے آئے ہو تب سے دوسروں کے پاس پھر رہے تھے۔" دریہ نے اس کی گال پہ پیار بھری چٹکی بھرے سرگوشیانہ انداز میں کہا اور اس کو گود میں لینا چاہا لیکن صاحب لگتا تھا رونے کی تیاری میں تھے تبھی اس کی گود میں آتے ہی اپنا سپیکر کھول بیٹھے جس کو سن کے دریہ سہم گئی۔

"ارے ارے میری جان ایسے نہیں روتے ورنہ ماما بھی رو دیں گی۔" دریہ اس کو کم خود کو زیادہ سمجھاتے نم لہجے میں کہا لیکن وہ جناب آج سارے ریکارڈ توڑنے والا تھا شاید تو جتنا زور لگا سکتا تھا اتنی زور سے رونے لگا۔

"کی ۔ ۔ ۔ کیا ہوا آپ کو، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ ماما ۔ ۔ ۔ ماما!" دریہ نے روہانسی ہو کے کہا اور پھر ناز بیگم کو آوازیں دینے لگی ۔

وہ جو سب باہر بیٹھے اب شادی کی باتیں ڈسکس کر رہے تھے بے بی اور دریہ کی آواز سے جھٹکے سے اٹھے اور دریہ کے روم میں داخل ہوئے جہاں بے بی تو خاموش ہو چکا تھا البتہ دریہ میڈم رونے کا شغل فرما رہیں تھی ۔

"شائستہ بیگم نے دریہ سے بے بی کو لیا اور دریہ کو اپنے ساتھ لگایا ۔

"کیا ہوا میرا بچہ کیوں رو رہی ہو اتنا، دیکھو بے بی بھی پریشان ہو گیا ہے ۔" انہوں نے پیار سے کہا تو دریہ نے ایک نظر ایک بیٹے کو دیکھا جواب چپ ہو کے سب کو اپنی کالی گول مٹول آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ۔

"بے بی بہت رو رہا تھا ۔ اب پتا نہیں کیسے چپ کر گیا ۔" دریہ نے سوں سوں کرتے کہا ۔

"اسے بھوک لگی ہو گی ناں دیکھو ابھی بھی وہ اپنے منہ میں اپنا چھوٹا سا ہاتھ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے، تم اسے یہ پلا دیتی، پاس ہی تو رکھ کے گئی تھی میں ۔" ناز بیگم نے مسکراتے شائستہ بیگم سے بے بی کو لے کے پیار کرتے کہا تو سب بھی مسکرا دیے ۔

"یہ بہت زیادہ چھوٹا ہے۔" دریہ نے بیٹے کو دیکھتے کہا جواب اپنی نانو کی گود میں آرام سے لیٹا فیڈر پی رہا تھا۔

"تو کیا بڑا ہو کے پیدا ہوتا، سارے بچے اتنے ہی ہوتے ہیں۔" انہوں نے آہستہ آواز میں آنکھیں دکھاتے کہا کہ سب کے سامنے کیسی باتیں لے کہ بیٹھ گئی ہے،. جس پہ دریہ شرمندگی سے سر جھکا گئی۔

"لائیں بڑی ماں مجھے دیکھنے دیں۔" ارمان آگے ہو کے ان کی گود سے بے بی کو لیا تو دریہ کی نظر بھی ارمان پہ گئی جسے وہ اتنے مہینوں بعد دیکھ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔ درے کوئی نام سوچا ہے تم نے۔" اس کی گال پہ کس کرتے ارمان نے درے سے پوچھا تو اس نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔

"اووو ویسے مجھے ایک نام پسند ہے تو کیا میں رکھ سکتا ہوں؟" ارمان نے گویا اجازت چاہی۔

"ہاں کیوں نہیں تم رکھو، تمہارا بھی حق ہے۔" ناز بیگم خوشی سے بولیں تو دریہ نے ان کی حق والی بات پہ ناسمجھی سے دیکھا۔

"ازلان۔۔۔۔ ازلان احمد میر اشیر۔" نام پکار کے اس نے سب کی جانب دیکھا تو سب مسکرا دیئے ، سالار جانتا تھا کہ اس نے احمد اپنے حوالے سے کہا کیونکہ ارمان کا نام بھی ارمان احمد تھا دریہ کے علاوہ سب اس بات کو نوٹ کر چکے تھے۔

www.urdunovelsmania.com   اردو ناولز مینیا

"ٹھیک ہے ناں نام درے ؟" اس نے دریہ سے پوچھا جو خالی نظروں سے جانے کیا دیکھ رہی تھی۔

"جی ماں بھائی بہت اچھا نام ہے۔" دریہ نے مسکرا کے کہا تو سب کے چہروں پہ تبی تبی ہنسی آئی جس پہ ارمان نے گھورا۔

پھر تھوڑی دیر سب دریہ کے روم میں ہی رہے اور باتیں کرتے رہے، جب دریہ نے کہا کہ وہ تھک گئی ہے تو سب اس کے آرام کا خیال کرتے بے بی کو بھی ساتھ لیے روم سے نکل پڑے۔

****

اگلے دن ثریا بیگم اور نوشین بھی ملنے آئے تھے ننھے مہمان سے لیکن ابھی ان کی خبر دریہ کو نہیں دی تھی وجہ یہ تھی کہ وہ پھر سے حامد کے رویے کے بارے میں سوچتی اور خود کو ٹینشن دیتی تو اس سے ابھی ان کا آنا چھپایا گیا تھا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

ثریا بیگم اور نوشین کو انہوں نے خود اطلاع دی تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کا حق بھی مارا جائے آخر کو وہ اس کی دادی لگتی تھیں، بیٹے کی خبر چھپانے سے ان کو کیا مل جانا تھا اور ثریا بیگم ایک بار پہلے بھی آچکی تھیں اور گڑگڑا کے اپنے کیے کی معافی بھی مانگی تھی تو دریہ نے کہا کہ ان کی کوئی غلطی نہیں جس کی غلطی ہے وہ تو اس سب سے بے خبر ہے، جب ناز بیگم نے ثریا بیگم کو بتایا کہ ارمان دریہ سے شادی

کرنا چاہتا ہے تو ایک بار پھر وہ شرمندہ ہوئیں اور معافی مانگنے لگیں لیکن ناز بیگم نے ان کو تسلی دی پھر ثریا بیگم بھی دریہ کی خوشیوں کی دعائیں کرتیں چلی گئیں۔

آخر کو وہ بھی ایک لڑکی کی ماں تھیں وہ کیسے چاہتیں کہ ان کی بیٹی کے ساتھ یہ سب ہو تو انہوں نے اپنے رویے کی توبہ کرلی اور معافی بھی مانگ لی۔

****

ازلان صاحب ایک نمبر کے نخرلیے بچے پائے گئے تھے، جب بھی دریہ اس کو گود میں لیتی تو اپنا سپیکر آن کرلیتا جس سے دریہ خود رونے کی تیاری میں ہو جاتی، ہدا کی تو کئی بار ہنسی چھوٹ گئی تھی دریہ کی شکل دیکھ کے۔

"تم بہت بدتمیز ہو ہدا، تم ہی اس کو پٹیاں پڑھاتی ہو کہ اپنی ماما کے پاس جا کے رونا تاکہ تم اسے پکڑ سکو۔" دریہ نے غصہ کرتے کہا تو ہدا نے اپنی ہنسی دبائی۔

"یار اب اس کا خود دل نہیں کرتا اپنی چھوٹی سی ماما کے پاس جانے کا تو میں کیا کہہ سکتی ہوں، تمہاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہ رہی اسی لیے وہ تمہارے پاس زیادہ نہیں ہوتا اور اسے عادت نہیں ہو رہی تمہاری، جب تم ٹھیک ہو جاؤ گی اور وہ تمہارے پاس آئے گا تو اسے وقت کے ساتھ عادت ہو جائے

گی۔" شروع میں شرارت سے کہا پھر دریہ کی روہانسی شکل دیکھ کے اس نے سنجیدگی سے سمجھانا شروع کیا۔

"ویسے یہ ارمان کے ساتھ کافی خوش رہتا ہے، اس کے پاس جا کے روتا بھی نہیں ہے۔" ہدا نے ارمان کا بتایا، ازلان واقعی ارمان کے ساتھ مانوس ہو گیا تھا کافی، دن میں بس ایک دو بار ہی ازلان کو دریہ کے پاس لایا جاتا تھا ورنہ باقی سب موقع ہی کہاں دیتے تھے۔

****

"یار تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی میری بات، کیوں تم بار بار وہاں جاتی ہو جبکہ میں نے تمہیں منع کیا ہے وہاں جانے سے۔" وہ اس پہ برہمی سے بولا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔

"کیوں نا جاؤں؟ سکون ملتا ہے مجھے وہاں ویسے بھی دوست ہوتی ہیں میری وہاں پہ۔" بدلے میں وہ بھی بگڑے لہجے میں بولی تو حامد کا خون کھول اٹھا۔

"کس طرح کی گیدڑ رنگ بنائی ہوئی ہے تم نے، مجھے ذرا پسند نہیں وہ تمہاری بگڑی ہوئی نواب زادیاں دوست تو بہتر یہی ہے کہ تم مجھے آئندہ ان سب کے ساتھ نظر نہ آؤ۔"

حامد نے سختی سے تنبیہہ کی، اسے مشی کی دوستیں بالکل بھی نہیں پسند تھی جو اس نے یہاں شفٹ ہونے کے بعد بنائی تھیں وہ بالکل بگڑی ہوئی نواب زادیاں تھیں جو گئی رات تک اسے پارٹی میں بلاتیں اور مشی ضد کر کے چلے جایا کرتی تھی ان سے ملنے کے بعد مشی جہاں اپنی گردن میں سکارف لیتی تھی اب وہ بھی لینا چھوڑ دیا تھا اور کافی بولڈ ہو گئی تھی جس کی یہ تبدیلی حامد کو زرا پسند نہیں آئی تھی اور وہ اسے ٹوکتا رہتا تھا لیکن بدلے میں مشی بھی چپ نہیں رہتی تھی۔

"تو تم مجھے صحیح سے ٹائم دیا کرو تاکہ میں کہیں اور نہ جاؤں، خود تو تم راتوں کو لیٹ آتے ہو تو بدلے میں میں گھر میں بھٹکتی روح بن کے تمہارا انتظار کروں؟ بہت اچھے مجھ سے نہیں ہوتے انتظار لمبے لمبے۔" اس نے بیڈ پہ بیٹھتے غصے سے سرخ پڑتے کہا۔

"دیکھو اب میں سارا وقت تو گھر پہ نہیں رہ سکتا نا۔ کام بھی کرنا ہوتا ہے مشکل سے تو ہم یہاں سیٹل ہوئے ہیں اور اگر میں نے اپنے کام کو وقت نہ دیا پھر کیسے رہیں گے ہم۔" اب کی بار حامد ہمیشہ کی طرح ہار مانتا ہوا اسے نرمی سے سمجھانے لگا تو مشی نے روتے اس کے کندھے پہ سر رکھا۔

"میں گھر میں اکیلی رہتی ہوں تو مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے، تم مجھے اپنے گھر لے کے جاتے نہیں ہو اور خود رات کو دیر سے آتے ہو تو میں اور کیا کروں اپنی دوستوں سے ملنے کے علاوہ۔"

روتے اس نے شکوہ کیا پہلے وہ اپنی کمپنی کی طرف سے باہر گیا تھا مشی کو لے کہ پھر واپس آیا تو اس کا ٹرانسفر ہو گیا تھا۔ جب سے حامد نے اس سے نکاح کیا تھا تب سے وہ اسے گھر نہیں لے کہ گیا تھا، لے کے بھی کیسے جاتا جب سے اس کے والد کو پتا چلا تھا کہ اس کی دوسری شادی کا تب ہی ولید صاحب نے کہہ دیا کہ اپنی شکل ان کو دوبارہ نہ دکھائے کیونکہ اس نے جو حرکت کی تھی دریہ کو طلاق دے کہ وہ پورے خاندان میں انہیں بے عزت کرنے کو کافی تھی۔

اور ابھی وہ دوسرے شہر رہ رہے تھے، مشی کی والدہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا جس کی وجہ سے مشی اپنی ماں کے پاس بھی نہیں جا سکتی تھی تو نتیجے میں اس نے دوست بنا لیں لیکن وہ بھی بگڑی ہوئیں۔

"ابھی تم خود کو اکیلا محسوس کرتی ہو لیکن جب ہمارے بچے ہو جائیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور تم مصروف بھی ہو جاؤ گی۔" حامد نے پیار سے کہا تو مشی کو ایک اور غم مل گیا کہ اس کی ابھی تک اولاد نہیں تھی لیکن کبھی حامد سے بات کہی نہ کہ اللہ کی مرضی اس میں بھی۔

****

کالج سے آف ہونے کے بعد وہ گیٹ سے قدم باہر رکھتی ہوئی دائیں جانب مڑی جہاں ایک بلیک کار کھڑی تھی اور اس کار کے دروازے کے پاس وہ کھڑا اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اگر کسی نے دیکھ لیا تو مسئلہ بن جائے گا جائیں یہاں سے۔" اس کے پاس پہنچتے ہی وہ گھبراہٹ سے بولی تو اس نے اپنے گلاسز اتار کے اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا۔

"یار ایک تو تمہیں اتنی دیر بعد دیکھتا ہوں اس میں بھی مجھے تم منع کر رہی ہو کہ میں نا آؤں، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔" اس نے برا مناتے شکوہ کیا تو وہ اس کے تھوڑا قریب آئی۔
"اگر ابھی میرے گھر سے کوئی لینے آگیا اور آپ کو میرے ساتھ دیکھ لیا تو گڑبڑ ہو جائے گی، اسی لیے کہہ رہی ہوں کہ آپ جائیں اور میں آپ کو خود بتاؤں گی کہاں ملنا ہے شام کو۔ اوکے۔" اس نے گھبراہٹ پہ قابو پاتے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

"خیر میرا ارادہ تھا آج کہیں گھومنے کا، ٹھیک ہے پھر شام کو ملتے ہیں اچھا سا تیار ہو کے آنا۔" اس کی گال کو ہلکا سا تھپتھپاتے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس کالج کے گیٹ کی طرف گئی کیونکہ تھوڑی دیر میں اسکا ڈرائیور آنے والا تھا اس کو لینے۔

****

فرخندہ چچی نے جب سے ارمان کی دریہ کے لیے پسندیدگی کی بات سنی تھی اس کا جیسے بدن کانٹوں پہ گھسیٹا گیا تھا۔ کہیں بھی چین نہیں مل رہا تھا ساری محنت ضائع جا رہی تھی صرف اس صائمہ کی وجہ سے

جس نے حامد کو ان کے بارے میں بتا دیا اگر وہ نہ بتاتی تو دریہ اپنے گھر ہوتی اور یوں ارمان کی اس سے شادی نا ہو رہی ہوتی۔

"دل کر رہا ہے کہ تیری جان لے لوں صائمہ ڈائن کیا مل گیا تجھے ایسا کر کے ، ساری محنت پہ پانی پھیر دیا ۔" فرخندہ چچی نے غصے سے دل میں سوچا۔

"مجھے پہلے ہی بات کر لینی چاہیے تھی شائستہ بھابھی سے کہ عیشاء کا رشتہ کر دیں ارمان سے تاکہ اب ارمان دریہ سے شادی کی بات تو نہ کرتا ناں لیکن اب کیا کروں ، اب تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا وہ سب کے سامنے اپنی بات کہہ چکا ہے ۔" انہوں نے پریشان ہوتے سوچا اور بیڈ پہ بیٹھ گئیں۔

****

دریہ بیڈ سے نیچے اتری کہ وہ فریش ہو جائے ۔ ازلان کو ابھی ہدا چھوڑ کے گئی تھی کہ وہ سو رہا تھا ۔

دریہ کی طبیعت ابھی بھی بگڑ جاتی تھی کبھی کبھی تو ہدا اس کے پاس ہی رات کو رک جاتی تھی اکثر ، اسپتال سے آئے اسے دو ہفتے ہونے کو آئے تھے لیکن کمزوری کی وجہ سے اب بھی بستر پہ ہی تھی ۔

ہمت کر کے وہ دو قدم چلی کہ ایک دم لڑکھڑا گئی لیکن ارمان نے بروقت اسے جا لیا اور اپنے سہارے کھڑا کیا ۔

"آرام سے !ابھی تم گر جاتی، ہدا کو آواز دے لیا کرو اگر کوئی کام ہو تو۔" ارمان نے اسے واپس سے بیڈ پہ بٹھاتے کہا اور ہدا کو آواز دی۔

"یہ کب سے سو رہا ہے ؟" ارمان ازلان کی جانب متوجہ ہوا جو اپنے بازو سر کے قریب سیدھے کیے لیٹا سو رہا تھا۔

"تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا تبھی ہدا کمرے میں داخل ہوئی۔

"جی !مجھے بلایا ؟" ارمان کو دیکھتے پوچھا۔

"ہاں درے کو شاید کچھ چاہیے تم اسے دیکھ لو میں اس کو لے کہ باہر چلا لاؤنج میں، آجا میرے شیر۔" ہدا کو کہتا ایک نظر دریہ کو دیکھا پھر ازلان کو اپنی گود میں لیا اور کمرے سے باہر جانے لگا۔

"یہ ابھی میرے پاس آیا تھا۔" دریہ نے بے بسی سے کہا کہ ابھی تو ہدا دے کہ گئی تھی اور وہ پھر سے جا رہا تھا۔

"میں دے جاتا ہوں تھوڑی دیر تک، میرے ساتھ بھی تھوڑا وقت گزارنے دو اسے۔" ارمان نے مصنوعی برا مناتے کہا تو وہ بے بسی سے اپنے لب کچلتی رہ گئی۔

پھر ہدا کی مدد سے وہ فریش ہو کے ائی تب تک ارمان ازلان کو واپس روم میں لے آیا تھا کہ شاید اس کو بھوک لگی تھی۔

"اس کو بھوک لگ گئی ہے۔ تب تک میں بھی فریش ہو کے آتا ہوں۔" دریہ کی گود میں دیتے وہ مسکرا کے چلا گیا تو دریہ ازلان کے ساتھ بزی ہو گئی یہ جانے بغیر کہ تھوڑی دیر میں اس کے سر پہ دھماکہ ہونے لگا تھا۔

****

شام کو وہ اپنے گھر سے اپنی دوست کے گھر جانے کا کہہ کے نکلی تھی لیکن اس نے ڈرائیور کو رستے سے ہی واپس بھیج دیا تھا کہ اس کی دوست کا گھر پاس میں ہی ہے تو وہ پیدل چلی جائے گی۔

ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھی کہ وہی کالی گاڑی اس کے رستے میں آئی اور وہ مسکراتا گاڑی سے باہر نکلا۔

"میں کب سے انتظار کر رہا تھا تمہارا اور تم ابھی آ رہی ہو۔" اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی اُس نے شکوہ کیا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"آپ کو نہیں پتا میں کیسے اپنی ماما کو بتا کے آئی ہوں، میں نے جلدی گھر بھی جانا ہے یہ نا ہو کہ ماما میری دوست کو کال کر کے پوچھ رہی ہوں میرا۔" اس نے سیٹ بیلٹ باندھتے کہا تو اُس نے اسکا گھبرایا ہوا چہرہ دیکھا۔

"چلو آج میں تمہیں ایک جگہ لے کے جاتا ہوں۔" مسکرا کے کہتے ہی اس نے گاڑی سڑک پہ روانہ کی اور گاڑی میں سونگ پلے کر دیے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" تھوڑی دیر بعد جب گاڑی انجان راستے پہ جانے لگی تو اس نے ڈھرکتے دل کے ساتھ خوف سے پوچھا۔

"کہیں نہیں بس ہم ساتھ وقت گزاریں گے اور کچھ نہیں تم پریشان نہ ہو۔" اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے کہا اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔" جب لڑکے نے گاڑی ایک سنسان جگہ روکی تو اس نے ڈرتے پوچھا کیونکہ وہاں کوئی بھی نہیں تھا بس ان کی گاڑی موجود تھی اور اسے اب خوف بھی آنے لگا اور اپنے آنے پہ پچھتاوا بھی۔

"یار ڈر کیوں رہی ہو، میں ہوں ناں تمہارے پاس اور ہم ویسے بھی اکیلے وقت گزارنے یہاں آئے ہیں۔" اس نے اس کی طرف مڑتے اِس کی رخسار کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے کہا۔

"مجھے یہاں ڈر لگ رہا ہے پلیز واپس گھر چلیں ۔" اس کو اب لڑکے سے بھی خوف آنے لگا تو زرا ڈرتے اس سے بولی جس سے لڑکا اس کے اور قریب آ گیا ۔

"مجھ سے کیوں ڈر رہی ہو ہم تو محبت کرتے ہیں ناں ایک دوسرے سے تو تھوڑی دیر میں واپس چلے جائیں گے ۔" اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے سرگوشی کرتے کہا ۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن مجھے اس جگہ سے ڈر لگ رہا ہے کیا ہم کسی دوسری جگہ نہیں جا سکتے جہاں پہ لوگ موجود ہوں ۔" اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے کہا ۔

"بالکل بھی نہیں یہی تو سہی جگہ ہمارے لیے جہاں ہمیں کوئی بھی ڈسٹرب نہیں کرے گا ۔" اب کی بار لڑکے نے اس کے دوپٹے کو گلے سے پیچھے کرتے کہا تو بے اختیار ہی اس نے اِس نے بڑھتے ہاتھ پہ رکھ کے روکا ۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ ؟" آنکھوں میں خوف لیے وہ اس سے پوچھنے لگی جو اسے ہوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔

"یار عیشاء تم تو اس طرح ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے معلوم نہیں کیا کرنے لگا ہوں اتنی بچی تو نہیں ہو تم اب۔" وہ ماتھے پہ بل لیے سنجیدگی سے بولا وہ کب سے اس کے نخرت دیکھ رہا تھا، تو عیشاء کے دل نے خوف سے سیڈ پکڑی۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ غلط ہے آپ مجھے گھر چھوڑ آئیں۔" عیشاء نے اس سے دور ہوتے کہا وہ واقعی بچی نہیں تھی جو اس کی بات کا مطلب نہ سمجھتی لیکن وہ لڑکے کو سمجھنے میں غلط تھی۔
"اب کچھ بھی نہ بولنا ورنہ میرا موڈ آف ہو جانا ہے۔" اس نے سخت لہجے میں ٹوکتے کہا اور اس ہی جھکنے لگا کہ عیشاء نے چیخنا شروع کر دیا۔

"پیچھے ہٹو۔۔۔ دور رہو چھوڑو مجھے۔" جب اس نے عیشاء کے ہاتھ اپنے قابو میں کیے تو وہ دروازے کے ساتھ جڑ کے روتے التجا کرنے لگی۔

"چپ ایک دم چپ ورنہ وہ حشر کروں گا کہ گھر والے بھی نہیں پہچان پائیں گے۔" اس کے منہ کو سختی سے ہاتھ کی مٹھی میں دبوچنے کہا تو عیشاء نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دل میں دعا کرنے لگی اللہ سے کہ کسی کو بھیج دے اسے بچانے۔

"تمہیں خدا کا واسطہ ہے چھوڑو مجھے" اس نے چیختے کہا لیکن وہ اب اس کی گردن پہ جھکنے لگا اس سے پہلے کہ وہ اپنا غلیظ لمس چھوڑتا کسی نے اسے پیچھے سے کھینچا تو وہ جھٹکے سے دور ہوا جبکہ عیشاء نے جلدی سے خود کو دوپٹے سے کور کیا اور اپنی نظروں کے سامنے اس انسان کو دیکھا جو کسی فرشتے کی طرح نازل ہوا تھا۔

"تیری ہمت بھی کیسے ہوئی اس کو ہاتھ بھی لگانے کی۔" سالار نے اس لڑکے کو باہر نکالتے اس کے منہ پہ ایک ساتھ مکے جڑے کہ اس کا جبڑا ہل گیا۔

"تو کون ہوتا ہے مجھے کچھ سکھانے والا سالے اپنی مرضی سے آئی تھی میرے ساتھ۔" اس لڑکے نے اپنا آپ چھڑاتے کہا تو سالار نے ایک نظر عیشاء کو دیکھا جو اب اس کی گاڑی سے نکل کے باہر کھڑی رو رہی تھی، لڑکے کی بات پہ اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا لیکن بولی کچھ بھی نہ، آخر کو وہ بولتی بھی کیا سارا قصور ہی اس کا تھا جو وہ کسی کو بغیر بتائے وہ اس لڑکے کے ساتھ رابطے میں تھی اور اس سے ملنے بھی آئی تھی چھپ کے۔۔

سالار نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ اس لڑکے پہ برس پڑا اور اس کو ادھ موا کر دیا اور وہ زمین پہ لیٹا اب کراہ رہا تھا۔

"بیٹھو گاڑی میں۔" سالار نے سرد لہجے میں کہا تو عیشاء روتے اس کی گاڑی میں بیٹھی لیکن وہ شرمندہ اتنا تھی کہ وہ اپنا سر بھی نہ اٹھا پائی۔

"مجھے معاف کر دیں سالار بھائی مجھے نہیں معلوم تھا۔۔۔۔" جب خاموشی زیادہ دیر رہنے لگی تو عیشاء نے ڈرتے بات کا آغاز کیا لیکن سالار نے ٹوک دیا۔

"تمہیں کیا نہیں معلوم تھا عیشاء؟ تم نے کیا سوچ کے یہ قدم اٹھایا تھا تمہیں زرا بھی اپنی ماں کی اپنے باپ کی عزت کی پرواہ نہیں تھی کہ تم اس سے چھپ چھپ کے ملتی رہی ہو، اگر میں وہاں نا پہنچتا تو کبھی سوچا کہ وہ خبیث انسان کیا کرتا۔" سالار نے اس کی طرف دیکھتے سرد لہجے میں کہا تو عیشاء سر جھکا کے آنسوں بہانے لگی۔

"چپ کرو اب تم، میں کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا اس سے ریلیٹڈ اور نہ ہی تم کسی سے اس بارے میں زکر کروگی۔" سالار نے نرمی سے کہا تو اس نے روتے اثبات میں سر ہلایا۔

سالار کسی میٹنگ کے لیے گیا تھا جب وہ واپس آ رہا تھا تو اس نے ایک گاڑی کو دیکھا جس میں اسے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ سالار نے گاڑی کو تھوڑا آگے کر کے دیکھنا چاہا جب اسے عیشاء نظر آئی جسے دیکھ کہ سالار کا خون کھول اٹھا اور ایک ہی جھٹکے میں وہ اس لڑکے کے پاس پہنچا اور اسے باہر نکا۔

****

گھر پہنچتے ہی سالار نے اسے اچھے سے سمجھا دیا تھا کہ وہ اس بات کا زکر کسی سے نہ کرے باقی وہ خود سب دیکھ لے گا۔۔۔جس پہ عیشاء نے شرمندہ ہوتے سر جھکا لیا۔

لیکن آج شاید سب حسن صاحب کے گھر موجود تھے تو عیشاء بھی سالار کے ساتھ وہی آگئی لیکن اس نے کچھ بھی ظاہر نہ ہونے دیا، فرخندہ چچی نے جب اس سے پوچھا کہ وہ سالار کے ساتھ کیوں آئی تو اس نے بتایا کہ ان کے آفس کے پاس ہی اسکی دوست کا گھر تھا تو اس نے سالار کو کہہ دیا کہ وہ لینے آجائیں اسی لیے اس کے ساتھ آگئی۔۔۔جس پہ چچی نے سمجھ کے سر ہلا دیا۔

ابھی سب لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اصل میں سب شادی کی ڈسکشن کر رہے تھے اور ظاہر سی بات تھی کہ دریہ ان میں موجود نہیں تھی ورنہ سب اس کے ری ایکشن کے بارے میں جانتے تھے ،چچی فرخندہ تو ایسے بیٹھی تھیں جیسے زبردستی بٹھایا گیا ہو۔

سالار بھی فریش ہو کے ان کے پاس آگیا اور ہدا کے ساتھ بیٹھ گیا جھولے پہ ہی، باقی سب ان کے پاس کرسیوں پہ براجمان تھے۔

"کیا باتیں چل رہی ہیں؟" اس نے ہدا کے ہاتھ سے چپس کا پیکٹ لیتے کہا تو ہدا نے گھور کے دیکھا۔

"آپ خود سن لیں، اور یہ ادھر دیں مجھے۔۔۔ اپنی لے کے آئیں۔" ہدا نے واپس سے پیکٹ اس سے کھینچتے کہا تو سالار نے مسکراہٹ دبا کے آبرو اچکائے۔

"تم اور میں الگ ہیں کیا؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کے دلکشی سے کہا تو ہدا نے شرما کے نظریں جھکا لیں۔

"سب دیکھ رہے ہیں۔" ہدا نے شرم دلانا چاہی کہ وہ اس کو سب میں بیٹھ کے ڈھیٹوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔

"تو! اپنی بیوی کو ہی دیکھ رہا ہوں کسی اور کی بیوی کو تو نہیں دیکھ رہا۔" اس نے سکون سے کہا اور ہدا کے تھوڑا اور قریب ہو گیا جس سے ہدا بوکھلا کے فاصلہ قائم کرنے لگی۔

"اب اگر تم ایک انچ بھی دور ہوئی نا تو میں نے سب کی موجودگی کا لحاظ کیے بنا کچھ ایسا کرنا کہ بعد میں تم ہی مجھ سے چھپتی پھرو گی۔" سالار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے قریب کرتے وارننگ دی تو ہدا نے نروٹھے پن سے گھورا۔

"دھمکیاں ہی آتی ہیں آپ کو بس۔" ہدا نے جل کے کہا تو سالار نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا جو ابھی بھی پکڑا ہوا تھا جبکہ باقی سب اپنی باتوں میں لگے تھے ان کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں تھا۔ اس کی

حرکت پہ ہدا کو جیسے کرنٹ لگا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ کہاں چھوڑنے والا تھا۔ تو بس پھر وہ بے چاری بے بس ہو کے بیٹھ گئی۔

"درے کی طبیعت کیسی ہے اب ؟" اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے پوچھا تو ہدا کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی سالار کے اس طرح کرنے سے۔ پھر اس نے ایک چور نظر سب پہ ڈالی کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔

"ٹھیک ہے اب صبح بگڑی تھی تھوڑی لیکن ابھی وہ آرام کر رہی ہے ازلان بھی اس کے پاس ہی ہے۔" ہدا نے دھڑکتے دل کے ساتھ جواب دیا جبکہ سالار اب آہستہ سے جھولا جھولنے لگا تھا اس کے ساتھ۔

"اوئے مجنوں! شرم کر کچھ اور ادھر آ تیری قسمت پھوٹنے والی ہے اور اس کا فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ کب تمہیں ہم ہدا ڈائن کے حوالے کریں۔" ارمان نے اسے شرم دلاتے شرارت سے کہا تو ہدا سب کی توجہ خود پہ پا کہ شرم سے سرخ پڑ گئی تو سالار نے آہستہ سے اپنا بازو اس کے کندھے سے ہٹایا اور ارمان کے ساتھ والی کرسی پہ جا کے بیٹھ گیا۔

"بیٹا ہم نے سوچا کہ جیسے ہی ازلان ڈیڑھ ماہ کا ہو گا ہم ارمان کا دریہ سے نکاح کروا دیں گے اور تمہاری اور ہدا کی رخصتی بھی تبھی رکھ دیتے ہیں، کیا خیال ہے ٹھیک ہے یہ سب۔" حسن صاحب نے مسکرا کے سالار کو بتایا اور پھر اس کی رائے چاہی۔

"جیسے آپ کو بہتر لگے۔" سالار نے چاہت سے کہا اور سب سے نظر بچا کے ہدا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پہ سالار نے اپنی بائیں آنکھ ونک کی تو اس نے نظریں جھکا لیں جس پہ سالار خوبصورتی سے مسکرا اٹھا۔

"ٹھیک ہے مطلب ایک ماہ بعد کی تاریخ پکی کر دی جائے۔" انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا تو سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے جبکہ فرخندہ چچی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ کر دے اور ارمان کی شادی اس کی بیٹی سے ہو جائے۔

www.urdunovelsmania.com

****

دریہ کی رات کے بارہ بجے پیاس کی شدت سے آنکھ کھلی تو اٹھ کے بیٹھ گئی۔ سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھا کے اس نے گلاس میں پانی انڈیلا اور پانی پیا۔۔

پانی پی کے جب وہ لیٹنے لگی تو اس کی نظر ازلان پہ گئی جو اپنی کالی گہری آنکھیں کھولے ہلکی سی روشنی میں کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارے ماما کا بے بی اٹھا ہوا اور ماما کو ہی نہیں پتا۔" اس نے پیار اور لاڈ سے کہتے ازلان کو اپنی گود میں اٹھایا اور خود ہیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔

"آپ کو نیند نہیں آ رہی کیا؟ یہ تو بہت بری بات ہوتی ہے اتنی دیر تک جاگنا۔۔۔ چلو اب جلدی سے سو جاؤ۔" باری باری اس کے چہرے کے نقوش کو چومتی وہ اسے پیار سے کہہ رہی تھی جب دریہ کو ازلان کے پاس سے ایک مخصوص خوشبو کا احساس ہوا۔

"جب سارا دن ان کے پاس رہے گا تو ان کی خوشبو بھی تو آئے گی ناں۔" دریہ نے منہ بسوڑتے ارمان کو سوچتے کہا۔۔ وہ جب بھی آفس سے واپس آتا تو دریہ کی طرف آتا اور دریہ کو سوتا پا کے ازلان کو اپنے ساتھ لے جاتا۔

تھوڑی دیر گزری تو دریہ کو احساس ہوا جیسے ازلان صاحب رونے کی تیاری میں تھے۔

"نو نو۔۔۔ رونا نہیں ورنہ نانو جاگ جائیں گی۔" اس نے ازلان کو بہلاتے ناز بیگم کو دیکھتے کہا جو دوسری سائیڈ پہ سو رہی تھیں۔
لیکن وہ بھی اپنے نام ایک تھا اس کے چپ کروانے پہ زور و شور سے رونا شروع کر دیا۔

"ازلان۔۔۔ ششش چپ کر جاؤ، نانو جاگ جائیں گی کیا ہوا ہے آپ کو۔" اس کو گود میں ہلکا سا جھولاتے کہا لیکن وہ کہاں چپ کرنے والا تھا۔
"کیا ہوا دریہ۔۔۔ ازلان کیوں رو رہا ہے۔" ازلان کے رونے کی آواز پہ ناز بیگم اٹھ گئیں اور اس کی گود سے ازلان کو لیا لیکن جب ان کی نظر دریہ پہ گئی تو خیرت سے اسے دیکھتی رہ گئیں کیونکہ اب دریہ میڈم خود رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔

"حد ہے دریہ تم کیوں رو رہی ہو بجائے اس کو چپ کروانے کے۔" انہوں نے جھنجھلا کے کہا تو دریہ کے بھی رونے میں سپیڈ آ گئی جبکہ ازلان صاحب نانو کی گود میں جا کے پر سکون ہو چکے تھے۔

"یہ میرے پاس نہیں آتا، میں جب بھی اسے پکڑتی ہوں تو رونے لگ جاتا ہے۔" دریہ نے روتے ہوئے شکوہ کیا تو ناز بیگم اپنا ماتھا پیٹتی رہ گئیں۔

"اس میں رونے کی کیا بات ہے، تم جانتی بھی ہو کہ تمہاری طبیعت کی وجہ سے وہ تمہارے پاس نہیں رہتا اسی لیے اس کو عادت نہیں ہوئی تمہاری جبکہ ارمان کی اور باقی سب کی عادت ہو گئی ہے اس کو۔" انہوں نے ازلان کا فیڈر پکڑ کے اسے پلاتے کہا کیونکہ اب وہ اپنی چھوٹی سی انگلیاں اپنے منہ میں ڈالنا شروع ہو گیا تھا جس کا صاف مطلب تھا کہ بھوک لگ گئی تھی اس کو۔

"تو مطلب اس کو ان کی عادت ہو گئی ہے تو اب یہ مان بھائی کے پاس ہی رہے گا میرے پاس نہیں آئے گا۔" دریہ نے اپنا رونا تھوڑی دیر کے لیے سائیڈ پہ رکھ کے حیران و پریشان ہوتے پوچھا۔

"بھائی نہیں ہے اب وہ۔۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی اب ازلان تو ہے ہی اس کا۔" انہوں نے مسکرا کے کہا اور ازلان کو اپنے کندھے کے ساتھ لگا کے تھپتھپایا جبکہ دریہ ان کی دونوں باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیوں میں ان کو بھائی کیوں نہ کہوں، بڑے ہیں وہ مجھ سے اور ازلان کیوں ان کا ہوا یہ میرا بیٹا ہے۔" دریہ نے الجھ کے کہا اور ان کی گود سے اپنا بیٹا لینا چاہا۔

"دھیان سے اب وہ سو رہا ہے۔" انہوں نے ازلان کو دریہ کو پکڑانے کے بجائے بیڈ پہ لٹاتے کہا۔

"ارمان کو اب بھائی نہ کہا کرو۔۔۔" اتنا کہنا تھا اور وہ کمفرٹر صحیح کر کے لیٹنے لگی۔

"کیوں نہ کہا کروں ؟" اس نے پھر الجھن کے ساتھ سوال کیا۔

"تھوڑے دنوں میں پتا لگ جائے گا۔" اس کے بعد دریہ کچھ نہ بولی اور وہ بھی الجھن لیے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

****

دریہ فریش ہو کے باہر آئی تو حسن صاحب کو اپنے کمرے میں منتظر پایا۔

آج ازلان سوا مہینے کا ہو گیا تھا تو حسن صاحب نے فیصلہ کیا کہ سب دریہ کو بتا دینا چاہیے رشتے کے بارے میں۔

"بابا آپ! خیریت تھی مجھے بلا لیا ہوتا۔" دریہ نے ان کے پاس بیٹھتے کہا۔

"نہیں بیٹا سب ٹھیک ہے بس مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔" انہوں نے دریہ کے ماتھے پہ پیار دیتے کہا۔

"جی بابا کہیے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تو حسن صاحب نے بات شروع کی۔

"بیٹا ہم نے پہلے تمہارے بارے میں جلدی کر کے بہت غلط کیا تھا لیکن اس بار ہم نے بہت سوچ سمجھ کے فیصلہ کیا ہے۔ "انہوں نے تمہید باندھی تو دریہ خاموشی سے ان کی بات سننے لگی۔

"بیٹے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سالار اور ہدا کی رخصتی کے ساتھ آپ کا اور ارمان کا نکاح کر دیا جائے، جزباتی ہو کے سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ارمان پہ ہمیں بہت بھروسہ ہے اور وہ آپ کو ہر طرح کی خوشیاں دے گا سب سے بڑھ کے وہ ازلان کو اپنا بیٹا مانتا ہے اور جس طرح میں نے اس کا پیار ازلان کے لیے دیکھا ہے شاید ہی کوئی ایسا پیار کرے کسی کے بچے کو۔ یہ ہم سب کا فیصلہ ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ ہمارے اس فیصلے کے خلاف نہیں جائیں گی۔ "
انہوں نے اپنی پوری بات کہی اور جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، وہ جانتے تھے کہ دریا کے دو آنسوں ہی انہیں پگھلا دیں گے۔ لیکن ارمان دریہ کے حق میں بہتر نہیں بہترین فیصلہ تھا جسے وہ اپنی بیٹی کے کہے میں آ کے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"آپ سب ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ جبکہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں انہیں بھائی مانتی ہوں۔ "
دریہ بے بسی سے چلائی لیکن تب تک حسن صاحب اس کے کمرے سے جا چکے تھے۔
"مجھے نہیں کرنی کسی سے بھی شادی نہ ارمان بھائی سے نہ کسی اور سے، نہ ابھی اور نہ ہی پھر کبھی۔ "اتنا کہہ کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

حسن صاحب جب اس کے کمرے سے باہر نکلے تو اس کی تمام باتیں سن چکے تھے اور بے بسی سے کمرے کے باہر ہی کھڑے ارمان اور سالار کو دیکھا کہ اب کیا کریں جس پہ دونوں نے حوصلہ دیا کہ اس کا ری ایکشن وقتی ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

****

دریہ نے سارا دن رو کے اپنے کمرے میں گزارا۔۔۔۔اس کا دماغ ابھی اس بات کو قبول کرنے کو راضی نہیں تھا کہ وہ اس رشتے میں دوبارہ بندھی جائے۔۔۔

شادی کے دو ماہ بعد ہی طلاق ہو جانا اس پہ بہت گہرا اثر تھا اس بات کا، ہدا نے کئی بار سب کو بتایا تھا کہ وہ نیند میں بہت بار ڈر جاتی تھی۔ دریہ کے ہاں جب ازلان ہوا تو اس نے سوچ لیا تھا کہ اس کے لیے اس کا بیٹا ہی کافی ہے، وہ اب کبھی بھی شادی نہیں کرے گی۔

کئی بار ہدا آئی اس کے پاس اور دروازہ کھولنے کو کہا لیکن وہ جیسے کانوں میں روئی لگا کے اندر بیٹھی تھی نا کوئی جواب دیتی تھی اور نہ کوئی رد عمل۔

"دریہ یار دروازہ کھولو اب تو ازلان بھی اداس ہو گیا ہے تم سے اور اسے بھوک بھی لگی ہے۔" ہدا نے ایک بار پھر کوشش کی کہ شاید اپنے بیٹے کا سن کے ہی وہ دروازہ کھول دے اور ہوا بھی وہی اگلے ہی پل اس نے دروازہ کھول دیا۔

بکھرے سے حلیے وہ کافی کمزور لگ رہی تھی، آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور ناک اور گال رونے جی زیادتی سے سرخ ہو رہے تھے۔ دریہ نے آگے بڑھ کے ہدا کی گود سے ازلان کو لیا اور اندر بیڈ پہ آ کے بیٹھ گئی۔

"تم ایسا کیوں کر رہی ہو دریہ، ہم سب تمہارا بھلا ہی چاہتے ہیں۔" ہدا بھی اندر داخل ہوتے ہوئے اس کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی تو دریہ نے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی پلیز۔" دریہ نے تھکے لہجے میں تو ہدا خاموشی سے اسے دیکھنے لگی ۔۔۔

"میرے ساتھ شاپنگ پہ چلو گی میری کچھ چیزیں لینی ہیں اس سے تمہارا مائینڈ بھی فریش ہو جائے گا۔" ہدا نے مسکرا کے آفر کی، وہ بس چاہتی تھی کہ دریہ خود کو ریلیکس فیل کروائے اس کے ساتھ باہر جائے زرا تاکہ اس کی طبیعت پہ اچھا اثر پڑے ورنہ اتنے مہینوں سے وہ گھر پہ ہی خود قید کر کے رکھے ہوئے تھی۔

اس کی آفر پہ پہلے دریہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی کچھ پل پھر اس نے حامی بھر لی جانے کی۔

"ٹھیک ہے جب ازلان سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا ہم ڈرائیور کے ساتھ چلیں گے۔ زیادہ کام نہیں ہے بس تھوڑا سا ہی ہے، ہم جلدی واپس آجائیں گے۔" ہدا نے مسکرا کے کہا اور جھک کے ازلان کو پیار کیا جو ماں کے دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے اس کی گود میں لیٹا ہوا تھا۔

****

تھوڑی دیر بعد دریہ ہدا اور چچی فرخندہ کے ساتھ مال آئی تھی۔۔۔ چچی نے اپنی کچھ چیزیں لینی تھیں تو وہ بھی ساتھ زبردستی نکل پڑیں، دریہ نے اپنے لیے کچھ بھی نہیں لیا تھا وہ بس چپ چاپ ان کے ساتھ چلتی جا رہی تھی اور ہدا کے کچھ پوچھنے پہ ہمم ہاں کا جواب دے دیتی بس۔
واپسی پہ ہدا نے ڈرائیور کو کہہ کے ذرا گاڑی رکوائی ایک شاپ پہ کوئی چیز لینے کے لیے۔
جب دریہ کی نظر ایک گاڑی کی طرف گئی جو یقیناً ارمان کی ہی تھی لیکن وہ لڑکی۔

دریہ نے بے اختیار تھوڑا آگے ہو کے دیکھا تو وہ وہی لڑکی تھی جسے اس نے کچھ دن پہلے ارمان سے ملتے دیکھا تھا جب وہ ارمان اور چھوٹی ماں کے ساتھ باہر آئی تھی۔ وہ لڑکی اب بھی اس سے ہنس کے باتیں کر رہی تھی۔ دریہ کو جیلس فیل ہونے لگا جس پہ اس نے غصے سے اپنا سر جھٹکا۔

"ارے یہ تو ارمان کی گاڑی ہے نا۔ "چچی فرخندہ نے جب دریہ کو مسلسل باہر دیکھتے دیکھا تو اس کی نظروں کے تعاقب میں انہیں ارمان کی گاڑی نظر آئی لیکن ساتھ کون تھی وہ نہیں جانتی تھیں۔

"اور یہ لڑکی بھی وہی ہے جس سے ارمان کو یونیورسٹی کے زمانے پیار ہو گیا تھا۔ "
چچی نے کچھ سوچنے کی ایکٹنگ کرتے کہا تو دریہ نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا جیسے پوچھا ہو کہ آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں؟ لیکن جلد ہی سنبھل گئی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اس سب سے جبکہ اب دل و دماغ کی جنگ جاری تھی۔۔۔ یعنی اسے ایک بار پھر کسی پہ مسلط کیا جا رہا تھا یہ سوچ ہی اس کی جان کو ختم کر رہی تھی۔۔۔۔ پہلے بھی اسی سے شادی ہوئی جو کسی اور کو پسند کرتا تھا اور اب بھی۔۔

دریہ نے بامشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پایا۔
"کیا میں کوئی فالتو چیز ہو گئی ہوں جسے زنگ لگنے کا خطرہ ہے اور سب اسے کسی کو دینے کو تیار ہیں۔ "
دریہ گھر پہنچتے ہی اپنے کمرے میں پھر سے بند ہو گئی تھی اور خود سے روتے سوال کرنے لگی۔

"مجھے نہیں جانا کسی کی زندگی میں زبردستی۔۔۔ میں کیوں کسی کی زندگی کا عذاب بنوں۔ "اس نے روتے گھٹنوں میں اپنا سر دیا۔

شام کو جب ناز بیگم اس کو سمجھانے آئے وہ تب بھی نا مانی۔

ابھی بھی سب بڑے باہر لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے، ناز بیگم نے ہدا اور کئی بار ملازمہ کو بھی کہا کہ دریہ کو بلا لاؤ لیکن وہ کہاں مان رہی تھی کوئی بات۔

"دریہ باہر آؤ۔" ناز بیگم نے جب دیکھا کہ کافی دیر سے وہ روم سے باہر نہیں نکلی اور نہ ہی بلانے پہ آ رہی ہے تب خود ہی اس کے روم میں گئیں اور اس کو بلانے لگیں جو کمفرٹر میں منہ دیئے دبکی پڑی تھی۔

"آپ لوگ کیوں نہیں سمجھ رہے.......مجھے نہیں کرنی شادی۔"

دریہ نے بے بسی سے روتے کہا کہ کیوں سب اس کی بات کو رد کر رہے تھے۔

"کیوں نہیں کرنی.....ضد چھوڑو اپنی یہ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ جتنا بھی اپنے لہجے کو سخت رکھنے کی کوشش کرتی اتنا ہی وہ اپنی بیٹی کو دیکھ کے بے بس ہو جاتیں، ابھی بھی سختی سے کہا اور بغیر اس کو دیکھے روم سے نکل پڑیں۔

"اللہ جی مجھے نہیں کرنی یہ شادی.......میں کیا کروں۔"

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ اپنے اللہ سے ہمکلام ہوئی اور اس سے فریاد کی۔

www.urdunovelsmania.com

جودریہ کے دماغ میں چل رہا تھا اس سے کوئی واقف نہ تھا، اسے لگ رہا تھا کہ ارمان کو زبردستی کہا گیا کہ وہ اسے اپنائے ورنہ اسے لڑکیوں کی کہاں کمی تھی جو اس جیسی طلاق یافتہ لڑکی جس کا ایک بیٹا بھی ہے اس سے شادی کرے۔

****

دریہ کے شدید رد عمل کو دیکھتے ارمان نے ایک فیصلہ کیا اور سب سے رضامندی بھی چاہی جس پہ سب نے خوش ہوتے حامی بھرلی۔

ہدا نے دریہ کو صبح بتایا کہ ارمان نے دریہ کے لیے کچھ چیزیں لی ہیں شادی کے لیے جس پہ ایک بار پھر سے بھڑک اٹھی۔ اور ابھی بھی وہ غصے سے بھری پڑی تھی اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ ارمان سے شادی کر بھی لیتی تو لوگوں کو واقعی لگنا تھا کہ اس کے پہلے شوہر نے طلاق بھی اسی وجہ سے دی تھی کہ وہ ارمان کو پسند کرتی تھی لیکن اپنا یہ ڈر کسی سے شئیر کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی لوگوں کی باتیں سننے کا حوصلہ بچا تھا اس میں۔

"انکار کی وجہ بتاؤ؟" وہ بیڈ پہ بیٹھی غصے سے سرخ ہو رہی تھی جب ارمان اس کے روم میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"آپ میرے روم میں بغیر اجازت کے کیوں آئے؟" وہ اس کے بغیر پوچھے کمرے میں داخل ہونے پہ تلملا اٹھی جس پہ ارمان نے آبرو اچکائی۔

"انکار کی وجہ بتاؤ۔" اس نے اپنے الفاظوں پہ زور دیتے کہا۔

"مج۔۔۔۔مجھے آپ پسند نہیں ہیں۔" نظریں پھیر کے کہا۔

"مجھے تم بہت پسند ہو، اگلی وجہ بتاؤ۔" فوراً جواب دیا گیا جس پہ وہ اسے گھور کے رہ گئی۔

"آ۔۔۔۔آپ مجھ سے بڑے ہیں بہت۔" کمزور سی وجہ بتائی گئی، وہ اس سے کسی بھی قسم کی بد تمیزی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں زیادہ پیار کر لوں گا اگلی وجہ بتاؤ۔" ارمان نے بھی ڈھیٹ بنتے جواب دیا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی۔" دریہ نے غصے اور شرم سے لال پڑتی کہا۔

"تم کر لینا شرم، اگلی وجہ بتاؤ۔" اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے کہا تو دریہ کو تپ چڑھ گئی۔

"مجھے آپ سے نہیں کرنی شادی نہ ہی آپ سے پیار کرتی ہوں۔" دریہ نے دانت پیستے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے کہا۔

"کہا ناں کہ میں زیادہ پیار کر لوں گا، سمجھ میں نہیں آ رہی بات کیا؟" ارمان نے قریب ہوتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سرد لہجے میں کہا تو دریہ ایک پل کو اس کی براؤن آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"میرا ایک بیٹا بھی ہے۔" الفاظ سرگوشی بن کے نکلے تھے جس پہ ارمان کے چہرے پہ سرد پن تھا وہاں ایک نرم سی مسکراہٹ آ گئی۔

"وہ میرا بیٹا ہے اب۔" ارمان نے پر یقین لہجے میں اپنے الفاظوں پہ زور دیتے کہا تو دریہ کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے۔

"نکاح کے لیے تیار رہو، مجھے نہیں لگتا کہ اب کوئی وجہ بچی ہے انکار کی۔" اس کی گال کو تھپتھپا کے وہ مسکراتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ دریہ بے بسی سے رونے لگی، وہ اسے یہ بالکل بھی کہہ سکی کہ وہ اس پہ زبردستی مسلط نہیں ہونا چاہتی، وہ نہیں کہہ سکی کہ وہ کسی اور لڑکی کا حق نہیں مارنا چاہتی۔ بس یہ باتیں وہ خود میں چھپا کے ازیت دے رہی تھی خود کو۔

****

تھوڑی دیر بعد ہدا نے اس کے کمرے میں آ کے دھماکہ کیا کہ اس کا شام کو نکاح ہے جسے سنتے ہی دریہ تو کچھ پل بول بھی نہ پائی بس آنسوں تھے جو اس کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"ہدا تم سمجھاؤ ناں سب کو میں نہیں کرنا چاہتی یہ شادی ۔ ۔ ۔ میں کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتی، میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گی اور نہ ہی میرا بیٹا ہم بس ایک کونے میں پڑے رہیں گے، پلیز ان کو روکو ۔"

دریہ روتی اس کے آگے گڑگڑا کے التجا کرنے لگی، ہدا تو اس کے الفاظ پہ ہی سکتے میں چلی گئی یعنی خود کو ہم سب پہ بوجھ سمجھ رہی تھی جسے ہم اتار پھینک رہے ہیں، تکلیف سے ہدا کی آنکھیں بھی نم ہونے لگیں کہ اس کی بہن کو زندگی نے کیا کیا سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا ۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو، تم میں ہم سب کی جان ہے ارمان تمہیں پسند کرتا ہے وہ خوش ہے اس رشتے سے ۔" ہدا نے اس ساتھ لگاتے کہا ۔

"وہ خوش نہیں ہیں میں جانتی ہوں ۔" دریہ نے اپنی گرفت مضبوط کرتے کہا ۔
تبھی سالار اس کے روم میں داخل ہوا وہ دریہ کی باتیں سن چکا تھا ۔

"کیا تم ہمیں ایسا سمجھنے لگی ہو درے ؟ کیا تمہیں لگتا ہے کہ ہم تمہیں اپنی زندگیوں سے نکال رہے ہیں اس طرح، کیا تمہیں اپنے بھائی پہ یقین نہیں رہا ۔" سالار نے تکلیف سے کہا تو دریہ نے نفی میں سر ہلایا ۔

"تو کیوں تم ایسا سوچ رہی ہو۔۔۔۔ ہم پہ بھروسہ کر کے دیکھو ایک بار، تمہیں مایوسی نہیں ہو گی وعدہ کرتا ہوں، ہم سے پہلے غلطی ہوئی تھی ہم اسی غلطی سے سدھارنا چاہتے ہیں، تمہیں اپنے بھائی پہ بھروسہ ہے ناں تو اس نکاح کے لیے راضی ہو جاؤ، ازلان کو جو محبت ارمان کرتا ہے نا وہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔" سالار نے نم آنکھوں سے دریہ کو گلے لگاتے کہا۔

"میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا۔" دریہ نے سسکی بھرتے کہا۔

"یہ سب کچھ اس طرح ہو گا ہم نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا۔" سالار نے دل میں کہا اور دریہ کے بالوں پہ لب رکھے۔

"فریش ہو کے نیچے آجاؤ، نکاح کی تیاری مکمل ہے۔" سالار نے اس کے بال سنوارتے کہا تو دریہ نے ایک التجائی نظر سے دیکھا کہ شاید وہ فیصلہ بدل دے۔

"اللہ پہ بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" مسکرا کے کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہدا کے ساتھ نیچے ہال میں آئی جہاں سب موجود تھے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ کسی کو دیکھ سکتی بس چپ چاپ چلتی وہ اپنی ماں کے پہلو میں آ کے بیٹھ گئی تو ناز بیگم نے اس کا ماتھا چوما۔

وہ عام سے کپڑوں میں گھر والے حلیے میں ہی تھی۔۔

حسن صاحب نے قاضی صاحب کو نکاح پڑھانے کا کہا تو دریہ نے ایک بار پھر ضبط کھو دیا اور ہچکیوں سے رونے لگی۔

نکاح ہو چکا تو سب ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے جبکہ دریہ کے زہن میں بس یہ الفاظ گونجتے رہے "یونیورسٹی کے زمانے کا پیار۔" یہی الفاظ اسے دوہری ازیت میں بتلا کر رہے تھے۔

****

نکاح کے بعد جب قاضی صاحب چلے گئے تو فرخندہ چچی کے بچوں نے شور مچایا کہ ارمان اور دریہ اکٹھے بیٹھیں ان کی پکس بنانی ہیں تو ارمان مسکراتا اٹھا اور دریہ کے ساتھ جا کے بیٹھ گیا جبکہ دریہ اس کے ساتھ بیٹھنے پہ اچانک اس سے دور ہوئی۔

"آپی تھوڑا سا ساتھ ہوں بھائی کے۔" فرہاد (چچی کا بیٹا) نے ہاتھ میں ارمان کا موبائل پکڑتے دریہ سے کہا تو وہ تذبذب کا شکار ہوئی اور جھجھک کے ہدا کی طرف دیکھا جو اسے ہی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی جیسے اس کے ردعمل کے انتظار میں تھی۔

تبھی عیشاء ازلان کو لیتی اندر آئی جو رو رہا تھا۔

"ازلان رو رہا ہے میں نے اس کے پاس جانا ہے۔" دریہ نے موقع دیکھتے اٹھنا چاہا لیکن ارمان نے اس کا ہاتھ پکڑلیا جس سے دریہ کی دھڑکن پل بھر کو ساکت ہو گئی لیکن ہمت کر کے اس نے ارمان کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بیٹھ جاؤ درے، ازلان ادھر ہی آ رہا ہے۔" اس کو پھر ساتھ بٹھاتے کہا تب عیشاء ازلان کو لے کہ ارمان کی طرف آئی کیونکہ وہ اسے دیکھ کے ہی مسکرا رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ اسی کے پاس جانا چاہتا تھا جبکہ ازلان کے اس طرح کرنے پہ دریہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"ازلان ماما کو دیکھو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔" ارمان نے ازلان کو گود میں بٹھاتے دریہ کو نظروں کے حصار میں لیتے کہا۔ سب کے سامنے اس طرح کہنے پہ دریہ کے گال دہکنے لگے۔
"اس کو مجھے دیں۔ ہمیشہ آپ ہی پکڑ کے رکھتے ہیں۔" دریہ نے آہستہ آواز میں ارمان سے کہا جواب ازلان کی کیپ ٹھیک کر رہا تھا، چونکہ سردیاں شروع ہونے والی تھیں تو ازلان کو گرم کپڑے پہنائے ہوئے تھے۔

"وہ تمہارے پاس آ کے روئے گا۔" دیکھے بنا جواب دیا تو دریہ جل بھن کے رہ گئی اور آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"دریہ کیا ہوا، کیوں رو رہی ہو؟" شائستہ بیگم اس کے آنسوں دیکھ کے اس کے پاس آتے پیار سے پوچھا تو رونے میں روانی آگئی۔ سب پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگے کہ اب کیا ہوا ہے مشکل سے تو وہ چپ کی تھی۔ ارمان بھی اس کی طرف گھوما۔

"مان بھائی کو بولیں ازلان مجھے دیں، ہمیشہ خود پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں۔" اس نے روتے شائستہ بیگم کے گلے لگ کے کہا تو جہاں سب پریشان سے دیکھ رہے تھے وہی سب کی ہنسی نکل گئی۔

"دریہ مان بھائی نہیں اب صرف "مان" کہو پیار سے اور ارمان کیوں نہیں تم دیتے ازلان کو اسے۔" دریہ کو پیار سے کہہ کے ارمان کو آنکھیں دکھائیں جبکہ دریہ شائستہ بیگم کے اس طرح کہنے پہ جھینپ گئی۔

"میں نے کب منع کیا ہے اس کو، وہ تو ازلان رونے لگ جاتا اس کے پاس جا کے۔" ارمان نے سر کھجا کے شرارت سے کہا۔

"مجھے کوئی پکڑاتا ہی نہیں تو اسے کیسے عادت ہوگی میری جب دیکھو سب نے اس کو لیا ہوتا، مجھے تو لگتا ہے ایک دن یہ بھی مجھے بھول جائے گا۔" ارمان نے بظاہر کو مزاحیہ انداز میں کہا لیکن جو پہلے ہی بھری پڑی تھی اس کی بات پہ اٹھ کھڑی ہوئی اور غصے سے روتے کہہ کے اپنے روم میں چلی گئی۔

اب باقی سب کو سانپ سونگھ گیا جیسے، سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اب کیا کیا جائے
۔

"وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی ویسے ازلان اس کے پاس ہوتا ہی نہیں بس رات کو ہوتا، دن میں سب اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے تو اسے وقت نہیں ملتا اس کے ساتھ۔۔۔ اس کا شکوہ کرنا بنتا ہے۔" سب کی خاموشی کو ہدا کی آواز نے توڑا تو سب نے اس کی جانب دیکھا جس پہ اس نے کندھے اچکائے
۔

"اب وہ گھر میں ایک ہی بچہ ہے تو سب کو اس سے بہت لگاؤ ہے اسی لیے ہر وقت کبھی کسی کے پاس تو کبھی کسی کے پاس، تم جاؤ اسے مناؤ۔" شائستہ بیگم نے بھی تائید کرتے کہا اور ارمان کو حکم سنایا جس پہ وہ جی اچھا کہہ کے اٹھا ازلان کو ایک بازو پہ کرکے اور دریہ کے روم کی جانب گیا۔
باقی تینوں بھائی بھی اٹھے اور نماز پڑھنے کے لیے نکل پڑے۔

"اسی لیے کہتی تھی کہ سالار اور ہدا کی شادی کر دیں تاکہ گھر میں بچوں کی رونق لگے لیکن نخرے ہی نہیں ختم ہوتے ان سب کے۔" ناز بیگم نے افسوس کرتے کہا۔ ہدا جو مزے سے کھڑی تھی ان کی بات پہ حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھنے لگی کہ بات کیا ہو رہی تھی اور اب کیا بات کر رہے تھے۔ جبکہ سالار

www.urdunovelsmania.com اردو ناولز مینیا

نے ہدا کے منہ کے بگڑے زاویے دیکھے تو خود کو قہقہہ لگانے سے نہ روک پایا جس پہ ہدا شرم سے سرخ پڑتی اپنا سر جھکا گئی۔

"سالار نکلو تم بھی یہاں سے بس تمہیں بھی موقع چاہیے اسے تنگ کرنے کا۔" ناز بیگم نے ڈھیٹوں کی طرح دانت نکالتے سالار کو ڈپٹا تو وہ سر کھجاتا باہر نکلنے لگا جس پہ ہدا نے اسے زبان چڑائی۔

****

ارمان نے دریہ کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے ناک کیا لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔ دو مرتبہ کرنے سے بھی جب جواب نہ ملا تو ارمان نے ہدا سے کہہ کے روم کی ڈبلیکیٹ چابی مگوائی اور ایک ہاتھ سے دروازہ کھول کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

کمرہ تاریک میں ڈوبا تھا جبکہ کھڑکیوں اور بالکنی کا دروازہ کھلا تھا جس کی وجہ سے اندر ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا۔ ارمان نے ایسے ہی ازلان کو پکڑے سب سے پہلے کھڑکیوں کے پٹ بند کیے پھر دروازہ بھی بند کرتا وہ ازلان کو بیڈ پہ لٹانے کے بعد کمرے کی لائٹ آن کی جس سے کمرے میں تاریکی ختم ہوئی اور اجالا نے بکھیرہ دکھایا۔

کمرے میں نظر دوڑائی تو دریہ اسے بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ نیچے زمین پہ بیٹھی نظر آئی جو گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی اس کا وجود بھی لرز رہا تھا۔

"درے کیا ہوا ہے کیوں اس طرح رو رہی ہو۔" وہ اس کے پاس بیٹھتے آہستہ سے پوچھنے لگا لیکن دریہ نے سر تک نہ اٹھایا۔

"درے!" تھوڑا قریب ہو کے اسے اپنے ساتھ لگانا چاہا لیکن وہ اپنے کندھے کو جنبش دیتی اس کا ہاتھ ہٹا چکی تھی۔

"اِدھر دیکھو۔" اب کی بار لہجہ حکمیہ تھا تو دریہ نے سر اٹھا کے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے کیوں خود کو کمزور کر رہی ہو۔" اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے پوچھا تو کچھ دیر وہ اسے خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی، جب وہ کچھ نہ بولی تو ارمان زرا سا جھک کے اس کی پیشانی پہ لب رکھ گیا۔

"میری درے ایسی تو نہ تھی جیسی اب بنا لیا ہے خود کو بات بات پہ رونے والی، وہ تو بہت بہادر تھی اور میں جانتا ہوں کہ وہ اب بھی بہادر ہے لیکن اپنوں کے سامنے کمزور پڑ رہی ہے جو اسے نہیں پڑنا چاہیے۔" اس کی سوجی آنکھوں پہ لب رکھتے آہستہ سے کہا اور اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"میرا بیٹا دور جا رہا مجھ سے، وہ میرے پاس کیوں نہیں آتا۔" جب کافی دیر بعد وہ خود کو بولنے پہ راضی کر پائی تو یہ جملہ ادا کیا۔

"کوئی دور نہیں جا رہا تم بس خود کو پریشاں کر رہی ہو بلاوجہ۔" اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا جب ارمان کو احساس ہوا کہ اس کا سر اس کے کندھے سے لگ گیا، اسے لگا شاید وہ سو گئی ہے تو مسکراتا ہٹا اور اسے باہوں میں اٹھا کے بیڈ پہ لٹایا لیکن کوئی حرکت نہ ہوئی۔ کچھ غلط ہونے کے احساس سے ارمان اس کے قریب ہوتے اس کے رخسار کو تھپتھپایا۔

"درے! کیا ہوا؟" دو منٹ جگانے میں بھی جب وہ نہ اٹھی تو ارمان کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے فوراً سے پہلے اس نے ڈاکٹر کو کال کی اور باہر جا کے ناز بیگم کو بتایا، تھوڑی دیر میں جہاں سب خوش تھے اب سب کے چہرے پہ پریشانی کے اثار نمایاں تھے۔

"یہ کسی سٹریس کے زیرِ اثر ہیں، کافی ذہنی دباؤ ہے ان پہ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی ہیں، آپ ان کو کسی بھی پریشانی سے دور رکھیں ورنہ ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر نے دریہ کو سکون آور انجیکشن لگاتے کہا تو نظر پاس لیٹے ازلان پہ گئی جو اپنی گول گول آنکھیں کھولے ہدا کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ میں لیے دیکھ رہا تھا۔

"یہ بے بی؟" انھوں نے سوالیہ نگاہ سے ناز بیگم کو دیکھا۔

"یہ ہمارا بے بی ہے۔" اس سے پہلے کوئی جواب دیتا ارمان نے فٹ سے کہا تو سب مسکرا دیئے۔۔

"ماشاءاللہ بہت پیارا بے بی ہے، اپنی ماما پہ گیا ہے، آپ ان کا دھیان بے بی میں لگا دیں تو وہ جلدی سٹریس فری ہو کے اپنا مائینڈ فریش کرلیں گی، بے بی کے کام کرنے سے ان کا دھیان کہیں نہیں جائے گا۔" ڈاکٹر نے مسکرا کے کہا اور جو پریسکرپشن تھی وہ ارمان کو دیں تو وہ انہیں باہر چھوڑنے گیا۔

"کیا پریشانی ہے اسے جو اس کی یہ حالت ہو گئی ہے۔۔۔۔ اور میری بات سنیں سب ڈاکٹر ٹھیک کہہ رہی تھیں کہ دریہ کو ازلان میں مصروف رکھنا چاہیے تاکہ وہ کچھ الٹا سیدھا نہ سوچے اور ارمان خبردار اگر تم نے دریہ کے پاس سے ازلان کو لیا۔ ٹھیک ہے جب دریہ بڑی ہو گی تب تم لے لینا لیکن جب وہ اس کے ساتھ ہو تب نہیں۔" شائستہ بیگم نے تنبیہہ کرتے ارمان کو کہا تو سب ہنسنے لگ گئے۔

"آپ درے کو آج ہی گھر لے چلیں باقی وہی جا کے باتیں ہو نگی ناں۔" ہدا نے اپنی طرف سے تجویز پیش کی۔

"نہیں ابھی وہ تیار نہیں تھی اس سب کے لیے تو اسے وقت کی ضرورت ہے تاکہ وہ سب قبول کر سکے تو اس سے پہلے ہم اسے نہیں لے جاسکتے ورنہ وہ اور ٹینشن میں ہو گی۔" ہدا کی بات سنتے ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر رخصتی کب تک ہو گی؟" ہدا نے بے چین ہوتے پوچھا وہ جاننا چاہتی تھی کہ ارمان نے دریہ کو کتنا وقت دیا تھا سنبھلنے کو۔

"دو تین دن بعد۔" ارمان نے سکون سے کہا تو ہدا کو تپ بڑ گئی۔

"کچھ زیادہ وقت نہیں دے دیا آپ نے دریہ کو۔" ہدا نے طنز کرکے کہا۔ جس پہ ارمان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"نہیں ابھی کوئی ضرورت نہیں رخصتی کی جب ہدا کی ہو گی ساتھ ہی اس کی ہو جائے گی اور تب تک وہ ذہنی طور پہ تیار بھی ہو گی، ابھی اس کے کمرے سے نکلو اور رش کو کم کرو۔" شائستہ بیگم نے دونوں کو آنکھیں دکھاتے کہا جو خود ہی سب سوچ کے بیٹھے تھے۔

ان کے کہنے پہ سب آرام سے کمرے سے نکل گئے جبکہ ناز بیگم نے اونگھتے ازلان کو گود میں لیا کہ اس کا سونے جا وقت تھا وہ الگ بات تھی کہ جب سب سوجاتے تے اس کی صبح شروع ہو جاتی تھی۔

www.urdunovelsmania.com

****

اس وقت وہ دونوں اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، ان کو یہاں آئے کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ اور مشی دن بدن الگ ہی کیفیات کا شکار ہو رہی تھی اور خاموشی اس کی طبیعت کا حصہ بن رہی تھی اس کی وجہ حامد نہیں جان پایا تھا وہ اس سے مسلسل پوچھتا لیکن خاموشی کے علاوہ اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا

اب تو اس نے اپنی دوستوں کے پاس جانا بھی چھوڑ دیا تھا بس ٹی وی لگا کے اس کے سامنے بیٹھ جاتی اور چینل پہ چینل چینج کرتی رہتی ابھی بھی وہ کھا کم کھانے سے کھیل زیادہ رہی تھی۔

"مشی کیا کر رہی ہو تم، کھانا کیوں نہیں کھا رہی میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں تم اب چپ چپ رہنے لگی ہو۔" حامد نے اسے ٹوکتے کہا جو جانے کن خیالات میں گم ہو گئی تھی۔

"ہوں۔۔۔ نہیں بس ایسے ہی۔" حامد کی آواز پہ چونک کے اسے دیکھا اور مسکرانے ہی ناکام کوشش کی۔

"کیا ہوا کوئی پریشانی ہے مجھے بتاؤ۔" اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے پوچھا جس پہ وہ افسردگی سے مسکرا دی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے تمہیں بس ایسے ہی لگ رہا ہے۔" اس نے کھانے سے ہاتھ اٹھا کے کہا اور برتن سمیٹنے لگی۔ لیکن حامد کو اس کے جواب سے کوئی تسلی نہ ہوئی۔

"یہ کس کا بیٹا ہے۔" کاموں سے فارغ ہو کے جب حامد ریلیکس سا موبائل میں بزی ہوا تو سوشل میڈیا سکرول کرتے اس کی نظر سالار کی پروفائل پہ گئی جس میں اس نے تقریباً دو سے اڑھائی ماہ کے گول مٹول سے بچے کو اٹھا رکھا تھا اور اوپر کیپشن میں لکھا تھا "میرا شیر"۔

اس نے کمنٹس چیک کیے تو سب نے ماشاء اللہ لکھا تھا ساتھ میں بہت سوں نے کہا تھا "ماموں پہ گیا ہے"۔

"ماموں !اس کا کیا مطلب ہوا۔" حامد نے الجھ کے کہا۔

"کیا دریہ کی شادی ہو گئی اتنے کم عرصے میں ۔۔۔۔۔" حامد کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا تھا کہ یہ بچہ کس کا ہے اور اگر دریہ کی شادی ہو بھی گئی تو اتنی جلدی، تو کیا وہ اس سے علیحدگی کے انتظار میں تھی۔ کئی منفی سوچیں اس کے زہن میں آرہی تھیں جس سے وہ اور الجھن کا شکار ہو رہا تھا۔

"Yateranhimerashairhai."

یہ کمنٹ ارمان کا تھا ساتھ اس نے شرارت والا ایموجی لگایا تھا۔

اس کو دیکھ حامد اور الجھا کہ اب اس بات کا مطلب کیا تھا۔

"بیٹا دریہ کا ہے، شکل بھی اس جیسی ہے۔ سالار ماموں ہوا تو ارمان ایسا کیوں کہہ رہا کہ یہ اس کا شیر ہے کہیں اس کی ارمان سے تو نہیں شادی ہوئی، طلاق کو ہوئے ابھی ایک سال بھی نہیں ہوا تھا تو یہ کیسے ،مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ کہیں یہ میرا بچہ تو نہیں۔" حامد نے اپنی کنپٹیاں سہلاتے خود سے بات کی پھر آخر پہ اس کے دماغ میں سوچ آئی۔

"یہ میرا بیٹا ہے تو مجھ سے کیوں چھپایا گیا۔" حامد اب بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تبھی اس کے زہن کے گوشوں میں کہیں کسی کی آہ و پکار گونجی۔

"ایک بار میری بات سن لیں، آپ بھی خوش ہو جائیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا، امی بھی بہت خوش ہونگی، ہماری طلاق بھی نہیں ہوگی۔"

"کہیں دریہ تب۔۔۔۔ او میرے خدا یہ کیسے مجھ سے ہو گیا۔" حامد نے پریشانی سے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا کچھ بھی سمجھنے کی حالت میں نہیں تھا۔

"اگر ایسی کوئی بات تھی بھی تو اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے چھپانے کی اور اب وہ اسی ارمان کے ساتھ ہے۔" دفاتر کئی منفی سوچوں نے حامد کو گھیر لیا تو وہ اور دریہ کو برا کہنے لگا، اس کے خیال میں دریہ نے اسے جان بوجھ کے نہیں بتایا تھا کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔

"حامد کیا ہوا آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں۔" مشی جب کمرے میں داخل ہوئی تو حامد کو ایک ہی جگہ کھڑے پا کے اس سے پوچھنے لگی۔

"بہت کچھ ہو گیا اور مجھے خبر ہی نہیں یہاں تک کہ میرے گھر والوں نے بھی نہیں بتایا۔" حامد نے سرد لہجے میں کہا تو مشی نے حیرت سے اسے دیکھا جو خود سب سے لاتعلق ہو کے بیٹھا اور اب دوسروں کو الزام دے رہا تھا۔

"کیا بات ہو گئی مجھے بھی بتائیں۔" مشی نے اس کے قریب جاتے پوچھا۔

"مشی یہ دیکھو یہ میرا بچہ ہے، میرا۔" حامد نے اپنا موبائل آن کر کے اس کے سامنے وہ تصویر کی جس میں ازلان سالار کی گود میں تھا۔

"آپ کو کیسے پتا یہ آپ کا بیٹا ہے۔" مشی نے عجیب نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"یہ میرا ہی ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔" اس نے اپنی بات پہ زور دیتے کہا۔

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ آپ کا بیٹا ہے۔" مشی نے ابھی بھی اس کی بات پہ الجھ کے سوال کیا وہ حامد کے لہجے میں خوشی کی جھلک صاف دیکھ سکتی تھی جس سے مشی کو اذیت سی ہونے لگی۔

"مجھے یاد ہے جب میں نے دریہ کو طلاق دی تھی تب وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ یہی بات تھی جو مجھے بتانا چاہ رہی تھی۔" حامد نے کمرے میں چکر لگاتے کہا تو مشی نے اس کو تکلیف سے دیکھا جو اتنی بڑی بات آسانی سے آرام سے کہہ گیا تھا مطلب اس کو کوئی شرمندگی نہیں تھی کہ اس نے بیچاری کے ساتھ کیا کر دیا تھا اور اب اپنی حیرت اور خوشی ظاہر کر رہا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آخر کو وہ کیسے اتنا خود غرض ہو سکتا تھا۔

مشی کو جب حامد نے بتایا تھا کہ اس نے دریہ کو طلاق دے دی تب مشی کو بہت افسوس ہوا تھا اس کی حرکت پہ، مشی نے دل سے دریہ کو بھی قبول کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رہ لے گی لیکن حامد کی طلاق والی بات پہ مشی نے اس باقاعدہ جھگڑا بھی کیا تھا کہ اس سب میں س بیچاری کا کیا قصور تھا لیکن تب حامد نے اسے بھی سختی سے چپ کرا دیا تھا۔

****

دریہ اور ارمان کے نکاح کو ایک ماہ ہو گیا تھا اور اب وہ دن بھی نزدیک تھے جب ہدا اور دریہ کی رخصتی طے پائی گئی تھی۔

دریہ نے خود کو ازلان میں مصروف رکھ لیا تھا وہی حسن صاحب نے دونوں لڑکوں کو بھی آفس میں بری طرح مصروف رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ گھر والوں کو بھی وقت نہیں دے پا رہے تھے جبکہ ارمان کے ٹائم نہ دینے پہ دریہ حد درجہ چڑ گئی تھی کیونکہ ازلان اس کے پاس رہ کے بھی بے چین ہوتا تھا اور اب تو وہ اڑھائی ماہ کا تھا تو ارمان زیادہ وقت اس کے ساتھ رات کو ہی گزارتا تھا۔

لیکن دریہ سے کچھ خاص بات نہیں ہوئی تھی جب بھی ارمان آتا تو وہ خود کو مصروف ظاہر کرتی تھی اور اس سے کم ہی بات کرتی تھی، ارمان بھی زیادہ اسرار نہیں کرتا تھا کہ شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ابھی دوپہر کا وقت کا اور سردیوں نے زور پکڑلیا تھا، دریہ ازلان کو کمرے میں چھوڑ کے خود کیچن میں اس کے لیے فیڈر بنا رہی تھی اور خود کے لیے سوپ رکھا ہوا تھا۔

ارمان پہلے اس کے روم میں گیا وہاں ازلان کو لیٹا پا کے اس کے پاس ہی نیم دراز ہو گیا اس کے ہاتھ پکڑ کے اس سے باتیں کرنے لگا۔ دریہ اس کی موجودگی سے بالکل انجان تھی تو بے نیاز ہو کے کیچن میں کام کر رہی تھی، اب تو کھانا بنانے میں بھی ماہر ہو گئی تھی۔

ارمان نے ازلان کو پکڑ کے خود پہ لٹایا اور اور اس کو گدگدی کرنے لگا جس پہ وہ پیاری پیاری آوازیں نکالنے لگا اور اس کے سینے پہ زور دے کہ سیدھا ہونے کی کوشش کرتا تبھی ارمان کی نظر بیڈ کے دوسری سائیڈ پڑے دریہ کے دوپٹے کی طرف گئی جو یقیناً ازلان کے ہاتھوں میں ہو گا، ازلان کی عادت یہ بھی تھی کہ وہ دریہ کے دوپٹے کے ساتھ کھیلتا تھا۔

چونکہ وہ ابھی چھوٹا تھا تو دریہ اس کو کوئی کھلونا نہیں دیتی تھی کہ اس پہ لگے جراثیم اس کی طبیعت نہ خراب کر دیں جبکہ دوپٹے کو وہ بس کبھی اپنے اوپر کرتا تو کبھی ٹانگوں کہ مدد نیچے اور خود ہی کھیلتا۔

ارمان ابھی ازلان میں ہی بزی تھا جب دریہ اپنے ہی دھیان میں روم میں اینٹر ہوئی ایک ہاتھ میں فیڈر جبکہ دوسرے ہاتھ میں سوپ کا باؤل تھا۔ جوتوں سے بے نیاز ننگے پاؤں، بالوں کو جوڑے میں قید کیے

ہوئے، کھلی سی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر پہنے اور اس کے اوپر سویٹر پہنے وہ عجیب سے ہی حلیے میں تھی
۔

اندر داخل ہوئی تو ارمان اور ازلان کی آواز پہ اس نے اپنے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں وہ دونوں کھیلنے میں مگن تھے۔ ارمان کو بیڈ پہ یوں لیتا پا کہ دریہ اپنی جگہ پہ ساکت ہوگئ۔ اسے ایک ہی جگہ سٹل کھڑا دیکھ ارمان نے اس کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی تو اپنی حلیے کا احساس ہوتے پل میں سرخ ہوئی اور نظریں دوپٹہ ڈھونڈنے لگیں جو ارمان نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ ابھی وہ باہر جانے کا سوچتی جب ارمان اسے پکار بیٹھا۔

"آجاؤ درے۔۔۔ ہم تمہارا ہی انتظار کررہے تھے آؤ۔" ارمان نے کہتے ازلان کو سیدھا کرتے اسے اپنی گود میں بٹھایا اور دوپٹہ کو سائیڈ پہ رکھا جس سے وہ دریہ کی پہنچ سے اور دور ہوگیا تو وہ بے بس ہوکے اسی طرف دیکھنے لگی۔

"آجاؤ۔۔۔" اس نے پھر پکارا تو دریہ ہلکے قدم لیتے بیڈ کے پاس آئی اور اس سے فاصلہ قائم کرتے بیٹھ گئی۔

"کیا کررہی تھی۔۔۔ میں کب سے ویٹ کررہا تھا۔" ارمان نے اسے نظروں کے حصار میں رکھتے کہا۔

"میں کیچن میں تھی ازلان کے لیے فیڈر بنا رہی تھی۔" دریہ نے نامحسوس انداز میں اپنا دوپٹہ اٹھاتے خود پہ لیتے کہا۔

"سوپ کس کے لیے بنایا ہے۔" اس کے ہاتھ سے فیڈر لیتے ازلان کو بیڈ پہ لٹاتے خود بھی اس کی طرف جھکتے اس کے فیڈر کو پکڑ کے رکھا کہ وہ آرام سے اپنا پیٹ بھر سکے۔

"خود کے لیے بنایا ہے، اس کو مجھے دے دیں اس طرح سے نہیں پیا جائے گا اس سے دودھ۔" دریہ نے سوپ کا باؤل اٹھ کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور ازلان کو خود کی گود میں لے کے بیڈ پہ چڑھ کے بیٹھ گئی۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" سوپ کے باؤل کو پکڑتے خود ایک سِپ لیتے کہا۔

"جی ٹھیک ہے۔۔۔ یہ میرے لیے ہے آپ کیوں پی رہے ہیں۔" اس کو مسلسل سوپ پیتے دیکھ وہ ٹوک گئی۔ تو جواب دینے کے بجائے ارمان نے ایک چمچ سوپ کا دریہ کی جانب بڑھایا تو دریہ نے جھجھک کے اس کی طرف دیکھا۔
ارمان نے اشارے سے اسرار کیا تو دریہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے پی لیا جس پہ ارمان مسکرا دیا۔

اسی طرح وہ ہلکی پھلکی اس سے بات کرتا جس پہ وہ مختصر سا جواب دیتی اور اسی دوران ارمان نے اسے سوپ پلا دیا اور ساتھ ساتھ خود بھی پیتا رہا۔

"کل تیار رہنا ہم شاپنگ پہ جائیں گے، شادی میں تھوڑے ہی دن ہیں۔" باؤل فنش کر کے اس نے سائیڈ پہ رکھ کے دریہ کو کہا تب تک ازلان بھی اپنا پیٹ بھر چکا تھا تو دریہ نے اسے کندھے سے لگایا۔

"میں کیا لینے جاؤں گی ویسے بھی گھر میں بہت کام ہوتے ہیں۔" دریہ نے جھجھکتے کہا۔
"ظاہر سی بات ہے ہم اپنے ڈریس لینے جائیں گے اور اپنے بے بی کے بھی۔" ارمان نے اب ازلان کو اپنے پاس کرتے کہا تو وہ ڈھیلا پڑ گیا مطلب صاف تھا کہ اب اسے نیند آنے لگ گئی ہے۔
جی
"موٹو کتنا سونا ہے تم نے۔۔۔ پھر رات کو تم میری بیگم کو تنگ کرو گے اور میں یہاں پہ ہونا نہیں جو اسے سنبھالوں۔" ارمان نے ازلان کے پھولے گالوں کو کھینچتے محبت پاش نظروں سے دیکھتے کہا تو دریہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔
"یہ اب تنگ نہیں کرتا مجھے۔" دریہ نے ازلان کو مسکراتے دیکھ کہا لیکن وہ بہت جلد نیند کی وادی میں ڈوبنے والا تھا۔

"کرنا بھی نہیں کیونکہ تم میری ہو بس، جس کو تنگ کرنے کا پرمٹ صرف مجھے ہے۔" ارمان نے بھرپور حق جتاتے کہا۔

"لائیں یہ سونے والا تو میں اسے سلا دوں۔" دریہ نے ازلان کو سینے سے لگاتے کہا اور خود بھی بیڈ پہ اپنی سائیڈ پہ آئی اور اسے تھپتھپانے لگی۔

"تم خوش ہوناں اس سب سے۔" ارمان نے اس کے قریب ہوتے پوچھا۔

"جی۔" بس ایک لفظی جواب۔

"درے میں جانتا ہوں تم اس اچانک کے بنے رشتے سے پریشان ہو گئی تھی اور یہ سب قبول کرنا ظاہر ہے مشکل بھی ہوگا لیکن یہ بات کبھی دل میں نہ لانا کہ میں نے یہ کسی کے کہنے پہ رشتہ بنایا۔۔مجھے تم دل و جان سے قبول ہو صرف تم ہی نہیں یہ ہمارا شیر بھی۔" ارمان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتے دریہ کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"میں نہیں چاہتا کہ تم اپنے دل میں کوئی بھی بات لاؤ جس سے ہم میں فاصلے ہوں۔۔۔اپنے دل کو مطمئن کرلو اور بس ہمارے بارے میں سوچا کرو۔" اب کی بار ارمان نے کہتے دریہ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے اپنی طرف کیا جس پہ دریہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ اس کے دیکھنے پہ ارمان نے نرمی سے اس کے رخسار کو چوم لیا پھر اسی طرح دوسری رخسار کو۔

"اپنا خیال رکھنا اور تیار رہنا کل کے لیے ساتھ چلیں گے۔"
اس کی گال کو نرمی سے سہلا کے ارمان نے مسکرا کے کہا تو دریہ کے لب بھی خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔شاید یہ وہ احساس تھا جسے دریہ محسوس کرنا چاہتی تھی اس کو ارمان کا ایسا کرنا بالکل بھی برا نہ لگا بلکہ اس کے دل میں جو عرصے پہلے ننھی سی کلی کھلی تھی اس پہ جیسے کسی نے محبت کی روشنی ڈالی تھی اور اپنائیت سے سیراب کیا گیا تھا۔ ارمان کی آنکھوں میں اپنے لیے چاہت دیکھ کہ جیسے سکون سا حاصل ہوا تھا۔

ارمان کے جانے کے بعد دریہ نے ازلان کو اس کی جگہ پہ لٹایا اور خود آئینے کے سامنے جا کہ کھڑی ہو گئی۔ چہرے پہ نظر پڑی تو ایک بار پھر شرما گئی جو پہلے ہی شرم سے سرخ پڑا تھا۔ پھر اپنا حلیہ دیکھ کہ ایک بار کھلکھلا اٹھی۔

****

اگلے دن دریہ خوشدلی سے ارمان کے ساتھ جانے کو تیار تھی تو وہ دریہ اور ازلان کو ساتھ لیے شاپنگ پہ نکلا۔۔۔دریہ شاید ارمان کے اسی اقرار کی منتظر تھی جو وہ اس کے ساتھ اب بہتر ہو رہی تھی اور اس سے بات بھی کر پا رہی تھی۔

ارمان نے دریہ کے ساتھ مل کے خوب شاپنگ کی اور اس کو بغیر بتائے اس کے لیے بارات کا ڈریس بھی لیا اور گاڑی میں بھی رکھوادیا، لیکن دریہ کو اس بات کی خبر بھی نہ لگنے دی۔

پھر اسے لیے وہ جیولری شاپ پہ گیا وہاں پہ ارمان نے پہلے سے ہی کچھ بننے کا آرڈر دیا تھا جو تیار تھا تو وہ لیا اور دریہ جو کہا کہ وہ بھی اپنی پسند کا کچھ لے تو دریہ نے اپنے لیے ایک بریسلیٹ پسند کی جو ارمان کو بھی پسند آئی تھی۔

پھر وہ بے بی کارنر کی طرف آئے تو دریہ ازلان کے لیے کپڑے دیکھنے لگی جبکہ ارمان ازلان کو پکڑے ادھر اُدھر گھومنے لگا پھر خود ہی ایک جگہ جا کے چیزیں دیکھنے لگا۔ دریہ جب فارغ ہوئی تو ان دونوں کے پاس گئی تو حیرت سے دیکھنے لگی۔

"یہ بے بی گرلز ڈریسز ہیں آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں، ویسے بھی میں نے لے لیے ہیں ازلان کے لیے۔" دریہ نے ہلکا سا ہنس کے کہا تو ارمان تب بھی اپنے کام میں مصروف رہا۔

"یہ لڑکیوں کے کپڑے ہیں۔" دریہ نے اب کی بار اپنی بات پہ زور دیتے کہا جو مسلسل کپڑے چیک کر رہا تھا۔

"جانتا ہوں۔" اس نے مصروف سا کہا۔

"جانتے ہیں تو کیوں یہاں ہیں ہمارا ازلان بیٹا ہے۔" دریہ نے منہ بناتے کہا۔
"یہ بیٹا ہے تو کیا ہوا بیٹی بھی ہو جائے گی۔" ارمان نے سکون سے کہا تو دریہ بوکھلا گئی۔

"یہ دیکھو کتنی پیاری لگ رہی ہے ناں۔" ارمان نے اس کے چہرے کی طرف غور کیے بغیر ایک فراک دریہ کی طرف کی تو دریہ نے سرخ چہرہ لیے نظریں دوسری جانب گھما لی۔
"جی پیاری ہے۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"اوکے میں یہ لے لیتا ہوں باقی بعد میں۔" آرام نے ایسے کہا جیسے گھر میں ایک بیٹی ان کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ جبکہ دریہ حیرت کے مارے اسے دیکھتی رہی جواب باقاعدہ فراک کی پیمنٹ بھی کر چکا تھا اور ان سے مصافحہ کر کے دریہ کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

دو دن بعد ان کی مہندی تھی پھر رخصتی، سالار اور ہدا تو پہلے ہی اپنی شاپنگ کر چکے تھے جس میں ہدا نے کم اور سالار نے زیادہ شاپنگ کی۔۔۔ جبکہ ہدا کا کہنا تھا مجھ سے زیادہ سالار کو خوشی چڑھی ہوئی ہے جو یہ بھر بھر کے شاپنگ کر رہے ہیں۔۔۔ بدلے میں سالار نے بھی کہہ دیا۔
"پہلی شادی ہے تو خوشی تو ہو گی پھر جب باقی بعد میں ہونگی تو ان کی تب دیکھی جائے گی۔" جس پہ ہدا نے دو دن ناراضگی کا اظہار کیا لیکن سالار نے بھی منانے کی زحمت نہ کی کہ شادی کے بعد آرام سے منائے گا۔

****

رات کا جانے کونسا پہر تھا جس وہ سسکیوں کی آواز سے اپنی نیند سے بیدار ہوا جب مکمل ہوش آیا تو اپنے پہلو میں لیٹے وجود پہ نظر پڑی جو لرز رہا تھا۔

"مشی کیا ہوا۔" وہ پریشان سا اس کی طرف ہوا جو کروٹ لیے رو رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔" اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ کے اس نے ہلکی سے آواز میں کہا۔

"کچھ تو ہوا ہے یار جو تم مجھے بتاتی نہیں ہو بتاؤ۔" حامد نے اس کا رُخ اپنی طرف کیا اور وجہ جاننا چاہی۔

"کچھ بھی نہیں حامد بس سو جاؤ۔" اس کے ہاتھوں کو نرمی سے پیچھے کیا اور واپس سے کروٹ لے لی۔

"مشی ایسا کیا جو تم مجھے بتانا نہیں چاہتی اور چھپا رہی ہو۔۔۔" اب کی بار اس نے جس لہجے میں کہا مشی کو تکلیف ہوئی۔

"سو جاؤ حامد۔" وہ ابھی بھی اپنی بات پہ ڈٹی رہی جانتی تھی۔

"یہ بھی ٹھیک ہے کہ اب مجھے کچھ بتانا تمہارے لیے ضروری نہیں رہا۔" حامد نے سنجیدگی سے کہا اور اپنی جگہ پہ آ کے لیٹ گیا۔

"غلط بات مت کرو حامد۔۔۔۔جس بات کا پتا نہیں تم کیسے مجھے اس کی وجہ سے ایسا کہہ سکتے ہو۔" مشی نے دکھ سے اس کی طرف دیکھتے کہا۔

"غلط بات میں کر رہا ہوں اور جو تم کر رہی ہو وہ ٹھیک ہے؟" حامد نے بگڑتے لہجے میں کہا کیونکہ اب اسے غصہ آنے لگا تھا۔

"جو تم نے کیا کیا وہ ٹھیک تھا۔" بدلے میں وہ ہلکے لہجے میں بولی تو حامد نے الجھ کے دیکھا۔

"سو جاؤ حامد رات بہت ہو گئی ہے۔" بات کو بغیر طول دیے مشی نے کہا اور آنکھیں بند کر گئی۔

"کیا کیا ہے میں نے زرا بتانا پسند کریں گی، تمہاری وجہ سے میں نے سب چھوڑ دیا اور تم مجھے ہی آنکھیں دکھا رہی ہو کیا کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لیے۔" حامد نے افسوس کرتے کہا۔

"میری وجہ سے سب چھوڑا۔۔۔یاد کرو حامد وہ تم ہی تھے جو اپنی ماں کو چھوڑ کے آئے صرف اپنے لیے ورنہ میں نے تو ایک بار بھی نہیں کہا تھا اور نہ ہی میری ماں نے کہ تم میرے لیے سب چھوڑ کے آؤ اور اب تم مجھ سے الزام لگا رہے ہو اس بات کا، اور میں کیا آنکھیں دکھاؤں گی میرے پاس ہے ہی کیا جس کے لیے میں ایسا کروں۔" مشی نے بھی اسے باور کرایا کہ کس نے کس کی وجہ سے کیا کیا۔

"اپنے لیے کیا ہاں، سب تمہارے لیے ہی یہ سب کیا۔" اس کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے کہا۔

"اور یہ کس بات کا سوگ منایا جا رہا تھا یہاں لیٹ کے۔ "اور اب جس لہجے میں حامد نے بات کی مشی کو وہ واقعی وہ زہنی مریض لگا تھا جو پتا نہیں خود سے کیا اخذ کیے جا رہا تھا۔

"اس بات کا سوگ کہ تمہارا کِیا سب مجھے بھگتنا پڑ رہا ہے۔" بدلے میں مشی نے اپنا بازو جھٹکے سے چھڑاتے کہا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔" اس نے بھنویں اچکا کے پوچھا۔

"مطلب وہی جو اصل بات ہے حامد، تمہارا کیا سارا مجھ پہ آرہا کہ میں ماں نہیں بن سکتی۔" اب کی بار مشی نے روتے کہا۔

"تم نے اپنے بچے کو ماننے سے انکار کیا دریہ کے خلاف کیا نہیں بولا تم نے جبکہ میں بھی جانتی ہوں اور تم بھی کہ وہ کیسی تھی میں نے نہیں کہا تھا تم سے کہ تم اسے طلاق دو یا سب چھوڑ کے میرے پاس آجاؤ، میں تو شروع سے ہی تیار تھی دریہ کے ساتھ رہنے کے لیے اور اگر تم یہ شادی چھپا کے بھی رکھتے تو میں کچھ نہ کہتی لیکن تم۔۔۔۔ تم نے اپنے بچے کو ٹھکرایا تو اللہ نے ہمیں اولاد سے محروم کر دیا حامد۔" مشی اب باقاعدہ ہچکیوں ست رونے لگی۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد بھی جب انہیں کوئی خوشی کی خبر نہ ملی تو مشی نے ڈاکٹر سے رجوع کیا تو ڈاکٹر نے کسی خدشے کے تحت اس کو ٹیسٹ کروانے کا کہا اور جو ٹیسٹ میں آیا تھا اس سے تو اس کی دنیا ہی اجڑ گئی تھی کیونکہ وہ رپورٹس کے مطابق وہ ماں نہیں بن سکتی تھی۔

"تم نے اس معصوم کی زندگی کو داؤ پہ لگایا تھا کہ اس بات کا گلٹ مجھے آج بھی ہے کہ سب شاید میری وجہ سے ہوا، لیکن کبھی کبھی لگتا کہ غلطی میری بھی نہیں ہے کیونکہ جب سالوں پہلے میں یہاں سے جانے والی تھی تب تم ہی تھے جو مجھے کہہ رہے تھے کہ میں ہمیشہ تمہارا انتظار کروں گا تم جب بھی میرے پاس آؤ گی میں قبول کروں گا تمہیں۔ بس یہی باتیں تھی شاید جو میں تم سے امید لگا کے بیٹھ گئی اور یہاں آ کے تم سے شادی کر لی، میں تم سے شادی کر کے بالکل بھی نہیں پچھتا رہی ہوں حامد لیکن کیا تمہیں اپنے کیے کا کوئی پچھتاوا نہیں جو تم نے اس معصوم کے ساتھ کیا، کیا تمہیں کوئی دکھ نہیں کہ تمہاری ان غلطیوں کی سزا ہمیں اس صورت میں ملی کہ ہمیں کوئی والدین کہنے والا نہیں ہوگا جبکہ جس کا حق تھا یہ سب کہنا اس کو تو تم نے قبول کرنے سے پہلے ہی سزا سنا دی تو اب خوش ہو جاؤ کہ وہ کسی اور کو یہ سب کہنے کا حق رکھتا ہے۔"

مشی نے روتے اسے حقیقت واضح کی تو حامد کا حال ایسے تھا جیسے وہ مٹی تلے دب گیا ہو۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اس کے دماغ کو مفلوج کر رہی تھی کہ وہ والدین نہیں بن سکتے۔۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ کہ اس نے دریہ کو اس جرم کی سزا دی جو اس نے کیا ہی نہیں تھا کچھ دن پہلے ہی صائمہ کی کال بھی آئی

تھی جس میں وہ رو کے بتا رہی تھی کہ اس کے جانے کے بعد دریہ بہت بار گھر آئی اور اس سے ملنے کا کہا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن وہ اسے ہمیشہ باتیں سنا کے رخصت کر دیتی۔۔۔ اب صائمہ بھی اپنے گھر میں خوش نہیں تھی کیونکہ اس کی ساس بھی اس کے ساتھ ٹھیک رویہ اختیار نہیں کیے ہوئے تھی اور اسے اپنے رویے پہ بہت افسوس تھا اور وہ حامد سے معافی بھی مانگ رہی تھی کہ کسی اس نے اپنے بھائی کا گھر بچانے کے بجائے تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

حامد کو اب پچھتاووں نے گھیر لیا تھا لیکن اب کیا کِیا جا سکتا تھا۔

****

اگلے دو دن سب کے مصروفیات میں کیسے گزرے پتا ہی نہیں چلا اور مہندی کا دن بھی آگیا سب کی خوشی دیدنی تھی ہر کوئی بڑھ چڑھ کے ان کاموں میں حصہ لے رہا تھا۔ دریہ اور ہدا اپنے اپنے کمروں میں تھیں شائستہ بیگم کا حکم تھا کہ جب تک مہندی کا فنکشن شروع نہیں ہو جاتا یہ دونوں اپنے اپنے کمروں سے باہر نہیں نکلیں گی، دریہ نے تو خود کو ازلان کے ساتھ مصروف رکھا جبکہ ہدا بیچاری سے تو اکیلے بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا اور اسے رہ رہ کے سالار پہ غصہ آ رہا تھا جو اسے جان بوجھ کے ناراض کر کے بیٹھا تھا۔

تبھی موبائل کی رنگ ہوئی اور ہدا سوچوں کو پرے جھٹکتے موبائل کی جانب بڑھی اور نمبر دیکھ کہ ایک دلفریب مسکان نے لبوں پہ احاطہ کیا۔

"جی کون؟" کال اٹھاتے ہی اس نے انجان بنتے کہا جبکہ دوسری طرف موجود شخص اس کی ناراضگی پہ مسکرا اٹھا۔

"مجھے میری وائفی سے بات کرنی ہے کیا ہو سکتی ہے؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا جبکہ آنکھیں شرارت کرنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

"جی نہیں ہم نہیں جانتے آپ کی وائفی کو اور آپ یہاں آئیندہ فون مت کیجیے گا تو بہتر ہو گا۔" ہدا نے بھی سنجیدگی سے کہا اور کال بند کرنے لگی۔۔۔

"آئیندہ فون مت کیجئے گا کی ایسی کی تیسی، تم آ جاؤ ایک بار پھر تمہیں بتاتا ہوں میں۔ چپ کر کے بات کرو مجھ سے۔" اس سے پہلے وہ کال بند کرتی سالار بول پڑا جس پہ ہدا آنکھیں گھما کے رہ گئی۔

"اب بولو بھی کچھ۔" دو منٹ کی خاموشی گزری تو سالار نے جھنجھلا کے کہا وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ پچھلے دو دنوں سے ہدا سے بات نہیں کر رہا تھا اور نہ ہی اسے منانے کی کوشش کی تھی تو سالار کو احساس ہوا کہ اس سے پہلے بات اور بگڑ جائے روٹھی محبوبہ کو منا لینا چاہیے لیکن اب وہ کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔

"کیا بولو۔۔ خود ہی کہا کہ چپ کر کے بات کرو مجھے طریقہ بتا دیں کہ چپ کر کے بات کیسے کی جاتی ہے ۔ "ہدا کے لہجے سے سالار نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنی بیوی کو کافی خفا کر چکا ہے جو اسے اچھی نشانی نہیں لگ رہی تھی۔

"غصہ کیوں کر رہی ہو یار۔ "نرمی سے کہا گیا۔

"میں نے کب کیا، میں تو بس آپ سے بات کر رہی ہوں۔ "ابھی بھی وہ لہجے میں سنجیدگی لیے بولی۔

"اچھا بتاؤ کیا کر رہی ہو؟ "بات آگے بڑھائی گئی۔

"آپ سے بات۔ "ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم کیا کر رہی تھی؟ "اب سالار کو سمجھ نہ آیا کہ اسے کیسے منائے تو لہجے میں نرمی ہی گھولی رکھی کہ وہ اس سے کم از کم بات تو کر رہی تھی نا۔

"کچھ نہیں۔ "پھر سے پھیکا سا جواب۔

"اچھا ایک کام کرو، دروازے تک آؤ اور اس کا لاک کھولو۔ "سالار نے سنجیدگی سے کہا تو ہدا حیران ہوتی دروازے تک گئی اور اپنے ہی دھیان میں دروازے کا لاک کھولا اور بغیر دیکھے مڑ گئی۔

"جی کھول دیا ہے۔ "اب وہ اپنے بیڈ پہ آ کے بیٹھی اور سائیڈ ٹیبل سے لوشن کی بوتل اٹھا کے تھوڑا سا لوشن نکال کے پاؤں پہ مساج کرنے لگی اور موبائل کو سپیکر پہ لگا کے اپنے پاس رکھ دیا۔

دوسری طرف جب ہدا نے دروازے کا لاک کھول دیا تو سالار آرام سے سیڑھیاں چڑھتے اس کے روم کے قریب آیا اور دروازے کے ہینڈل کو گھمایا جو کھلتا چلا گیا۔ اب ہدا کے اچھوں کو بھی نہیں پتا تھا کہ سالار نے اسے ایسا کرنے کو کیوں بولا تھا۔

وہ چونکی تو تب جب اسے دروازہ لاک کرنے کی آواز آئی اور دروازے کی سمت دیکھا جہاں وہ اسے معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ!۔۔۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔" ہدا گھبراتی اٹھی کیونکہ شائستہ بیگم نے انہیں ملنے سے بھی منع کیا تھا اور یہاں تو سالار صاحب خود کمرے میں موجود تھے۔

"سوچا روٹھی وائف کو منا لوں اسی لیے یہ خطرناک کام سرانجام دینا پڑا۔" سالار کا اشارہ سب کی طرف تھا جس کے درمیان سے وہ اٹھ کے اس کے روم میں آیا تھا۔

"میں نہیں ناراض آپ جائیں یہاں سے۔" وہ اسے باہر بھیجنے کی تگ و دو کرنے لگی جب کہ وہ اب آرام سے چلتا اس کے صوفے تک آیا اور اس پہ نیم دراز ہو گیا۔

"وائفی جب شوہر تھکا ہارا آتا ہے ناں اسے گھورنے کے بجائے پیار کرتے ہیں تو اچھے بچوں کی طرح ادھر آ جاؤ۔" جب ہدا اسے خفگی بھری نظروں سے گھورنے لگی تو سالار نے اسے بھنویں اچکائیں پھر بزرگوں کی طرح جیسے پتے کی بات بتائی۔

"آپ جا کے خوشیاں منائیں ابھی۔" اس نے منہ بسوڑ کے کہا۔

"ویسے تم دور سے ہی آفت لگ رہی ہو زرا پاس آؤ تمہیں غور سے دیکھوں۔" اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے اپنی کہنی کو صوفے پہ ٹکائے پر سوچ انداز میں بولا تو ہدا کو تپ چڑھ گئی۔

"آپ یہاں سے جا رہے ہیں یا میں کسی کو آواز دوں۔" ہدا نے مصنوعی غصہ دکھایا اصل میں اسے ہنسی آ رہی تھی۔

"جب آرام سے پاس آنے کو کہہ رہا ہوں تو ایک بار میں ہی مان جایا کرو کیوں مجھ پہ ظلم کرتی ہو دور رہ کے۔" اب سالار نے خود اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے قریب بٹھایا۔

"اچھا! لیکن مجھے لگا کہ جو آپ کی باقی شادیاں نہیں ہو رہی ہیں اس بات کا دکھ ہو رہا ہو گا آپ کو۔" ہدا نے حیران ہوتے کہا۔

"ارے ہماری قسمت ایسی کہاں کہ ہم تم سے بچ پائیں۔۔۔" سالار نے لاچارگی سے کہا۔

"اٹھیں یہاں سے اور نکلیں، اتنی ظالم نظر آتی ہوں میں آپ کو۔" ہدا منٹ سے پہلے اس کے پہلو سے اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"میں کیوں جاؤں میری وائفی کا کمرہ ہے یہ۔" سالار نے ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے اپنے ٹانگیں صوفے پہ کھول کے لیٹتے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹھیں رہیں۔" ہدا لاپرواہی سے کہتے بیڈ پہ واپس آئی اور لوشن لگانے لگی۔

"ہدا یار یہ کیا بات ہوئی میرے پاس آؤ۔ میں تمہارے لیے آیا ہوں اور تم مجھے لفٹ ہی نہیں کرا رہی۔" سالار نے ناراض لہجہ اپنایا تو ہدا نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں بھی آپ کے لیے ہی آ رہی ہوں کل آپ کے پاس۔۔۔ اب جائیں یہاں سے اس سے پہلے کوئی آپ کو ڈھونڈتا یہاں پہنچے۔" ہدا نے بھی احسان کرنے والے انداز میں کہا تو سالار اٹھ کے بیڈ پہ اس کے پاس آیا۔

"ایک شرط پہ جاؤں گا یہاں سے۔" اس کے کہنے پہ ہدا نے اس کی جانب دیکھا تو سالار کے ہونٹوں پہ معنی خیز مسکراہٹ چھا گئی جسے دیکھ ہدا کے دل نے بیٹ مس کی۔

****

مہندی کی تیاریاں اعجاز صاحب کے گھر بھی زور و شور ہو رہی تھیں۔ فرخندہ چچی ارمان اور دریہ کے نکاح پہ اس لیے کچھ نہیں بولیں تھی کیونکہ تب اعجاز صاحب نے انہیں سختی سے تنبیہہ کی تھی کہ اگر انہوں نے کوئی فضول حرکت کی وہاں تو وہ سب کا لحاظ کیے بغیر کچھ بھی کر جائیں گے. جس کے ڈر سے فرخندہ چچی نے کوئی اعتراض نہ اٹھایا۔

لیکن آج وہ کسی اور ہی روپ میں تھیں۔ آج شاید ان کا خود کا ضمیر جاگ اٹھا تھا تبھی وہ حساس ہو رہی تھیں اپنی بیٹی کے بارے میں۔

صبح سے شام ہونے کو آئی تھی اور عیشاء ابھی تک گھر نہیں پہنچی تھی، فرخندہ چچی کا ٹینشن کے مارے برا حال تھا۔ مہمان گھر آ چکے تھے فنکشن میں کچھ ہی دیر بچی تھی لیکن اُس کا کچھ آتا پتا نہیں تھا۔

آج اسے کالج میں کوئی ضروری اسائنمنٹ دینی تھی جس کی وجہ سے وہ گئی ہوئی تھی ڈرائیور کے ساتھ لیکن تھوڑی دیر بعد ڈرائیور بھی گھر آ گیا تھا کیونکہ عیشاء کے کہا تھا کہ آج وہ جلدی گھر آ جائے گی اور ڈرائیور کو کال کر دے گی جب وہ فری ہو گی لیکن ابھی تک اس نے کال تک نہیں کی تھی یہاں تک کے اس کا نمبر بھی بند آ رہا تھا۔

سب اس کے بارے میں بار بار پوچھ رہے تھے۔

"یا اللہ میں کیا کروں میری بچی کہاں ہے اس کی حفاظت فرما۔" چچی نے دل ہی دل میں اللہ کو مخاطب کیا۔

"تب یہ فکر کہاں تھی یہ ماں کہاں تھی جب کسی اور کی بچی کی زندگی تباہ کر رہی تھی اور تم قہقہے لگا رہی تھی۔ اب اپنی بیٹی لاپتا ہے تو دل کیوں پریشان ہو رہا ہے؟ تمہارے اندر دل موجود بھی ہے کیا!!" جب اپنی بیٹی کی حفاظت کی دعا کی تو اندر سے پکار آئی جیسے کسی نے بھری محفل میں منہ پہ تمانچہ دے مارا ہو۔

"نہیں! نہیں میری بیٹی کا کوئی قصور نہیں۔ اس نے تو کچھ بھی نہیں کیا پھر اس کے ساتھ برا کیوں ہو گا۔"کمرے میں آ کے انہوں نے بیڈ پہ بیٹھتے خود کو جیسے تسلی دی لیکن اب مکافات عمل تھا کیسے وہ بھول گئی کہ جو کیا تھا وہ سامنے بھی آئے گا چاہے وہ نیکی ہو یا برائی۔

"اس بیچاری کا کیا قصور تھا جس کو تم نے زندہ لاش بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔" ضمیر مسلسل ملامت کر رہا تھا۔

"لیکن اب وہ خوش ہے۔" انہوں نے آہستہ آواز میں خود سے کہا گویا دلیل دی۔

"خوش! تمہیں لگتا کہ تم نے اسے خوش رہنے دیا۔" ضمیر نے پھر سے ایک کاری ضرب لگائی کہ ان کا دل مٹھی میں آیا ہو جیسے، فوراً ذہن کے گوشوں میں وہ یاد تازہ ہوئی جب دریہ کو جان بوجھ کے کہا کہ ارمان پہلے بھی کسی سے محبت کرتا تھا۔

"میں سب ٹھیک کر دوں گی، میں معافی مانگوں گی سب سے اور اس کے پاؤں پڑ جاؤں گی، میں اپنی ہر غلطی کی معافی، ہر گناہ کی توبہ کروں گی لیکن یا اللہ! میری بچی، اسے کچھ نہ ہو اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔" وہ روتی گڑگڑاتی اللہ سے فریاد کرتی اٹھیں اور سالار سے رابطہ کرنے لگیں کہ ان کی بیٹی کو ڈھونڈے۔

****

سالار جب ہدا کے روم سے باہر نکلا تو سحر بھی ہدا کے کمرے کی جانب آ رہی تھی اسے دیکھ کے ایک پل کو رکی پھر سلام کر کے ہدا کے پاس آئی جو خود دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

"بھائی یہاں تھے۔" سحر نے حیران ہوتے کہا۔

"اور یہ تمہارے رخسار کو کیا ہوا اتنا ریڈ ہو رہا ہے؟" سحر نے اپنے ہاتھ میں موجود گجروں والا شاپر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے کہا تو جہاں ہدا سالار کے جانے پہ ریلیکس ہوئی تھی وہیں اس کے سوال پہ سینے میں سانس اٹک گئی اور دل میں سالار کو کوسا۔

"کہیں۔۔۔۔۔ جو میں سمجھ رہی ہوں وہ تو نہیں۔" جب ہدا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو وہ خود ہی جواب اخذ کر کے گویا ہوئی جس پہ ہدا بوکھلا گئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو وہ تو بس کام کے سلسلے میں آئے تھے یہاں۔" ہدا نے جلدی سے وضاحت دی اور ٹیبل سے شاپر پکڑ کے اس میں سے گجرے دیکھنے لگی جب کہ سحر اپنی چالاکی پہ خود ہی اَش اَش کر اٹھی۔

"واہ کیا کہنے تیرے سحر۔" خود کو داد دی تو ہدا نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے کب سالار بھائی کی بات کی تھی میں تو کہہ رہی تھی کہ کہیں کوئی کریم تو افیکٹ نہیں کر گئی لیکن خیر سچ خود ہی سامنے آجاتا ہے۔" سحر نے بات کرتے اس کے رخسار کی طرف اشارہ کیا تو ہدا اپنی جلد بازی پہ کڑھ کے رہ گئی۔

"یار ایسی بات نہیں ہے۔" ہدا نے لاچارگی سے کہا کیونکہ سحر کو پتا چلنا ایسا تھا کہ ساری زندگی اس سے بلیک میل ہوتے رہو۔

"میں نے تو ابھی کچھ نہیں کہا۔۔۔ میرا اشارہ ابھی بھی کریم کی طرف تھا کہ اسی کی وجہ سے تمہارے چہرے پہ یہ سرخی نازل ہوئی ہے۔" سحر نے سنجیدگی سے پھر چوٹ کی تو اب ہدا کا دماغ گھوم گیا۔

"تم بھی نکلو یہاں سے اور جاؤ دریہ کے پاس۔" ہدا نے جھنجھلا کے کہا تو سحر کھلکھلا کے ہنس دی۔

"بس بس ٹھیک ہے جا رہی ہوں، یار دیکھو تمہارے ہی شوہر ہیں وہ مجھے کیا اعتراض ہوگا بھلا تمہارے ساتھ ان کے روما۔۔۔" اس سے پہلے سحر اپنی زبان کے جوہر دکھاتی ہدا نے اس کو کمرے سے نکال کے ہی دم لیا۔

"بدتمیز کہیں کی۔" ہدا نے اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے کہا جو سالار کے زکر سے تیزی سے دھڑک رہا تھا پھر ایک بار خود ہی کھلکھلا اٹھی۔

****

وہ ابھی لان میں کھڑا تیاریوں کو دیکھ رہا تھا جب فرخندہ چچی اس کے پاس پریشانی سے آئی اور اس کو ایک سائیڈ پہ آنے کا اشارہ کیا جسے پہلے تو اس نے نا سمجھی سے دیکھا پھر کوئی ضروری بات کا سوچ کے وہ ان کے پیچھے ہو لیا۔

"کیا ہوا چچی جان سب ٹھیک ہے ؟" سالار نے ان کے چہرے پہ اڑی ہوائیاں دیکھتے کہا۔

"کچھ ٹھیک نہیں سالار۔۔۔ عیشاء وہ ابھی تک نہیں آئی پتا نہیں کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔ اس کا نمبر بھی پتا نہیں کیوں بند ہے میں کب سے ٹرائی کر رہی ہوں۔" چچی بات کرتے کرتے رونے لگ گئی تو سالار نے انہیں تسلی۔

"کہاں گئی تھی وہ آپ کو پتا ہے کچھ۔" ہلکی آواز میں پوچھا کیونکہ ٹینشن اب اسے بھی ہونے لگی تھی، وہ اس کی بھی بہن تھی تو وہ کیوں نہ پریشان ہوتا۔

"ہاں کالج گئی تھی کہ ہالف لیو لے کے آجائے گی لیکن اس نے کوئی بھی کال کوئی بھی میسج نہیں کیا۔ اس کے بابا بھی پوچھ چکے ہیں تو میں نے بہانہ بنا دیا کہ وہ اپنی دوست کے پاس گئی ہے۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے اس کی کچھ کرو تم۔" انہوں نے بے بسی سے کہا۔

www.urdunovelsmania.com

"آپ فکر نہیں کریں اللہ اس کی حفاظت کرے گا میں کچھ کرتا ہوں ۔" سالار نے اس کو حوصلہ دیتے ایک نمبر ڈائل کیا اور اس سے کچھ بات کرنے لگا ۔

جبکہ چچی فرخندہ وہیں کسی کرسی پہ بیٹھ کے اپنی بیٹی کے لیے دعا کرنے لگیں ۔

****

سالار گھر سے نکلا اور ارمان کو میسج کر دیا کہ وہ بھی گھر کے باہر آئے کوئی ضروری بات ہے ، ارمان کے آنے پہ اس نے بھی ساری بات اسے بتائی تو وہ بھی پریشان ہو گیا ۔

"اس لڑکے کا نام وغیرہ پتا ہے ؟" ارمان نے کچھ سوچتے پوچھا ۔ ۔

"ہاں میں جانتا ہوں اس کو ،چچا جان کے آفس کا لڑکا ہے وہ ۔" سالار نے کہا تو ارمان نے سر ہلایا ۔

"آؤ پہلے اس کے کالج جا کے پتا کرتے ہیں ۔" ارمان نے کہا اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے کالج جانے کے لیے ۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

****

وہ جب کالج آئی تھی تو اسے ایک مسلسل ان ناؤن نمبر سے کال میسجز آ رہے تھے پھر تنگ آ کے اس نے ریسیو کر لیا تو دوسری طرف وہی لڑکا تھا جو اسے ملنے آتا تھا ۔

عیشاء تب سے ہی اس لڑکے سے کسی بھی قسم کے رابطے میں نہیں تھی لیکن آج وہ پھر سے اس سے رابطہ کر رہا تھا پہلے بھی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عیشاء دھیان نہیں دیتی تھی ۔

"مجھے تم سے ملنا ہے۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں پلیز میری ایک بار بات مان لو مجھ سے مل لو پھر ساری زندگی نظر نہیں آؤں گا۔" فون اٹھاتے ہی لڑکا منتوں پہ اتر آیا۔

"مجھے تم سے بالکل بھی نہیں ملنا اور نہ ہی مجھے تمہاری شرمندگی سے کوئی لینا دینا ہے بہتر یہی ہے کہ تم آئیندہ مجھے کال نہ ہی کرو۔" عیشاء نے غصے میں آتے کہا اور کھٹاک سے کال بند کر دی۔

جب عیشاء نے اپنے لیے ہالف لیولی تو اس کا ارادہ تھا کہ وہ گھر کال کر دے تا کہ اسے کوئی لینے آجائے اسی لیے کلاس سے باہر آئی تھی۔

پہلے سوچا کہ فریش ہو جائے پھر کال کرتی ہے تو وہ واش روم کی جانب گئی جہاں دوسرا کوئی موجود نہیں تھا۔
عیشاء اپنے ہی دھیان میں شیشے کے سامنے کھڑی تھی تبھی اسے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی جسے دیکھنے کے لیے اس نے سر اوپر کر اٹھایا تو اس سے پہلے وہ چیختی اس کی گردن کو مخصوص جگہ دباؤ دیا گیا جس وہ بے ہوش ہو گئی۔

****

"اس لڑکے کی آخری لوکیشن اس جگہ دکھائی دی گئی ہے اور غالباً یہ ان کا فارم ہاؤس ہے" ارمان نے موبائل دیکھتے کہا تو سالار نے سمجھ کے سر ہلایا اور گاڑی کی رفتار تیز کر دی کہ وہ جلدی سے پہنچ پائیں۔ پولیس کو وہ پہلے ہی انفارم کر چکے تھے اور وہ بھی ان کے ساتھ ہی آرہی تھی۔ اب ان کی دعا یہ تھی ان کی بہن صحیح سلامت ہو نہیں تو وہ اس لڑکے کو زندہ دفن کرنے والے تھے۔

****

معید (جو لڑکا عیشاء کے پیچھے تھا) کے آدمیوں نے عیشاء کو گاڑی میں ڈالا اور اسے لیے وہ ایک راستے پہ چل پڑے جہاں معید نے انہیں پہنچنے کا حکم دیا تھا۔

جب وہ لوگ اسے لے کے پہنچے تو وہ عیشاء کو اٹھا کے اس کے روم میں چھوڑ گئے اور معید کے حکم پہ وہاں سے چل پڑے۔

معید اس کے پاس ہی بیڈ پہ بیٹھ گیا اور غصے سے گھورنے لگا۔

"جب مجھے اپنے قریب نہیں آنے دینا تھا تو کیوں اپنی ادائیں دکھائیں کہ میں تم پہ فلیٹ ہو گیا اور اوپر سے اپنے اس سالے بھائی سے پٹوایا بھی۔۔۔ اب جب تم لٹ لٹا کے واپس جاؤ گی تب اسے پتا چلے گا کہ مجھ سے پنگا لینا کیسا ہے۔" لڑکا اب اس کے چہرے پہ آئی لٹوں کو پیچھے کرتے اسے ہوس بھری نظروں سے دیکھتے کہہ رہا تھا۔

"کیا خیال ہے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کروں یا نہیں۔۔۔" اس نے سوچنے کی ایکٹنگ کرتے کہا پھر خود ہی قہقہہ لگا اٹھا۔

www.urdunovelsmania.com

"ارے نہیں یار وقت کیوں ضائع کرنا۔۔۔" یہ کہتے ہی وہ کمرے کا دروازہ بند کرنے کے لیے اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتا باہر سے آتی آواز پہ وہ چونک اٹھا۔

****

گھر میں تقریباً سبھی لوگ ارمان اور سالار کی غیر موجودگی کو محسوس کر چکے تھے لیکن ان کو یہ کہہ دیا گیا تھا کہ وہ دونوں کسی ضروری کام سے باہر گئے ہیں تو کچھ دیر میں آتے ہی ہونگے۔۔۔ جب ان دونوں کی بات تھمی تو لوگوں نے عیشاء کی غیر موجودگی پہ سوال اٹھانا شروع کر دیا ساتھ میں یہ باتیں بھی بننے لگیں کہ پتا نہیں کہاں غائب ہے صبح سے گئی، ارمان اور سالار شاید اسی کو ڈھونڈنے نکلے ہیں۔۔۔ بات تو یہ سچ تھی لیکن ان کا بات کرنے کا انداز بالکل بھی نہیں۔ اس واقعہ سے تو باقی سب بے خبر تھے لیکن چچی فرخندہ تو باخبر تھیں۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

خود کو مضبوط ثابت کرتے کب تک وہ دوسروں کے باتوں کا جواب دیتیں پھر خود ہی ضبط کھو کے وہ ایک جگہ بیٹھ کے پریشانی سے رونے لگیں۔ شام سے رات ہونے کو آئی تھی لیکن ابھی کچھ بھی آتا پتا نہیں تھا۔

مہندی کی رسم بھی شروع کرنی تھی جو ناز بیگم نے یہ کہہ کے کروادی کہ "لڑکوں کا کیا ہے وہ کسی کام پھنسے ہوئے ہیں ویسے بھی لڑکیوں کے چاہ ہوتے ہیں یہ سب تو ان کی رسم کر دیتے ہیں۔"

جس پہ کسی نے بغیر بحث کے رسم وغیرہ کردی۔۔۔البتہ چچی فرخندہ کی خاموشی تو ناز بیگم کو کھل رہی تھی تو وہ ان کو لیے ایک کمرے میں آئی اور جب اصل بات جاننی چاہی تو وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دیں۔

"بھابھی میری بچی پتا نہیں کس حال میں ہے، آپ دعا کریں کہ وہ خیریت سے ہو سالار اور ارمان کو صحیح سلامت مل جائے۔" وہ ان کے گلے سے لگیں روتے کہہ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے فرخندہ مجھے ٹھیک سے ساری بات بتاؤ۔" ان کو خود سے الگ کرتے ناز بیگم نے کہا تو چچی نے ساری بات ان کے آگے کھول کے رکھ دی جس پہ وہ بھی بہت پریشان ہوئیں۔

"تم نے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی مجھے فرخندہ اور خود پریشان ہوتی رہی ہو۔" انہوں نے فکرمندی سے انہیں ساتھ لگاتے کہا۔

"کیسے بتاتی بھابھی؟ کیسے میں خود بدنامی کا اشتہار لگاتی پھرتی؟" انہوں نے بے بسی سے کہا۔

"خبردار ایسا کہا تو۔۔۔ان شاء اللہ سالار اور ارمان ڈھونڈ لیں گے اسے تم پریشان نہ ہو ورنہ سب کو شک ہو جائے گا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔۔۔چلو آؤ میرے ساتھ اور باہر چل کے لڑکیوں کی رسم کرو تب تک

ان شاء اللہ وہ سب بھی آجائیں گے اور اللہ سے بہتری کی امید رکھو۔" انہوں نے تسلی دی اور ان کو لے کے باہر جانے لگی لیکن چچی رک گئیں تو ناز بیگم نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"کیا ہوا ہے چلو باہر تاکہ تھوڑی دیر کے لیے دھیان ادھر اُدھر ہو تمہارا۔" انہوں نے پھر چلنے کو اسرار کیا تو چچی فرخندہ ان کے گلے سے لپٹ گئیں۔

"بھابھی میں کیسے آپ سے معافی مانگوں، میں بہت شرمندہ ہوں شاید یہ لفظ بھی میرے کیے کی تلافی نہیں کر سکتا جو میں نے آپ کے اور دریہ کے ساتھ کیا۔۔۔" انہوں نے نادم ہوتے جھکے سر کے ساتھ کہا۔

"یہ وقت ایسی باتیں کرنے کا نہیں ہے ابھی بس عیشاء کے لیے دعا کرو۔" انہوں نے بس اتنا کہا تو چچی ان کے ساتھ باہر کو چل دیں۔

****

معید آواز سن کے جب باہر آیا تو وہاں ایک بلی تھی۔ وہ اپنی گھبراہٹ پہ قہقہہ لگا تا جب واپس جانے لگا تو کسی نے پیچھے سے پکڑا اسے اپنی طرف گھمایا اور ایک مکہ اس کے منہ جڑ دیا۔۔ معید اس سب کے لیے تیار نہیں تھا تو لڑکھڑا کے دور جا گرا۔ ابھی وہ سنبھلا بھی نہیں تھا کہ ایک کے بعد اس کے منہ پہ مکوں کی بارش ہو گئی۔

"آپ پلیز اس طرح قانون کو ہاتھ میں نہ لیں ہمیں ان سے خود ہی نپٹنے دیں۔" پولیس آفیسر ز نے سالار اور ارمان کو اس لڑکے سے دور کرتے کہا تو انہوں نے قہر برساتی نظروں سے معید کو دیکھا جبکہ ارمان ایک بار پھر اس کی طرف لپکا اور گریبان سے پکڑ کے کھڑا کرتے ایک تھپڑ اس کے منہ پہ رسید کیا۔

"آپ انہیں سنبھالیں پلیز۔" آفیسر نے سالار کی طرف دیکھ کے کہا تو وہ اس کی جانب بڑھا اور ارمان کو پکڑ کے اس سے علیحدہ کیا۔

"بس کر دے ارمان۔۔۔ عیشاء کو دیکھتے ہیں اس کو یہ سنبھال لیں گے۔" سالار کہتا دائیں جانب گیا جہاں روم کی لائٹ جل رہی تھی مطلب کہ وہی کمرہ تھا جہاں عیشاء کو رکھا ہوا تھا۔

"گڑیا! تم ٹھیک ہو۔" ارمان نے اس کے بیڈ کے پاس پہنچتے ہی اس کا دوپٹہ اس پہ اوڑھا اور اس کی گال تھپتھپانے لگا۔

"ارمان اس کو اٹھاؤ ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا اور اسے اسپتال لے کے جانا ہوگا۔۔" سالار نے کہا تو ارمان نے اسے بازوؤں میں اٹھایا تو سالار نے اچھے سے اس کا چہرہ ڈھک دیا۔

"آفیسر اگر یہ مجھے کبھی باہر نظر آیا تو میں اسے جان سے مارنے سے گریز ہرگز نہیں کروں گا۔" سالار جاتے ہوئے آنکھوں میں خون لیے بولا اور ایک ٹھوکر رسید کرنا نہ بھولا معید کو جواب پولیس کی حراست میں موجود تھا۔

"آپ فکر نہ کریں سالار سر اس سے تو ہم اب اچھی طرح نپٹنے گیں اور اس کی رات بھی حسین کریں گے اچھے سے ۔ "آفیسر نے مسکرا کے کہا تو ارمان اور سالار عیشاء کو لیے اسپتال گئے ۔

"ڈاکٹر کیسی ہے میری بہن ؟ "روم سے باہر نکلتے ڈاکٹر کو دیکھتے ارمان نے فوراً آگے ہو کے پوچھا ، سالار بھی بے چینی سے ان کی جانب بڑھا ۔

"وہ بالکل ٹھیک ہیں تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا تو آپ ان کو لے جا سکتے ہیں ۔ "انہوں نے مسکرا کے تسلی بخش جواب دیا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے جبکہ دونوں نے سکون کا سانس لیا ۔

عیشاء کے ہوش میں آنے کے بعد وہ دونوں اس سے ملے اور اس سے طبیعت کا دریافت کیا جس پہ اس نے شرمندہ ہوتے سب بتایا کہ کیسے اسے کالج سے لے جایا گیا ۔

"گڑیا آج آپ کے ساتھ جو ہوا اسے بھول جاؤ اور اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کہاں تھیں تو آپ نے کہنا ہے کہ دوست کے گھر گئی تھی جس کی سالگرہ تھی باقی ہم دیکھ لیں گے ۔ "سالار نے اس کے پاس بیٹھتے اسے سمجھایا تو اس نے سمجھ کے سر ہلایا تو دونوں نے اس کے سر پہ پیار کیا ۔

****

ارمان نے چچی فرخندہ کو کال کر دی تھی کہ وہ پچھلے گیٹ کی طرف آئیں جس کو سنتی وہ اور ناز بیگم بھاگ کے ان کی طرف گئیں ۔

عیشاء کو دیکھتے وہ جلدی سے اس سے لپٹ گئی اور اس کا منہ ماتھا چومنے لگیں ۔

"میری بچی۔۔۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو۔" انہوں نے سینے سے لگاتے روتے کہا۔

"ارمان میری جان۔۔۔ میں کیسے تمہیں شکریہ کہوں۔" انہوں نے ارمان کو ماتھے پہ بوسہ لیتے اس کو گلے سے لگاتے کہا۔

"بس چچی آپ ماں کی جگہ ہیں اور عیشاء بہن ہے ہماری۔۔۔ آپ اس کو لے جائیں اور تیار کریں ورنہ باقیوں کو شک ہو جائے گا۔" ارمان نے ان کے ہاتھ عقیدت سے چومتے کہا تو وہ مشکور نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"سالار کہاں ہے؟ وہ بھی تمہارے ساتھ تھا ناں۔" انہوں نے سالار کی بابت پوچھا تو ارمان نے بتایا کہ وہ کمرے میں گیا کہ الگ الگ جائیں تاکہ ہمیں دیکھ کہ کوئی سوال نہ کرے۔

****

"ہدا کہاں ہو؟" گھر کے باہر پہنچتے سالار نے ہدا کو کال کی۔

"میں کلب میں اپنی فرینڈز کے ساتھ ہوں پارٹی میں۔" دوسری طرف سے جواب موصول ہونے پہ سالار کے ماتھے پہ بل آئے۔

"تم وہاں کیا کر رہی ہو؟" اب کی بار سالار نے سختی سے پوچھا۔

"کہا تو ہے کہ پارٹی ہے۔" اس نے بھی چڑ کے جواب دیا۔

"تمہیں تو دیکھتا ہوں ابھی۔۔۔۔ یہ جو پارٹی انجوائے کر رہی ہو ناں ابھی دو منٹ میں مجھے بھی اس میں شامل پاؤ گی پھر اس کے بعد شور اٹھے گا کہ دولہن کو کوئی بھگا کے لے گیا۔" سالار نے کہتے گھر کا لان کراس کیا اور اپنے کمرے میں گیا فریش ہونے۔

ہدا اور دریہ دونوں لان میں سجے سٹیج پہ بیٹھی تھیں اور عورتیں مسکرا کے ان کی رسم کر رہی تھیں جبکہ ازلان صاحب دریہ کو تنگ کرنے کا کام اچھے سے سر انجام دے رہے تھے۔ سالار نے اندر آتے ہدا کو دیکھ لیا تھا وہ بس اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا اسی لیے کال کی لیکن اتنے تھکن زدہ دن کے بعد اس کا الٹا جواب سن کے دماغ گھوم گیا۔۔ اندر آتے اسے شرارت سے مسکراتے دیکھ وہ بھی مسکرا دیا۔

ارمان اور عیشاء دونوں گھر کے پچھلے دروازے سے اندر جا چکے تھے۔

"ایویں غائب ہو جائے گی دولہن۔۔۔ زبردستی ہے کیا سب کے سامنے۔" ہدا نے نروٹھے پن سے کہا۔

"میری جان زبردستی کونسی؟ حق رکھتا ہوں بھگا کے بھی لے جاؤں تو کون روکے گا مجھے۔" سالار نے بھی حق جتاتے کہا تو ہدا نے مسکرا کے سر جھکا دیا۔

"بڑے آئے ۔ ۔ ۔ چلیں نکلیں ہم نہیں ڈرنے والے آپ کی ان دھمکیوں سے ۔ "ہدا نے گردن اکڑا کے کہا ۔

"یہ تو کل پتا چل ہی جائے گا ۔ "سالار نے معنی خیزی سے شرارت سے کہا تو ہدا اگڑبڑا گئی ۔

"شرم خرید لیں تھوڑی سی ۔ "اس نے آہستہ سے کہا کیونکہ جانتی تھی کہ شرم کرنے کا کہے گی تو الٹا جواب ہی ملے گا لیکن ۔

"تم کافی ہو شرمانے کے لیے ۔ "اس نے کہا تو ہدا نے کال کاٹ دی ۔

"چلو جی سالار اب تیاری پکڑو کل کی ۔ "سالار نے کہتے آخری نظر خود کو آئینے میں دیکھا ۔ وائٹ شلوار سوٹ پہلے وہ بہت جاذب نظر آ رہا تھا ۔

****

جب چچی فرخندہ اور ناز بیگم عیشاء کو اپنے ہمراہ لیے باہر لان میں آئیں تو کئی عورتوں نے اسے دیکھ کے باتیں کرنا شروع کر دی ۔

www.urdunovelsmania.com　اردو ناولز مینیا

"یہ لو آگئی اب۔۔۔ لائیں ہونگے اب اس کو ڈھونڈ کے جانے کس کے ساتھ بھاگی تھی۔" یہ وہاں موجود عورتوں کی آوازیں تھیں جو عیشاء کو دیکھ کہ شروع ہوگئی تھیں جبکہ فرخندہ چچی اپنی بیٹی کے لیے ایسے الفاظ سن کے جیسے ڈوب مری تھیں انہیں اب اُس زلت کا احساس ہوا تھا جو ناز بیگم نے سہی تھی۔

"کہاں تھی یہ سارا دن؟ کس کے ساتھ تھی؟ کہیں کچھ کر تو نہیں آئی؟" وہاں موجود خواتین کی تمسخز بھری آوازیں گونج رہی تھیں۔

"آپ سب کو شرم آنی چاہیے ایسی باتیں کرتے کسی کی زات کے بارے میں ابھی اس کے بھائی زندہ ہیں تو کسی میں اتنی ہمت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ہمارے ہی گھر میں کھڑے ہو کہ ہماری بہن کو ایسا کہیں۔۔۔ جب آپ کو اصل بات نہیں پتا تو برائے مہربانی اپنی اس زہر بھری زبان کو لگام دیں ورنہ مجھے اس زبان کو چپ کروانا بہت اچھے سے آتا۔۔۔ کسی کے کردار پہ انگلی اٹھانے سے بہتر آپ وہ باقی چار انگلیوں پہ غور کریں جو آپ ہی کی طرف اشارہ کرتیں ہیں، اور مجھے اب کہنے کی ضرورت تو بالکل بھی نہیں کہ آپ اپنی تشریف یہاں سے لے جائیں۔" سالار جو ابھی اپنے روم سے باہر آرہا تھا ان سب کی بکواس سن کے سرد لہجے میں گویا ہوا سب کی سٹی گم ہوگئی۔

****

"ہمیں ہمارے گھر والوں پہ پورہ بھروسہ ہے جو ہم کسی کی باتوں میں آ کے نہیں توڑتے تو بہتر یہی ہے کہ آپ سب یہ باتیں کسی اور کے سامنے جا کے کریں۔" سالار نے سفاکی سے سب کو دیکھتے کہا جبکہ بڑے سب سالار کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اور معاملہ سمجھے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر ماجرہ کیا ہے جو یہ ایسے بات کر رہا ہے۔

"اب میں اس ٹاپک پہ کچھ بھی نہیں سنوں گا تو آپ سب آرام سے فنکشن کو انجوائے کریں۔" سالار سنجیدگی سے کہتا دریہ کے پہلو میں جا بیٹھا اور ازلان کو اس کی گود سے لے کے خود کی گود میں بٹھا دیا۔

"کیا ہوا ہے کوئی ہمیں بھی بتائے گا۔" جب سب پھر سے مہندی میں مگن ہو گئے تو حسن صاحب نے ناز بیگم کے پاس جا کے پوچھا۔

"آپ نے سنا تو ہے ابھی کہ اس بارے میں بات نہ کی جائے تو بعد میں آپ کو پتا چل جائے گا۔" انہوں نے ہلکی آواز میں کہا تو حسن صاحب نے سمجھ کے سر ہلایا۔

ہلکا پھلکا فنکشن ختم ہوا تو سب مہمان جا چکے تھے اب بس گھر والے ہی تھے۔ فرخندہ چچی پورے فنکشن میں دوبارہ باہر نہیں آئی تھیں ان کی ہمت ہی نہیں تھی لوگوں کی باتیں سننے کی۔ سالار نے کہہ تو دیا تھا لیکن جو سرگوشیاں تھی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے کانوں میں کھسر پھسر کر رہے تھے ان سے کیسے بچتے وہ۔

"بھابھی مجھے معاف کر دیں، میں بہت شرمندہ ہوں میں اندھی ہو گئی تھی جو اپنی بیٹی کو نظر انداز کر دیا اور آپ کی بیٹی کے بارے میں ایسا کہا جس کا اس میں کوئی قصور نہ تھا۔" جب سب اندر لاؤنج میں داخل ہوئی تو چچی ان کے آگے ہاتھ جوڑ کے کھڑی ہو گئیں اور گڑگڑا کے معافی مانگنے لگیں۔

"بس کر دو فرخندہ ایسا کچھ نہیں ہوا، دیکھو وہ خوش ہے اپنی زندگی میں۔" انہوں نے اسے روکنا چاہا تو مسلسل ان کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

"نہیں بھابھی میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ مجھے آج کیسا لگا جب میری معصوم بچی کو سب موضوع بنا کے باتیں کر رہے تھے اس کے کردار پہ انگلیاں اٹھا رہے تھے۔ ایک ماں کے لیے یہ سب سننا برداشت کرنا بہت تکلیف دہ ہوتا جب بیٹی قصوروار ہی نہ ہو مجھے آج اس سب کا احساس ہوا ہے، میں نے دریہ کے ساتھ بہت برا کیا اسی لیے وہ آج اس حال میں ہے۔۔۔ اگر میں ایسا کچھ نہ کرتی یہ جانتے ہوئے بھی کہ ارمان شروع سے ہی اسے پسند کرتا تو آج دریہ اپنے گھر خوشی خوشی رہ رہی ہوتی اور اس کے بیٹے کو اس کا باپ تو ملتا۔۔۔ مجھے معاف کر دو دریہ تمہاری بد دعا لگ گئی مجھے جو آج میری بیٹی اسی ذلت کو سہہ رہی ہے۔" انہوں نے روتے دریہ کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا تو دریہ کو سمجھ نہ آئی بات۔

"آپ یہ سب کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ میں کیوں آپ کو بد دعا دوں گی یہ سب میری نصیب میں تھا جو ہو گیا میں نے ہمیشہ آپ کو اپنی ماں کے روپ میں دیکھا ہے میرے دل میں آپ کے لیے کوئی بری سوچ

نہیں ہے مجھے نہیں پتا کہ آج کیا ہوا ہے لیکن اللہ نہ کرے کہ جو میرے ساتھ ہوا وہ کسی اور کے ساتھ ایسا ہو۔۔۔ رہی میرے خوش ہونے کی بات تو میں بہت خوش ہوں اور میرا بیٹا۔۔۔ اس کا باپ وہی ہے جو اسے بیٹا مانتا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ ان کے علاوہ کوئی بھی میرے بیٹے کو اپنا کہے کیونکہ جو پیار یہ میرے بیٹے کو یہ دیتے ہیں وہ شاید اس کا سگا باپ بھی نہ دیتا۔" دریہ نے نم آنکھوں سے ارمان کو دیکھتے کہا جو اسی کو دیکھ کہ مسکرا رہا تھا۔

"میری بیوی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے آپ کو اپنے کیے کا احساس ہو گیا یہی بہت بڑی چیز ہے اور اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ عیشاء ہمارے درمیان محفوظ کھڑی ہے کیونکہ ابھی اس کے بھائی موجود ہیں۔" ارمان نے دریہ کو اپنے حصار میں لیا پھر مان بھری نظروں سے عیشاء کو دیکھتے کہا جو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

"اللہ تم سب سے خوش ہو جنھوں نے میرے اتنی بڑی غلطی پہ مجھے معاف کر دیا آپ لوگ اللہ سے دعا کیجیئے گا کہ وہ (اللہ) بھی مجھے معاف کر دے۔" چچی نے مشکور نظروں سے سب کو دیکھ کہ کہا۔

"اللہ سے سچے دل سے توبہ کرو گی تو وہ معاف کر دے گا بے شک وہ بہت رحیم ہے۔" شائستہ بیگم نے چچی کے پاس جا کے پیار سے گلے لگاتے کہا تو سب مسکرا دیے۔

"چلیں اب سب سونے کی تیاری کریں کل میری بارات ہے اپنے اپنے کمروں میں جائیں سبھی اور ۔۔۔۔ ہدا وہ مجھے کافی دے جانا ایک کپ اور تمہاری ایک چیز میرے روم میں ہے شاید دوپٹہ وہ لے جانا۔" سالار نے سنجیدگی سے ہدا کو دیکھ کہ کہا جبکہ باقی سب سالار کی چالاکی سمجھ کے ہلکا سا ہنس دئیے۔ دوپٹے کا بھی اسی لیے کہا کہ انکار کی وجہ نہ رہ سکے۔

"چلو جلدی سے اسے کافی دے آؤ ورنہ وہ اضافی ہو جائے گا۔" دریہ نے شرارت سے کہا اور ارمان کی جانب گھومی کہ وہ ازلان کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

"لائیں اس کے دودھ کا ٹائم ہو گیا ہے میں اسے لے کے روم میں جاؤں۔" دریہ نے اپنے بازو کھولتے کہا تو صوفے پہ بیٹھے ارمان نے ایک نظر دریہ کو دیکھا پھر اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"لائیں بھی۔" اب کی بار دریہ نے ارمان کو ایسے ہی مگن دیکھے زرا زور دے کے کہا۔
"اس کو ابھی بھوک نہیں لگی ہوئی وہ کھیل رہا ہے۔" ارمان نے اپنے ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا جو ازلان اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھا تو کبھی ان کو اپنے منہ میں ڈالتا تھا۔

"مجھے پتا ہے ناں یہ اس کی ٹائمنگ ہے ورنہ پھر رات کو مجھے تنگ کرتا ہے یہ۔" دریہ نے جھنجھلا کے کہا۔

"یہ رات کو میرے پاس سوئے گا تم ریلیکس ہو جاؤ اور جا کے نیند پوری کرو۔" ارمان نے کھڑے ہوتے کہا اور پاس پڑا ازلان کا کمبل اٹھایا اس میں ازلان کو اچھے سے لپیٹا اور اپنی گود میں اٹھایا۔

"پھر جب یہ روئے تو اسے میرے پاس مت لائیے گا۔" دریہ نے وارن کرتے کہا اور ایک بار اچھے سے اپنے بیٹے کو پیار کیا۔

"بس کر دو میرے لیے بھی تھوڑا بچا کے رکھ لو۔" جب دریہ کو کافی دیر ازلان کے ساتھ بزی دیکھا تو ارمان نے ٹوکا جس پہ وہ بوکھلا کے ازلان سے دور ہوئی۔

"وہ بچہ ہے۔۔۔ آپ بچے تھوڑی ہیں۔" دریہ نے ہلکی آواز میں کہا اور بغیر اس کا جواب سنے کمرے میں آگئی۔

****

بچوں کے جانے کے بعد بڑے سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، گھر کا ماحول ایک بار پھر سے خوشگوار ہو گیا تھا۔۔۔ چچی فرخندہ کو اپنے کیے پہ بہت پچھتاوا تھا۔

انسان کرتے وقت بالکل بھی اپنے آنے والے کل کو نہیں سوچتا لیکن جب وہ وقت اسے پہ آتا ہے تو پچھتاووں میں گھیر لیا جاتا ہے اور اپنے کیے کا احساس ہوتا ہے۔۔۔ یہی حال تھا چچی کا بھی، دریہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ان کو کچھ نہ ہوا لیکن جب بات اپنی بیٹی پہ آئی تو رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

لیکن دریہ نے کبھی بھی ان کو قصوروار نہیں ٹھہرایا تھا وہ سب اپنے قسمت کا لکھا سمجھتی تھی۔۔۔ اور اس نے اسے سنوارنا بھی چاہا اپنے پہلے شوہر سے بات کر کے لیکن جب اگلے کے دل میں ہی چور ہو تو بات کہاں سنبھلتی ہے الٹا بات بگاڑ دی جاتی ہے۔ لیکن دریہ تب بھی مخلص تھی اپنے رشتے کے ساتھ اور آج بھی مخلص رہی بس فرق یہ تھا کہ نادانی کی محبت اب پروان چڑھ گئی تھی جو وہ اپنے "مان" سے کرنے لگی تھی۔

دریہ کے گھر والوں نے جلد بازی میں دوسروں کی باتوں کے ڈر سے اپنی بیٹی کی شادی تو کر دی لیکن بعد میں وہ بھی اپنے اس فیصلے پہ پچھتائے کیونکہ حامد اس کا بس نام کا ہی شوہر تھا، اس نے کبھی بھی دریہ کو اہمیت نہیں دی تھی۔۔۔ شادی ہو گئی کام ختم یہ حساب تھا اس کا۔ لیکن اب دریہ کی زندگی خوشیوں کی منتظر تھی جو دستک دینے آنے والی تھیں۔

****

"آپ کی کافی۔" سالار ابھی اپنے کپڑے تبدیل کرتا ڈریسنگ روم سے نکلا ہی تھا جب اپنی وائفی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"دروازہ بند کردو وائفی۔ "اس نے شرٹ کے بٹن بند کرتے کہا تو ہدا نے الجھ کے ایک پل کو سالار کو دیکھا پھر ڈھرکتے دل کے ساتھ دروازہ بند کرتے مڑی اور اس کے کہنے سے پہلے ہی صوفے پہ جا کے بیٹھ گئی۔

نارنجی کلر کی کرتی کے ساتھ ہلکا سبز اور نارنجی رنگ کے امتزاج کا لہنگا پہن رکھا تھا، بال کھلے پیچھے پشت پہ بکھرے تھے اور دوپٹے کو سیٹ کیا تھا۔

"شرط تو پوری کردی تھی لیکن میں آیا ہی نہیں تھا تو سوچا فرصت سے تمہیں یہاں اپنے پاس، اپنے قریب سے دیکھ لوں۔ "سالار چلتا اس کے پاس آیا اور ہاتھ بڑھا کے اسے کھڑا کرتے اپنے حصار میں لیا۔

"یہ میری غلطی نہیں تھی۔۔۔ میں نے شرط پوری کردی تھی اب جانے دیں۔ "اس کی نظروں سے گھبراتی وہ ہلکی آواز میں گویا ہوئی تو سالار نے مدھم سا مسکرایا۔

سالار نے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اس کے آنے پہ گھونگھٹ نہیں کرے گی تو ایسا ہی ہوا ہدا نے اج گھونگھٹ کرنے سے منع کردیا۔۔

"وہ اُس وقت کی بات تھی کہ تب تمہیں چھوڑوں گا، ابھی کے لیے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی تو ۔۔۔۔ "یہ کہہ کے سالار جھکنے لگا تو ہدا نے بوکھلا کے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کیا۔

"کیا ہوگیا ہے آپ کو۔" ہدا نے ڈھرکتے دل کے ساتھ کہا۔

"تم سے عشق ہوگیا ہے۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا۔ آج پہلی بار سالار نے اپنی چاہت کا اظہار کیا تھا ورنہ اس کی محبت کو کبھی الفاظ کی ضرورت نہ پڑی تھی اس کا انداز ہی ہدا کو بہت کچھ باور کروا جاتا کہ وہ بس اسی کی ہے اول روز سے ہی۔

"سالار حسن تم سے عشق کرنے لگا، تم سانسوں میں بس گئی ہو روح کا سکون بن گئی ہو۔" اس کے رخسار پہ لب رکھتے کہا تو ہدا کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"آج خیر ہے کافی رومانٹک ہوا جارہا ہے۔" ہدا نے حیرت کا اظہار کرتے کہا۔

"بس ایسے ہی۔۔۔۔" وہ ایک پل کو رکا تو ہدا نے اس کے سینے پہ سر رکھا۔

"سوچا کل کے لیے ٹائم بچا لوں آج تعریفیں کرکے۔" پھر شرارت بھری سرگوشی سنائی دی تو ہدا نے ناسمجھی سے سر اٹھا کے دیکھا پھر مطلب سمجھ آنے پہ جھٹکے سے دور ہونا چاہا لیکن سالار نے کہاں ایسا ہونے دینا تھا۔

"ارے بیگم کہاں۔۔۔ابھی تو ساری رات باقی ہے۔" سالار نے پھر شرارت سے کہا ہدا کا دیکھنا محال ہو گیا۔

"آپ میں زرا شرم نہیں رہی سالار، ہاتھ چھوڑیں باہر جانا ہے میں نے۔" ہدا نے شرم وحیا سے سرخ پڑتے کہا۔

"اس کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں لیکن اب بھی دے دیتا ہوں۔۔تم کافی ہو شرم کرنے کے لیے۔" اس کو دوبارہ سے کھینچ کے پیچھے سے حصار میں لیتے کہا اور اس کی گردن پی لب رکھے۔

"سالار جانے دیں سب باہر ہی موجود ہیں ویسے بھی کل آ رہی ہوں ناں میں تو ابھی جانے دیں۔" ہدا نے ہارمانتے منت کرتے کہا۔

"یہ تو تمہاری غلطی ہے کہ تم اس وقت میرے روم میں کیوں آئی جب پتا ہے کہ اندر رومانٹک شوہر بیٹھا انتظار کر رہا ہے، ظاہر سی بات ہے مجھے تو موقع چاہیے تھا اور وہ تم نے بہت آسانی سے دے دیا اب ایسے تو نہیں جانے دے سکتا میں۔" اپنی ہنسی سے قابو پاتے بھرپور ڈرانے والے انداز میں کہا تو ہدا کے چودہ طبق روشن ہوئے۔۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں سالار۔۔۔دیکھیں کل ہماری رخصتی ہے ناں تو میں آجاؤں گی ابھی آپ ایسی باتیں تو نہ کریں۔" ہدا روہانسی انداز میں کہنے لگی تو سالار کا ہنسی ضبط کرنے پہ برا حال ہو گیا۔

اگر وہ سالار کے چہرے کی طرف دیکھ لیتی تو اس طرح بالکل بھی ری ایکٹ نہ کرتی الٹا اسے مارنے کو دوڑتی جو آج اپنی باتوں سے اس کی جان لینے کے درپہ تھا۔

"تو کیسی باتیں کروں تم ہی بتا دو۔" سالار نے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہلکے انداز میں کہا جس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کرلی تھیں۔

"مجھے بس جانے دیں۔" اب سالار کو لگا کہ کچھ کہے گا تو وہ رو دے گی۔۔۔ اور اپنا ضبط کھو کے دل کھول کے قہقہہ لگایا۔

"حد ہے یار ایسے بھی کوئی کرتا ہے شوہر ہوں میں تمہارا۔۔۔" سالار نے اسے سینے سے لگاتے ہنستے کہا۔

"آپ بھی تو ایسی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ بہت برے ہیں آپ زرا خیال نہیں میرا۔" ہدا نے ایک مکہ اس کے سینے پہ مارتے کہا۔

"بہت خیال کرتا ہوں یار اب ایسا تو نہ کہو، چلو جا کے آرام کرو صبح بھی تم کافی تھک جاؤ گی بیٹھ کے" سر پہ لب رکھتے کہا تو ہدا مسکرا دی۔

****

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

آج کا دن سب کے لیے بہت کچھ لانے والا تھا سب تیار سے ہال میں جمع تھے ۔۔ دونوں دولہنیں بھی تیار برائیڈل روم میں بیٹھیں تھیں ۔

دریہ کو پہلی شادی سے زیادہ اب روپ آیا تھا دونوں ایک سے بڑھ کے ایک لگ رہی تھیں ۔ سرخ کام دار لہنگوں پہ سرخ ہی دوپٹے ۔ ناک میں گول باریک تار والی نتھ پہنی تھی ۔ جب سے دریہ واپس آئی تھی تو ہدا نے واپس سے اس کی ناک میں نوز پن ڈال دی تھی تاکہ وہ بند نہ ہو جائے ۔۔

ازلان بھی دریہ کی گود میں تھا لیکن وہ مسلسل تنگ کر رہا تھا کہ کوئی اسے اٹھائے اور باہر لے کے جائے ۔ یہ عادت ارمان سے ہی لگی تھی کہ جب بھی وہ آتا اس کو لے کے باہر نکل پڑتا اب ازلان کی عادت ہو گئی تھی باہر جانے کی ۔

"ازلان کیوں اس طرح ماما کو تنگ کر رہے ہو بے بی ۔" دریہ نے جھنجھلا کے کہا تو ہدا ہنس دی ۔

"زیادہ ہنسو نہیں جب اپنے پانچ چھے ہونگے تب لگے گا پتا ۔" دریہ نے آنکھیں دکھاتے کہا ۔

"ارے لڑکی کچھ خیال کروا اپنے دولہن ہونے کا اس طرح بے شرموں کی طرح باتیں نہیں کرتے ۔" ہدا نے دادی اماں بن کے کہا تو خود ہی ہنس دی ۔

"ازلان ۔۔۔ آؤ بابا کے پاس چلیں ۔" اس کو بہلانے کے لیے گود میں اٹھاتی ٹہلنے لگی ۔

"بے بی سے زیادہ تو ماما کو جلدی ہے بے بی کے بابا کے پاس جانے کی۔" ہدا نے پھر شرارت سے کہا تو دریہ نے رک کے گھور کے اسے دیکھا جو خود کل مرنے کو تھی اور آج اسے تنگ کر رہی تھی۔

تبھی کچھ لڑکیاں ان کے روم میں آئیں کہ بارات آگئی ہے آجائیں تو وہ دونوں ان کے ہمراہ سٹیج کی جانب چل دیں جہاں دونوں شہزادوں کی آن بان لیے انہیں کا انتظار کر رہے تھے۔
جب وہ سٹیج پہ پہنچیں تو سالار نے ہدا کو پکڑ کے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا جبکہ ارمان نے پہلے ازلان کو گود میں لیا پھر دریہ کا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ بٹھایا۔
کچھ دیر بعد سحر تیار سی ان کی جانب آئی دودھ پلائی کی رسم کرنے اور کافی لڑائی کے بعد اپنا مطالبہ پورہ کر کے واپس جانے کے لیے مڑی تو کسی سے ٹکرا گئی اس سے پہلے کہ وہ گرتی ٹکرانے والے نے بروقت اس کو بازو سے تھاما ورنہ سحر بی بی کا اللہ ہی حافظ ہو جانا تھا۔

"تم۔۔۔ تم وہی ہوناں، نظر نہیں آتا کہ کوئی آرہا ہے تو دیکھ کے چل لیں۔" پہچان میں آنے کے بعد سحر تمیز سائڈ پہ رکھ کے اس پہ چڑھ دوڑی۔
"دیکھیں مس۔۔۔ میری غلطی ہے ایم سوری لیکن آپ اس طرح سے بات نہ کریں۔" اس نے صلح کرتے کہا۔

"ارے میں کس طرح بات نہ کروں ۔۔۔ بات آپ بڑھا رہے ہیں اور الٹا مجھے سنا رہے ہیں ۔" سحر لڑاکا عورتوں کی طرح اس کے آگے کھڑی ہو کے بولی ۔

"ینگ مین کیا سب اوکے ہے ۔"پیچھے سے آتی مشفقانہ آواز پہ سحر نے دیکھا تو زرا تمیز جو سائیڈ پہ رکھی تھی واپس سے اپنے پاس رکھ لی ۔

"جی بابا سب ٹھیک ہے وہ بس ان سے ہلکی سی بات چیت ہو رہی تھی ۔" صائم نے مسکرا کے اپنے والد اور ان کے ساتھ حسن صاحب کو دیکھتے کہا ۔

"اس سے ملو یہ ہماری بچیوں کی بہت اچھی دوست اور ہماری بیٹی سحر ۔" حسن صاحب نے سحر کا تعارف کروایا تو وہ احتراماً ان کے آگے پیار لینے کو جھکی ۔

"کیسے ہیں آپ انکل بہت اچھا لگا آپ سے مل کر ۔" سحر دھیمے لہجے میں گویا ہوئی تو صائم نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا جو دو منٹ پہلے ایک گوارن لگ رہی تھی اسے ۔

"بھئی ہمیں بھی تم بہت اچھی لگی ہو ۔" انھوں نے صائم کو ایک نظر دیکھتے کہا جو مسلسل سحر کو دیکھ رہا تھا ۔

"کیوں برخودار ٹھیک کہا ناں ۔" صائم کے والد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا تو وہ ہوش کی دنیا میں قدم واپس لایا اور اپنی جھینپ مٹانے کو جلدی سے بول اٹھا ۔

"جی جی ایسا ہی ہے۔" اس نے جلدی سے کہا اور معذرت کر کے وہاں سے چلا گیا تو سحر بھی کسی کام کا کہہ کے غائب ہو گئی۔

"بس مجھے یہ اپنے بیٹے کے لیے چاہیے ان کے والدین سے بات کرواؤ میری یار۔" صائم کے والد نے خوش ہوتے کہا تو حسن صاحب نے ان کو سحر کے والدین سے ملوایا اور ان کے بیٹے کا پروپوزل بھی پیش کیا جس جو انہوں نے بغیر دیر کیے قبول کر لیا۔

****

دریہ مسکراتی ارمان کے پہلو میں بیٹھی دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو آپس میں جانے کونسی زبان میں بات کر رہے تھے۔

تبھی دریہ کی غیر ارادی نظر ہال کے دروازے کی جانب گئی تو اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور بے اختیار ہی اس نے اپنا ہاتھ ارمان کے بازو پہ رکھا تو ارمان نے چونک کے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جس کی وجہ سے وہ خوف کھا رہی تھی۔

"ریلیکس درے!" ارمان نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تو دریہ نفی میں سر ہلانے لگی جبکہ آنسو بھی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"میرا۔۔۔ میرا بیٹا۔" اس کے ہونٹ سرگوشی کرنے کے انداز میں ملے۔

****

دریہ کی سرگوشی اتنی ضرور تھی کہ ارمان بھانپ گیا کہ اس کو کس چیز سے خطرہ ہے تبھی اپنے ہونے کا احساس دلانے کے لیے اس کے گرد بازو پھیلائے جس پہ دریہ نے مڑ کے بھیگی پلکوں سے ارمان کو دیکھا تو اس نے اسے اشارے سے تسلی دی۔

"کچھ نہیں ہوتا سب ٹھیک ہے۔" ارمان نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ میرے بچے کو لے جائیں گے۔۔۔ میں کہی نہیں جانے دوں گی اپنے بچے کو ان کو کہیں کہ یہاں سے چلے جائیں۔" دریہ نے باقاعدہ روتے کہا تو سالار بھی دریہ کے پاس آگیا۔

وہ بھی حامد کو دیکھ چکا تھا گیٹ سے اندر آتے۔

حامد چلتا سن کے پاس آکے رکا تو دریہ نے جلدی سے ارمان سے ازلان کو لیتے خود میں چھپایا جبکہ مشی جو ساتھ ہی حامد کے آئی تھی اپنے سامنے موجود اس چھوٹی سی پیاری لڑکی کو دیکھ کہ حیران تھی کہ اس میں کیا کمی رہ گئی جو حامد نے بلاوجہ اس کو چھوڑا پھر خود پہ بھی غصہ آیا کہ وہ کیوں اس کی زندگی میں شامل ہوئی اگر وہ نہ ہوتی تو یہ سب ڈرامے نہ ہوتے۔

www.urdunovelsmania.com

"دریہ مجھے تم سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔" حامد نے بغیر کوئی لگی لپٹی کے بات کا آغاز کیا جبکہ دریہ کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ابھی گر جاتی اگر ارمان کا سہارہ نہ ہوتا تو وہ اب تک گر چکی ہوتی۔

"میں نہیں دوں گی اپنا بیٹا۔ یہ صرف میرا ہے انہیں کہیں یہاں سے چلے جائیں میں نہیں جانتی ان کو۔۔۔ میں واقعی نہیں جانتی ان کو۔" اب وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی کہہ رہی تھی جیسے ارمان کو یقین دلانا چاہتی ہو۔

"درے ریلیکس میں پاس ہی ہوں تمہارے اور ایک بار بات تو سن لو اس کی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔" ارمان نے اس کو ریلیکس کرتے کہا اور اس کی توجہ حامد کی طرف کروائی جو نادم سا دریہ کو ہی دیکھ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے کیا ہو گیا اور وہ اسے کیا سمجھ رہی تھی غلطی بھی تو ساری اسی کی ہی تھی جو اس نے دریہ کو توجہ نہ دی اور اس پہ جھوٹا الزام لگا کہ طلاق دے دی صرف پیچھا چھڑوانے کے لیے اور اب اِس وقت یہاں آیا جب وہ نئی زندگی کی شروعات کرنے والی تھی تو دریہ کا خوف کھانا بنتا تھا۔

"میں کیسے ریلیکس ہوں آپ دیکھ نہیں رہے وہ میرے بیٹے کو یہاں سے لے جانے آئے ہیں۔۔۔ میں کبھی بھی نہیں دوں گی۔" ہال میں موجود تقریباً سبھی لوگ ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے اور بڑی دلچسپی سے ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"درے میری جان ایک منٹ آپ چپ کریں، ہاں بولو حامد ہم سن رہے ہیں۔" سالار نے پاس آتے دریہ کو اپنے ساتھ لگاتے حامد کو مخاطب کرتے کہا۔

"مجھے معاف کر دو میری وجہ سے یہ سب ہوا، میں اپنے بیٹے کو یہاں سے۔۔۔۔" حامد نے جب بولنا شروع کیا تو دریہ نے چیخ کے اسے ٹوکا۔

"میرا بیٹا ہے وہ۔۔۔ بس میرا۔" ازلان کو ہدا نے پکڑ لیا تھا دریہ کی طبیعت بگڑنے کی وجہ سے دریہ اس کے پاس پہنچی اور ازلان کو اپنی آغوش میں لیتی روتے ہوئے چلائی۔

"ہاں ہاں تمہارا بیٹا۔۔۔ میں اسے لینے نہیں آیا میں تو بس اسے دیکھنا چاہتا تھا اور تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔۔ میں اپنے کیے پہ بہت شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دو۔" حامد نے آرام سے کہنا چاہا جبکہ سب خاموش تھے۔ بڑے بھی یہ سب تماشا خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔

"معافی! کیوں کیا یہ سب اتنا آسان ہے؟ آپ نے میری زندگی چھین لی مجھ سے اور اب معافی مانگ رہے ہیں۔ لوگ مجھے بدکردار کہنے لگے تھے جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ میں بس ابھی تین ماہ کی نئی دولہن تھی جو طلاق لے کے اپنے والدین کی دہلیز پہ بیٹھ گئی۔ آپ کے یہ الفاظ کیا تلافی کر پائیں گے۔ مجھے میرے ہی گھر والوں کی نظروں میں گرا دیا تھا آپ نے۔ میری پیٹھ پیچھے باتیں کرنے لگے کہ جانے کیا خرابی تھی مجھ میں جو مجھے تین ماہ میں طلاق دے دی گئی۔" سالار سے علیحدہ ہو کے وہ حامد کے سامنے

آئی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہنے لگی جبکہ اس کی آخری بات پہ سب نے تڑپ کے اسے دیکھا۔

"میرے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ مجھے اپنے بیٹے سے ملنے کی اجازت دے دو۔" حامد نے التجا کی تو دریہ پھیکا سا ہنس دی۔

"دریہ میں مانتی ہوں کہ انہوں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ اور قصور میرا بھی تھا کہ میں نے ان سے شادی کرنے کا کہا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ شادی شدہ ہیں لیکن ہمیں اس سب کی سزا بھی مل رہی ہے اور جانے کب وہ آزمائش ختم کرے گا اللہ۔ حامد کافی دنوں سے بہت ڈسٹرب ہیں انہیں جب سے پتا چلا کہ ان کا ایک بیٹا بھی ہے تو وہ اپنی پچھلی تمام تمہارے ساتھ کی گئی زیادتیوں کو لے کہ بہت نادم ہیں۔۔۔ ان کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ہوں پلیز تم ہمیں معاف کر دو کیا پتا تمہارے معاف کرنے سے ہماری سزا قلیل ہو جائے اور اللہ بھی ہم پہ رحم کی بارش کر دیں، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز تم معاف کر دو۔"
حامد کے چپ ہونے پہ مشی نے اپنی بات کہی اور اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی ہو گئی۔

جب سے مشی نے حامد کو بتایا کہ اس نے دریہ کے ساتھ کتنی زیادتی کر دی ہے تب سے حامد بہت بے چین رہتا تھا اسے اپنے کیے کا احساس ہوا تھا اور وہ زور شرمندہ اور جھکے سر کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں

داخل ہوتا اور ان سے فریاد کرتا تھا لیکن دل کو تسلی کہاں ہونی تھی جب تک وہ دریہ سے معافی نہ مانگ لیتا اپنے کیے کی۔

"میں آپ کو نہیں جانتی اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ حامد آپ سے پہلے سے ہی پیار کرتے ہیں ورنہ میں کبھی بھی ان کی زندگی میں شامل نہ ہوتی اور معافی! میں کون ہوتی ہوں معاف کرنے یا نہ کرنے والی اصل توبہ تو اللہ کے آگے جھک کے کی جاتی ہے۔۔ میرے دل میں کبھی کسی نفرت نے اپنا گھر نہیں بنایا اور نہ ہی اب ایسا ہے میں نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا لیکن میرے ساتھ برا ہوا اور شاید اسی میں کوئی بہتری تھی۔" دریہ نے کہتے ایک نظر ارمان کو دیکھا۔

"میں ہر چیز بھلا سکتی ہوں لیکن اپنے کردار پہ لگا الزام نہیں۔۔۔۔" آنکھوں سے آنسوں رواں تھے اسے لگا جیسے سب کچھ واپس سے وہی وقت دہرایا جا رہا تھا۔ آنکھوں سے آگے وہی منظر گھوم رہے تھے جب حامد نے اسے بدکردار کہہ کے گھر سے نکالا تھا۔

"دریہ میں تم سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے معاف کردو، مجھے کسی طرح سے بھی سکون میسر نہیں۔۔۔ میں جب اللہ سے اپنے لیے اولاد کی دعا کرنے لگتا ہوں تو ہمت نہیں ہوتی کہ کس منہ سے مانگوں اللہ سے جبکہ میں نے خود کی اولاد کو قبول کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ مجھے معاف کردو اور اس سے ملنے کی

اجازت دے دو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج اس سے ملنے کے بعد دوبارہ کبھی نہیں اسرار کروں گا۔ بس ایک بار کہہ دو کہ مجھے معاف کر دیا تم نے۔" حامد نے آنکھوں میں نمی لیے التجاء کی۔

وہاں موجود سبھی لوگ سب دریہ کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ کیا کہے گی جبکہ ارمان مسکرا رہا تھا جیسے وہ جانتا ہو کہ دریہ آگے کیا کہے گی۔

"اگر میرے معاف کرنے سے آپ کو سکون ملتا ہے تو ٹھیک میں نے معاف کیا کیونکہ میں کسی کی بد دعا کا شکار نہیں ہونا چاہتی اور نہ ہی میں اپنے دل میں کسی کے لیے بغض رکھنا چاہتی ہوں، اللہ آپ دونوں کو خوش رکھے اور نیک اولاد سے نوازے، جہاں تک رہی بیٹے سے ملنے کی بات تو آپ اس سے مل سکتے ہیں لیکن میں نہیں چاہتی کہ اسے پتا چلے کہ اس کا آپ سے کوئی خونی رشتہ ہے۔" دریہ نے اپنے آنسوں صاف کرتے سسکتے کہا یہ تو اس کا دل جانتا تھا کہ وہ کیسے یہ سب کہہ رہی تھی لیکن یہ بات بھی سچ تھی اس نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تھا اور نہ ہی وہ اب چاہتی تھی۔۔۔ بس اپنا برا وقت وہ کیسے اتنی آسانی سے بھول جاتی اس کے لیے اسے وقت کی ضرورت تھی۔

"میں بہت شکر گزار ہوں تمہاری کہ تم نے ہمیں معاف کر دیا اللہ تمہاری آگے کی زندگی خوشیوں سے بھر دے۔" مشی دریہ کے گلے لگتی ہوئی بولی تو دریہ ہلکا سا مسکرا دی جبکہ باقی سب کی آنکھیں بھی اشک بار تھی۔

"میں جانتا تھا کہ میری درے بہت بہادر ہے۔" ارمان نے اس کے قریب جاتے ماتھے پہ لب رکھتے کہا تو وہاں موجود تمام لوگ مسکرا دیے۔

تھوڑی دیر حامد اور مشی وہاں رکے اور ازلان کے ساتھ کھیلتے رہے لیکن جو بچہ ماں سے زیادہ باپ کا چیلا تھا وہ کہاں دوسروں کے پاس بھی ٹکتا اسی لیے رونا شروع کر دیا۔ ازلان کو ڈھیر سارا پیار کرتے وہ دونوں وہاں سے سب کے مشکور ہوتے چلے گئے۔

لیکن ان کے جانے کے بعد درِیہ کچھ نہ بولی بس چپ سی سب دیکھ رہی تھی جبکہ باقی سب اب بہت خوش تھے کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے اور ان کی زندگیاں اب رنگ بکھیریں گی۔

****

"کیا خیال ہے بھاگ جائیں؟" ہدا گمن سی بیٹھی ازلان کو دیکھ رہی تھی جب اپنے بہت نزدیک سے سرگوشی سنائی دی۔

"جی؟" اس نے نا سمجھی سے اپنے دوپٹے کا پلو ٹھیک کیا، سالار کی طرف مڑی اور پوچھنے لگی۔

"بھاگیں یہاں سے۔" اس نے پھر سرگوشی کی اور ہلکا سا آگے ہو کے اس کی کان کی لو کو چوم لیا جس سے ہدا بے اختیار پیچھے ہٹی تھوڑا سا۔

"ہم کیوں بھاگیں گے۔۔۔ آپ بھاگ جائیں اکیلے۔" ہدا اس کی نظروں سے کنفیوز ہونے لگی تھی تو اپنا رُخ دوسری طرف کیا اور ہلکی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے دھیان سے گھر جانا اوکے۔" سالار سکون سے کہتا اٹھا تو ہدا جو جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی جس پہ سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے؟" ناز بیگم ان کے پاس آئیں اور پریشانی سے پوچھا۔

"جی ماما ہدا کہہ رہی تھی کہ ٹائم بہت ہوگیا اب گھر چلتے ہیں تو بس اسی لیے جانے کے لیے اٹھے۔" سالار نے آرام سے کہہ کے ہدا کو بے آرام کیا۔

"بیٹے تھک گئی ہو تو مجھے بتا دینا تھا۔" ناز بیگم نے پیار سے کہتے اسے اپنے ساتھ لگایا جبکہ دل ہی دل میں سالار کو مختلف القابات سے نوازنے لگی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا بڑی ماں یہ اپنی طرف سے لگے ہیں۔" ہدا نے سالار کو گھورتے کہا تو وہ ڈھیٹوں کی طرح دانت نکالنے لگا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا چلو رخصتی کا ویسے بھی ٹائم ہوگیا اکٹھے نکلے گیں۔" انہوں نے ازلان کو گود میں لیتے کہا جبکہ دریہ بھی خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی یہ خاموشی ارمان اچھے سے نوٹ کر رہا تھا لیکن وجہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"یہ میری بیوی نہیں ہے۔" رخصتی کے وقت سالار اچانک سے چلا اٹھا۔ حسن صاحب تو اپنے بیٹے کی حرکات کو ملاحظہ کر رہے تھے جو جانے آج کونسی روح اپنے اندر ڈال آیا تھا۔

"سالار پاگل ہو گیا یہ ہدا ہے اور چپ کر کے بیٹھو گاڑی میں۔"

ناز بیگم نے سختی سے کہا۔

"ارے جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میری بیوی نہیں تو کیوں مان نہیں رہے میری بات۔" سالار نے صدمے سے کہا جبکہ سب سے بڑا صدمہ تو ہدا کو ملا تھا جو اپنے محبوب شوہر کو کسی اور کے خیالوں میں ڈوبے دیکھ رہی تھی۔

پھر حسن صاحب نے سختی دکھائی تو سالار چپ ہوا تھا۔

"آپ نے ایسا کیوں کہا کہ میں آپ کی بیوی نہیں۔" ہدا نے ہمت باندھتے پوچھ ہی لیا جبکہ آنکھوں سے آنسوں نکلنے کو بے تاب تھے۔

"یار جس طرح تم نے اپنا حشر خراب کیا ہے نا بچے تو کیا میں بھی ڈر گیا تھا۔ زرا دیکھو خود کو ایک بار۔" سالار نے سنجیدگی لیے کہا تو ہدا کو واقعی پریشانی لاحق ہو گئی کہ شادی والے دن ہی اپنا حشر بگاڑ نا تھا کیا رونے سے۔

"کیا زیادہ خراب ہو گیا میک اپ۔" اس نے معصومیت لیے کہا تو سالار کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔

"بہت زیادہ۔" سالار نے افسوس کرتے ہاں میں سر ہلایا۔

"ایم سوری وہ بس سب سے ملتے رونا آگیا تھا۔" اس نے شرمندہ ہوتے سر جھکا لیا۔

"خیر کیا کِیا جا سکتا ہے اب جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔ کوئی بات نہیں میں اسی سے گزارہ کر لوں گا۔" سالار نے احسان کرنے والے انداز میں کہا تو ہدا مزید شرمندہ ہوئی کہ سارا میک اپ خراب ہو گیا اور سالار کا موڈ بھی۔

ہدا تو اب پریشانی سے کچھ بولی بھی نہ جبکہ سالار کا آج شاید فل موڈ تھا اسے تنگ کرنے کا تبھی اس بے چاری کو ٹینشن میں ڈال دیا۔

****

دریہ کو جب گاڑی میں بٹھایا گیا تو اس نے ارمان کو دیکھنے کے لیے نظریں دوڑائیں تو ارمان اسے کسی کے پاس کھڑا نظر آیا، غور کرنے پہ پتا چلا کہ وہ وہی لڑکی تھی جس کو وہ پہلے بھی دو بار دیکھ چکی تھی۔۔ اور اس بار لڑکی ارمان سے بحث کر رہی تھی اور ارمان شاید اسے منا رہا تھا۔

دریہ کے دل میں پھر سے وہی بات گونجی اٹھی۔

"یونیورسٹی کا پہلا پیار" اس کے دل کو پھر سے تکلیف ہونے لگی یہ سوچ کے کہ شاید ارمان نے اسے تسلی دینے کے لیے کہا تھا کہ اس پہ کسی قسم کی زبردستی نہیں۔ اصل میں وہ اب بھی اس لڑکی کو چاہتا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" دریہ نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔
ارمان جب بات کر کے فارغ ہوا تو وہ گاڑی میں آ کے دریہ کے برابر والی سیٹ پہ بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سڑک پہ دوڑا دی۔

"درے ٹھیک ہو ناں۔" ارمان اس کے قریب ہو کے اس کے گرد بازو کا حصار باندھتے پوچھا جس پہ دریہ نے ایک نظر ارمان کے چہرے کو دیکھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔
ارمان نے دریہ کا چہرہ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ کے اپنی طرف کیا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھے۔ پھر اس کے رخسار پہ ہی رکھنے ہی لگا تھا کہ دریہ نے اپنا چہرہ پیچھے کر دیا۔
"ہم۔۔۔ہم گاڑی میں ہیں۔" اس کی سوالیہ نظروں کا جواب آہستہ سے دیا تو ارمان کے ہونٹوں نے مسکراہٹ کو چھوا۔

****

سالار اور جب گھر پہنچے تو ناز بیگم نے چھوٹی موٹی رسمیں کیں ان دونوں کی۔ پھر ہدا ناز بیگم کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کرنے لگی۔ ان کو باتیں کرتے کافی ٹائم گزر گیا تھا اور سالار کا بس نہیں بل رہا تھا کہ ہدا کی کلاس لگا لے جو جان بوجھ کے یہاں کافی دیر سے بیٹھی تھی۔

"ماما ٹائم کافی ہو گیا ہے آئی تھنک بابا آپ کا انتظار کر رہے ہونگے۔" سالار نے آخر کار اکتا کے کہہ ہی دیا تو ناز بیگم کی نظر گھڑی پہ گئی جو واقعی ٹائم زیادہ ہونے کا بتا رہی تھی۔

"اُفف میرے خدایا۔" ناز بیگم ٹائم کو دیکھتے اٹھیں اور لڑکیوں کو کہا کہ ہدا کو روم میں چھوڑ آئیں۔

کمرے میں پہنچی تو ہدا مبہوت سی رہ گئی کمرہ نہ زیادہ سجایا گیا تھا اور نہ ہی کم۔۔۔ بہت ہی نفاست سے ہر چیز اپنی جگہ سیٹ کر کے رکھ دی گئی تھی۔۔ ابھی کل تو وہ اس کمرے میں آئی تھی سالار کے پاس لیکن یہ کمرہ اس کمرے سے بالکل مختلف تھا۔ ساری چیزوں میں سالار اور ہدا کی پسند نظر آ رہی تھی۔

"آ گئے ہی تم لوگوں کی بھابھی نے اتنی دیر کر دی ہے اور اب تم سب یہاں مانگنے آ گئی ہو۔ یہ اچھی بات نہیں ہے بھاگو یہاں سے۔" سالار جب کمرے میں جانے لگا تو اس کی چھوٹی کزنز نے فوراً اس کا رستہ روک لیا اور پیسوں کی ڈیمانڈ کرنے لگیں جس پہ اس نے اکتاہٹ سے جواب دیا۔

"ہاں تو اسی لیے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں پیسے دیں اور جان چھڑائیں۔ "عیشاء نے آگے ہو کے چہک کے کہا۔

"لو نکلو اب یہاں سے ارمان کو پکڑو اور خبر دار اگر کوئی دوبارہ یہاں آیا تو۔ "سالار نے اپنا والٹ نکالا جس میں تقریباً تیس سے پینتیس ہزار تھے عیشاء کو پکڑایا اور اندر جانے کے پر تولنے لگا۔

"یہ کم ہیں۔۔۔ ہم کل لے لیں گے آپ سے ابھی آپ کی جان خلاصی کر دی۔۔ جائیں کیا یاد کریں گے۔ "عیشاء اور باقیوں نے احسان کرنے والے انداز میں کہا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئیں۔

سالار مسکراتا نفی میں سر ہلاتا اندر داخل ہوا اور ایک نظر بیڈ پہ بیٹھی اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا پھر شان بے نیازی سے چلتا وہ واش روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو وہ چینج کر چکا تھا۔ ہدا دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی جو اسے شاید نہیں یقیناً نظر انداز کر رہا تھا۔
اپنا موبائل، گھڑی وغیرہ اس نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور سونے کے لیے لیٹ گیا جبکہ ہدا تو اب تڑپ کے رہ گئی سالار کے اس طرح کرنے پہ۔

"سالار!"آخر ضبط جواب دے گیا تو سالار کو ہدا کی صدمے میں ڈوبی آواز سنائی دی تو اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔
"جی۔۔۔"جواب ایسے دیا جیسے نیند میں خلل پیدا ہوا ہو۔

"میرا۔۔۔ میرا منہ دکھائی کا گفٹ۔" اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے تو یہی پوچھ بیٹھی جبکہ سالار کا دل کیا کہ ماتھا پیٹ لے۔

"یعنی ابھی بھی گفٹ کی پڑی ہے شوہر کی نہیں جو ناراض ہے۔" سالار نے دل میں سوچا۔
"ہزار بار کے دیکھے چہرے کی کیا منہ دکھائی۔" اس نے بیزار ہوتے جواب دیا تو ہدا نے حیرت سے سالار کو دیکھا جو دوسری طرف کروٹ لیے لیٹا تھا۔

کچھ دیر ایسے ہی اس کی پشت کو گھورنے کے بعد وہ اٹھی بیڈ سے ارادہ اس کا چینج کرنے کا تھا۔ اب اس بے چاری کو کیا پتا تھا کہ شوہر کیوں ناراض ہے۔
جب ہدا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو سالار نے مڑ کے دیکھنا چاہا لیکن اس کو کپڑے پکڑتے واشروم جاتے دیکھ تڑپ کے اٹھا۔

"وائفی کدھر۔" لمحے میں اس تک پہنچ کے سالار نے اسے پکڑتے اپنے ساتھ لگایا تو ہدا اس اچانک افتاد پہ چیخ اٹھی۔
"آہستہ۔۔۔ میں نے پوچھا کہ کدھر جا رہی تھی۔" اس کی کمر پہ گرفت سخت کرتے سالار نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ہدا تو اس روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی اسی لیے پل میں سہم گئی۔

"کپ۔۔۔کپڑے چینج کرنے۔"اس نے گھبرا کے جواب دیا۔

"کس سے پوچھ کے؟"ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے کہا جبکہ دوسرا ہاتھ ہنوز کمر پہ ٹکا تھا۔

"آپ سو رہے تھے تو میں بھی سونے۔۔۔"اس نے نروٹھے پن سے جواب دیا لیکن جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی سالار بول پڑا۔

"اگر میں نہ سوؤں تو تم بھی نہیں سوگی۔"سوال کافی ذو معنی تھا لیکن اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ پوچھ رہا ہے یا بتا رہا۔ ہدا گڑبڑا گئی۔

"میرا مطلب تھا کہ۔۔۔۔"اب اس سے کوئی بات نہ بنی۔

"بیڈ پہ چلو واپس۔۔۔"حکم سنایا گیا تو ہدا نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا جس پہ اس نے آبرو اچکائے۔ ہدا آہستہ سے قدم لیتی واپس بیڈ پہ آئی اور نا چاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے تو سالار بوکھلا گیا اور پل میں اس کے پاس پہنچا۔

"یار کیا ہوا؟"سالار نے پریشانی سے پوچھا تو ہدا اس کے بدلے رنگ دیکھنے لگی کہ ابھی تو اتنا سرد لہجہ تھا اور اب اس سے پیار سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔"اب باقاعدہ روتے وہ اس کے سینے سے جا لگی تھی تو سالار نے سمجھ کے مسکراتے اس کے گرد حصار باندھا۔

"اچھا رو تو نہیں۔۔۔ میں تو بس مزاق کر رہا تھا۔" پیار سے اس کی پیٹھ سہلاتے کہا جبکہ اب ہدا نے حیرت سے اس سے الگ ہو کے دیکھا۔

"دور تو نہ جاؤ اب۔" واپس سے اسے کھینچتے کہا۔

"آپ کتنے برے ہیں سالار کوئی ایسے بھی کرتا اپنی نئی دولہن کے ساتھ جیسے آپ نے کیا۔" ہدا نے اس کے سینے پہ مکے برساتے کہا تو سالار قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا تو جو آپ نے کیا کیا وہ کرنا ٹھیک تھا، نیچے کتنی دیر لگائی۔" اب سالار نے شکوہ کیا تو ہدا آنکھیں گھما کے رہ گئی۔

"یہ کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔ اتنی چھوٹی بات پہ آپ نے مجھے کوئی گفٹ نہیں دیا۔" ہدا نے آنسوں صاف کرتے سالار جو پیچھے کرتے کہا۔

"تمہیں میں بتاتا ہوں کتنی چھوٹی سی بات تھی یہ۔" کہتے سالار نے پھر سے کھینچ کے اپنے حصار میں لیا اور اس کے رخسار پہ لب رکھے۔

"گفٹ میں بھول گیا۔" اس کی گردن پہ لب رکھتے شرارت سے کہا تو ہدا نے اس کے بالوں کو مٹھی میں پکڑا جس پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

****

گھر آنے کے بعد ازلان نے دریہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا تو شائستہ بیگم نے اسے روم میں جانے کو کہا اور یہ بھی کہ ازلان وہ انہیں دے جائے لیکن دریہ نے کہا کہ وہ اس کے بغیر نہیں سوئے گا تو وہ مان گئیں۔

روم میں پہنچی تو پھولوں کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا ارمان نے روم میں ازلان کے لیے بھی چیزیں رکھوادی تھیں۔ تلخی سے مسکراتی وہ بیڈ تک آئی اور ازلان کو بیڈ پہ لٹایا۔ بغیر دیر کیے وہ چینج کرنے چلی گئی۔

ازلان کو فیڈ کروانے کے بعد اسے سلا دیا اور خود روم کا جائزہ لینے لگی۔

ابھی وہ کچھ اور کرتی کہ ارمان روم میں اینٹر ہوا اور وہی دروازے پہ منجمد ہو گیا دریہ کو اس حال میں دیکھ کے وہ کیا سوچ کے آیا تھا اور ہو کیا گیا جس پہ وہ سرد آہ کھینچتا رہ گیا جبکہ دریہ اس سے بے نیاز اپنا سرہانہ اُٹھائے وہاں سے نکلنے لگی۔

"درے جان۔۔۔۔۔ادھر کہاں جا رہی ہو اِدھر آ کے لیٹو۔"

ارمان نے جب دریہ کو تکیہ اور کمبل پکڑے باہر جاتے دیکھا تو ٹوکا اور پیار سے کہا۔

"دریہ، درِ مکنون نام ہے میرا۔۔۔درے جان نہیں سمجھے آپ۔"

بدلے میں دریہ تقریباً چیخ کے گویا ہوئی ارمان نے حیرت سے اسے دیکھا کہ ابھی تو ٹھیک تھی یہ کیا ہوا۔

"نہیں رہنا مجھے یہاں گھٹن ہوتی ہے مجھے۔"

اب زرا اپنا لہجہ آہستہ رکھ کے گویا ہوئی اور باہر جانے لگی کہ ارمان کے اسے کا ہاتھ تھاما جس سے وہ پل کے لیے رک سی گئی لیکن اگلے ہی پل وہ ہاتھ جھٹک گئی۔

"اتنی ہمدردی نہ دکھائیں آپ۔۔۔۔۔۔ میں کسی چیز کے بھی قابل نہیں ہوں۔"

تھکے لہجے میں کہتی اپنے بیٹے کی جانب ہوئی جو رو رہا تھا، بے بی کاٹ سے پکڑ کے اس کو اپنے ساتھ لگاتے تھپکنے لگی۔ لیکن وہ اس کے پاس اب کہاں چپ کرنے والا تھا۔

"لاؤ اسے مجھے دو اور بیڈ پہ چلو۔" ارمان نے سنجیدگی سے اس سے ازلان کو لینا چاہا تو دریہ نے گھور کے اپنی آفت کو دیکھا۔

"لیں پکڑلیں آپ اسے، یہ بھی بے وفا نکلا اپنی ماں کہاں نظر آتی ہے اسے۔بس باپ کا ہی ہو کے رہے گا دھوکے باز۔" دریہ نے ازلان ارمان کو دیتے دانت پیستے کہا جہاں ارمان سنجیدہ تھا اب اس کی باتوں سے اپنی ہنسی دبانے لگا۔

"میں تو کچھ نہیں لگتی اس کی میرے پاس بس اپنے مطلب سے آتا پھر غائب ہو جاتا۔۔ ضرور آپ نے ہی پٹیاں پڑھائی ہونگی اس کو۔" دریہ اب اپنا غصہ اپنے بیٹے پہ نکالنے لگی جو ارمان کی گود میں گیا پر سکون تھا۔

"میں کیوں پٹیاں پڑھانے لگا لیکن ہاں اگر تم کہو تو تمہیں پڑھا دوں تھوڑی سی کہ شوہر کے آنے پہ کیا کِیا جاتا۔" ارمان نے مسکراہٹ روکے دریہ کو کہا تو دریہ نے خونخوار نظروں سے دونوں باپ بیٹے کو گھورا۔

"جا کے یہ پٹیاں اپنی اس سہیلی کو پڑھائیں جو بڑی ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھی آپ سے۔" دریہ نے دانت پیستے کہا اور بغیر ان دونوں کو دیکھے اپنا کمبل لے کہ بیڈ پہ چڑھی اور اس میں گھس گئی۔ ارمان کو اب سمجھ آ گیا کہ کیا بات ہے اور وہ کیوں ایسے ری ایکٹ کر رہی تھی لیکن حیرانگی سے زیادہ ہنسی آ رہی تھی۔

"یار پہلے یہ بتاؤ چینج کیوں کیا؟" ارمان ازلان کو ایسے ہی گود میں لیتا دریہ کے پاس آ کے بیٹھا اور اس سے پوچھنے لگا۔

"مجھے کلئیر کرو سب درے۔" ارمان نے اس کے منہ سے کمبل کھینچتے کہا۔

"میری مرضی میں جب چاہے چینج کروں۔" اتنا کہہ کے وہ پھر اندر گھس گئی۔

"یہ نہیں ۔۔۔ اس کا تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا پہلے وہ بات کلئیر کرو جو ابھی کہی تم نے ، کیا چیز پریشان کر رہی ہے ؟" ارمان نے تھوڑا اور قریب ہوتے آہستہ سے کہا اور کمفرٹر کے اوپر سے ہی اس کے بالوں پہ لب رکھے ۔

"وہاں سب کہہ رہے تھے کہ وہ آپ کی گرل فرینڈ ہے اور مجھ سے شادی آپ نے زبردستی کی ہے ۔" اس کے پیار بھرے لمس کو محسوس کرتے دریہ نے سسکتے کہا تو ارمان نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا ۔

دریہ جب حامد لوگوں کے جانے کے بعد پر سکون سی بیٹھی تھی وہاں پہ موجود کسی کی آواز نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی جو یہی کہہ رہی تھی کہ "ارمان نے بس اس سے ہمدردی کی ہے ورنہ کون بیاہتا ہے طلاق یافتہ لڑکی کو اپنے بیٹے سے اور اوپر سے آج سابقہ شوہر بھی ٹپک پڑا ۔ "
دریہ نے سب ارمان کو بتایا تو ارمان نے خاموشی سے دریہ کی روئی صورت کو دیکھا ۔

"اور تم نے یہ بات مجھے کیوں نہیں بتائی الٹا خود ہی سوچنے لگی اب میں بھی نہیں بتاؤں گا کہ وہ لڑکی کون ہے ۔" ساری باتوں کے بعد ارمان نے ازلان کو واپس سے بے بی کاٹ میں لٹایا اور سنجیدگی سے کہنے لگا جبکہ دریہ صدمے سے اسے دیکھتی رہ گئی ۔

لیکن دریہ کو روتے دیکھ وہ اس کے پاس پریشانی سے آیا اور بتایا کہ وہ اس کی دوست ہے۔بس اور شادی شدہ بھی۔جس پہ دریہ کا رونا بند ہوا تھوڑا سا۔

"میں کیوں مانوں آپ کی بات۔" دریہ نے گردن اکڑا کے کہا حالانکہ جانتی تھی کہ وہ سچ کہہ رہا تھا۔
"کل مل لینا اس سے اور اگر تم نے کل چیلنج کیا تو پھر دیکھنا ابھی کے لیے سو جاؤ۔" ارمان نے وارن کرتے کہا تو دریہ منہ بسوڑتے رہ گئی۔

"آئے بڑے مجھے دکھانے والے۔۔ ہونہہ۔" دریہ ناک منہ چڑھا کے کہا اور لیٹ گئی۔
تھوڑی دیر بعد اسے اپنی کمر پہ گرفت محسوس ہوئی تو دیکھا کہ ارمان اسے باہوں میں لیے لیٹا ہے جبکہ ارمان کے اس طرح کرنے پہ دریہ کا دل زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا لیکن۔

"اگر تم سوئی نہیں تو میں نے سونے نہیں دینا دوبارہ۔" اس کی سرگوشی سنائی دی تو دریہ کے ہاتھ جو ارمان کے بازو پہ تھے کہ ہٹا سکے وہی ساکت ہو گئے اور دھڑکتے دل کے ساتھ ایسے ہی لیٹی رہی جبکہ اپنی دھمکی کارآمد ثابت ہونے پہ ارمان مسکرا اٹھا۔

****

دریہ کی جب صبح آنکھ کھلی تو کمرے میں ابھی ہلکا سا اندھیرا تھا کھڑکیوں کے آگے پردے ہنوز پہرہ دے رہے تھے صبح کے ساڑھے چھے ہو رہے تھے اور سورج کی کرنوں نے ہلکی سے کمرے کے کونے میں روشنی بکھیری تھی۔ کروٹ لے کہ جب دوسری طرف ہوئی تو آنکھوں میں حیرت سما گئی

۔

"اب یہ مجھے ان کے قریب بھی نہیں آنے دے گا۔" دریہ نے جب ازلان کو ارمان کے سینے پہ الٹا لیٹ کے سوتے دیکھا تو دل میں غصے سے بڑبڑائی۔

"کتنے مزے سے سو رہا ہے یسنا کہیں کا جبکہ یہاں مجھے ہونا چاہیے تھا۔ "ایک زبردست گھوری سے نوازہ گیا۔

"اللہ اللہ یہ کیا سوچ رہی ہو تم زرا شرم نہیں ہے۔" اپنی بات کا احساس ہوتے دریہ خود ہی شرم سے سرخ پڑ گئی گال دہکنے لگے۔

اپنی جھینپ مٹانے کے لیے جلدی سے اٹھی اور واشروم میں بند ہو گئی فریش ہونے کے لیے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ شاور لے کہ نکلی تو اب ارمان کروٹ لے چکا تھا جبکہ ازلان اس کے بازوؤں میں چھپا ہوا تھا۔ اب انہیں اس طرح سوتا دیکھ دریہ کے لبوں پہ مسکراہٹ چھا گئی۔

اپنے بال سلجھا کے وہ جلدی سے تیار ہوئی اور نیچے شائستہ بیگم کے پاس گئی۔

"بہت جلدی اٹھ گئی ہو تھوڑا اور آرام کر لیتی ۔" انہوں نے اس کا ماتھا چومتے کہا اور ہاتھ میں پکڑی تسبی کو سائیڈ پہ رکھا، دریہ کے ساتھ کیچن میں چلی گئیں۔

"ناشتہ دوں بنا کے یا پھر سالار اور ہدا کی طرف ہی جا کے کرو گی ۔" انہوں نے چائے کا پانی چولہے پہ چڑھا کے پوچھا۔

"نہیں ابھی تو بس جوس لوں گی باقی میں بھی سب کے ساتھ ہی ناشتہ کروں گی ۔" اس نے مسکرا کے جواب دیا اور فریج سے جوس کی بوتل نکال کے گلاس میں جوس انڈیلنے لگی۔

"ارمان کو بھی اٹھا دینا تھا، ازلان نے تنگ تو نہیں کیا رات میں ؟" ارمان کو اٹھانے کا کہتیں ساتھ میں ازلان کا بھی پوچھا کیونکہ اس کے لیے یہ نئی جگہ تھی، پہلے بھی جب کل وہ ارمان کے ساتھ آیا تھا تو آدھی رات کو تنگ کرنے لگا لیکن پھر شائستہ بیگم اور ارمان نے مل کے اسے سنبھال لیا تھا۔

"نہیں تنگ تو نہیں کیا وہ تو سکون سے سو رہا ہے ۔" دریہ نے سوچتے کہا کیونکہ اسے یاد نہیں پڑ رہا تھا کہ ازلان رات کو ایک بار بھی اٹھا ہو۔

"اچھا! لیکن کل تو اٹھ گیا تھا رات کو شاید نئی جگہ کی وجہ سے ۔" انہوں نے حیران ہوتے کل رات کا حوالہ دیا۔

"ابھی کہاں اس نے تنگ کرنا تھا ماں کو جو تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔" دریہ نے ازلان اور ارمان کو سوچتے دل میں کہا۔۔۔ایک بار پھر اسے تھوڑی دیر پہلے والا منظر یاد آگیا جب ازلان ارمان کے سینے پہ سو رہا تھا۔

"نہیں وہ اچھے سے سویا رات بھر۔" خیالوں کو پرے جھٹکتے اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اچھا جاؤ ایسا کرو ابھی روم میں آرام کرو پھر تھوڑی دیر بعد ارمان اور ازلان کو تیار کر کے آجانا۔ آپ کی امی کی طرف جانا ہے بھابھی نے رات کو ہی بتا دیا تھا کہ آج سب کا ناشتہ ان کی طرف ہوگا۔"

دریہ جب جوس کا گلاس ختم کر چکی تو شائستہ بیگم نے لہجے میں محبت سموئے کہا جب کہ دونوں کو تیار کرنے کی بات وہ دریہ سٹپٹا گئی۔

"جی۔۔۔" خود کو سنبھال کے وہ بس اتنا ہی کہہ پائی اور روم میں چلی گئی۔

****

باپ بیٹا ابھی بھی ویسے ہی سو رہے تھے جیسے وہ چھوڑ کے گئی تھی۔ سب سے پہلے دریہ نے ارمان کا ڈریس نکال کے باہر ہینگ کیا پھر ازلان کے بیگ سے اس کے کپڑے نکالنے لگی۔ سردیاں تھیں تو اس کے لیے گرم کپڑے ہی تھے ابھی تو روم میں باہر کی بانسبت ماحول نارمل تھا تو ازلان بس نکر شرٹ میں ملبوس تھا۔

دونوں کے کپڑے نکال کے وہ واپس سے بیڈ پہ آئی اور وہاں بیٹھ کے دونوں کو دیکھنے لگی۔ کتنے پیارے لگ رہے تھے دونوں ایک ساتھ۔ بے ساختہ ہی دریہ آگے کو جھکی اور ازلان کے پھولے گالوں پہ پیار کیا پھر نظر ارمان پہ پڑی تو شرم سی آنے لگی۔۔ لاکھ ہمت جمع کر کے وہ تھوڑا اور قریب ہوئی اور اس کے ماتھے پہ لب رکھنے چاہے لیکن پھر یاد آیا کہ وہ تو ناراض ہے ارمان سے تو منہ بنا کے پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ غلط بات ہے درے جان۔" اس کے پیچھے ہٹتے ہی ارمان کی گھمبیر آواز دریہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی مطلب وہ جاگ چکا تھا۔

"ک کیا غلط ہے۔" اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے پوچھا جب کہ اس کے پکارنے پہ دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"جب تھوڑا قریب آ ہی گئی تھی تو مکمل قریب آتی ناں یوں اپنے لمس سے کیوں محروم رکھا مجھے۔" ارمان نے آنکھیں کھولتے دلچسپی سے دریہ کو نظروں کے حصار میں رکھتے بے باک ہوتے کہا تو دریہ کے چہرے پہ حیا کے رنگ بکھر گئے۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔" انجان بنا گیا جس پہ ارمان نے آبرو اچکائے۔

"میں جیسی باتیں کر رہا ہوں ناں تم اچھے سے جانتی ہو اور اب ادھر آؤ مجھے مارننگ کس چاہیے۔" ارمان نے سکون سے کہہ کے دریہ کا سکون برباد کیا۔ اس کی بات پہ وہ ہونقوں کی طرح ارمان کو دیکھنے لگی جو لیٹے لیٹے ہی اسے حکم صادر کر چکا تھا۔

"می میں کیوں آؤں۔" نا چاہتے ہوئے بھی لہجہ لڑکھڑا گیا تو ارمان چہرہ دریہ کی طرف کیا جس پہ وہ اپنی نظریں جھکا گئی اور نا محسوس انداز میں اپنی جگہ سے تھوڑا سا پیچھے کھسکی۔

"اچھی بیویاں اپنے شوہر کو صبح پیار سے جگاتی ہیں تو یہ تم پہ بھی فرض ہے۔" ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ پہلے ہی جاگ چکے ہیں مجھے جگانے کی ضرورت نہیں۔" دریہ کہتی ازلان کو گود میں لیا اس سے پہلے وہ اٹھتی ارمان آگے ہوتے اس پہ جھک آیا جس کی وجہ سے دریہ کی پشت پیچھے ہیڈ کراؤن سے جا لگی اور ازلان مزید اس کی گود میں چھپ گیا۔

"مارننگ کس لیے بنا تو نہیں جانے دوں گا۔" اپنی براؤن آنکھیں اس کی کالی گہری آنکھوں میں گاڑھے کہا تو دریہ نے سہم کے دیکھا۔
"آپ پیچھے ہٹیں پلیز۔" اپنی پلکوں کی جھالر کو نیچے گرائے ہلکی آواز میں منمنائی کیونکہ ارمان کو اتنا قریب محسوس کرتے اس کی جان پہ بن آئی تھی۔

"کِس۔۔۔!" اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کر کے اپنی بات پہ زور دیا گیا۔

"پل۔۔۔پلیز۔" ایک پل کو نظر اٹھا کے اسے دیکھا لیکن اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے التجاء کی۔

"از۔۔۔ازلان بھی اٹھ گیا ہے۔" توجہ ازلان کی طرف کروائی جو اس کی گود میں ہی انگڑائی لینے میں مصروف تھا۔

"وہ کچھ بھی نہیں کہے گا ویسے بھی اسے مارننگ کس مل چکی ہے۔" ارمان نے کہتے دریہ کی گود میں ہی ازلان کو پیار کیا تو اس کی سانسیں رک گئیں۔

"کر رہی ہو یا میں اپنے طریقے سے۔۔۔۔" اس کے کان کے قریب جا کے سرگوشی کرتے بات اُدھوری چھوڑی۔

"خیر ہے ایک کس ہی تو ہے کر دیتی ہوں۔" اپنے آپ کو دل میں تسلی دی۔

"اوکے اوکے کرتی ہوں۔" اس نے ہار مانتے کہا ورنہ جانتی تھی اپنی بات پوری کر کے رہے گا۔

"گڈ گرل۔۔۔" مسکرا کے کہتا اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا جو نظریں بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی۔

"اپنی آنکھیں تو بند کریں۔ "اس نے بے بسی سے کہا تو ارمان نے مسکرا کے آنکھیں بند کر لی۔ پھر تھوڑی دیر میں ہی اسے اپنے ماتھے پہ نرم سا لمس محسوس ہوا تو جیسے رگوں میں سکون سا دوڑ گیا۔ دریہ جلدی سے پیچھے ہٹی اور نظریں جھکا گئی۔۔۔

"اب پیچھے ہٹیں۔ "اس نے مری سی آواز میں کہا۔

"اب میری باری۔ "مسکرا کے کہتا وہ اس کے گال چوم گیا۔

"ویسے یہ والا مارننگ کس بھی چلے گا لیکن جلد ہی ترقی کر جاؤ اس میں۔ "ارمان نے احسان کرتے کہا اور آخر میں آنکھ ونک کرتے پیچھے ہٹا اس کی بات کا مطلب سمجھتے دریہ تو بری طرح بلش کر گئی۔ ازلان اس کی گود میں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر یہ چل کیا رہا تھا۔

دریہ نے بغیر ارمان کو دیکھے ازلان کو گود میں اٹھاتے اسے ڈریسنگ روم میں لے گئی تاکہ اس کو چینج کروا سکے پیچھے ارمان سکون سے آنکھیں موند کے بیڈ پہ لیٹ گیا۔

دریہ جب حامد کے ساتھ رہتی تھی تب بھی کبھی اس نے اظہار کرنے میں پہل نہیں کی تھی ایک فطری شرم و حیا تھی اور آج جب ارمان نے اسے پہل کرنے کو کہا تو اس کی تو جان ہوا ہو گئی۔ ارمان کو وہ پسند ضرور کرتی تھی لیکن اس کا یہ روپ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔ ازلان کو کپڑے پہناتے وہ مسلسل اسے ہی سوچے جا رہی تھی۔ اور ساتھ میں لبوں ہی ایک خوبصورت مسکراہٹ بھی شامل تھی۔

****

ہدا فریش سی آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی جب سالار نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔

"پیاری لگ رہی ہو۔" آنکھیں موندے تعریف دی گئی جس پہ ہدا مدھم سا مسکرا دی۔ لائٹ پنک کلر کی شرٹ اور ہم رنگ دوپٹہ میں وہ کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" آئینے میں اپنا اور سالار کا عکس دیکھ کے کہا۔

"چلیں؟" سالار کو ایسے ہی کھڑا دیکھ کے ہدا نے پکارا تو وہ آنکھیں کھول کے اسے دیکھنے لگا۔

"چلیں۔" اس نے ہدا کا روخ اپنی طرف کیا اور ماتھے پہ لب رکھتے کہا۔

"اوہ ایک منٹ۔" دروازے پہ پہنچتے ہدا کچھ یاد آنے پہ رکی اور سالار کو ایک منٹ کا کہہ کے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی طرف آئی اور اس میں سے ایک ڈبیہ نکالی جس کو دیکھ کہ سالار نے مسکراہٹ دبائی۔

"رات کو اتارے تھے تو ابھی پہننا بھول گئی تھی۔" سالار کو تفصیل بتاتی وہ اس کے قریب ائی اور اسے پہنانے کا اشارہ کیا۔

"اب چلیں۔" جب سالار نے اس کے کانوں میں جھمکے پہنا دیے تو اسے چلنے کا کہا۔ یہ وہی جھمکے تھے جو سالار نے اسے رات کو تحفے میں دیے تھے۔

"نہیں اب میرا ایک منٹ۔" اس نے شرارت سے کہا تو ہدا نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تو سالار نے اسے قریب کرتے پہلے ماتھے پہ پھر رخسار پہ لب رکھے۔

"اب بس۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔" اس کو روکتے کہا تو دونوں نیچے ڈائننگ ہال میں پہنچے۔ ابھی شائستہ بیگم کے گھر سے باقیوں نے آنا تھا۔

حسن صاحب اور ناز بیگم سے مل کے وہ انہیں کے ساتھ کچن میں چلی گئی کہ کچھ کام کروا لے ساتھ لیکن انہوں نے ہدا کو ایک بھی کام کو ہاتھ نہ لگانے دیا۔

تھوڑی دیر میں باقی سب بھی موجود تھے۔ ازلان ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اپنے باپ کی گود میں لیٹا ہوا تھا جب ناشتے کا دورانیہ چلا تو تب تک وہ پھر سے سو چکا تھا تو دریہ نے اسے اپنے پرانے روم میں لٹا دیا۔

"دریہ ارمان کو بھی دو سب کچھ۔" ناز بیگم نے جب دیکھا کہ ہدا سالار کی چیزوں کا خیال رکھ رہی ہے جبکہ دریہ بے نیازسی اپنا ناشتہ کر رہی ہے اور ارمان کو خود ہی ناشتہ کرتے دیکھا تو ٹوکا اور ساتھ ہی سخت

www.urdunovelsmania.com

گھوریوں سے بھی نوازہ۔ ان کے کہنے پہ دریہ نے ایک نظر ارمان کو دیکھا جس نے ایک جتاتی نظر دریہ کو دیکھا اور پھر کھانے میں مگن ہو گیا۔

"یہ خود کر تو رہے ہیں ویسے بھی اپنے کام یہ اچھے طریقے سے کرنا جانتے ہیں۔" دریہ نے بھی سہولت سے طنز کیا تو ارمان کو اچھو ہی لگ گیا، اشارہ تھوڑی دیر پہلے والے ہوئے واقع کی طرف تھا۔

"ارے کیا ہوا آپ کو؟" اب دریہ پریشانی سے ارمان کی طرف مڑی اور پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تو وہ دو گھونٹ پی کے پیچھے ہٹا

"آپ ٹھیک ہیں۔" جھجھک کے پوچھا تو ارمان نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں تم ناشتہ کرو۔" اس کو ناشتہ کی جانب متوجہ کرایا تو باقی سب بھی کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

****

ولیمہ کی تیاری کے لیے بیوٹیشن گھر پہ ہی بلائی گئی تھی ہدا تیار تھی اور دریہ کی بھی تیاری تقریباً مکمل تھی۔ ابھی وہ اپنے روم میں ہی تھی جب بیوٹیشن اس کا دوپٹہ سیٹ کر کے فارغ ہوئی تھی۔ پیچ کلر کی میکسی میں وہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔ ازلان کو شائستہ بیگم لے گئی تھیں کہ دریہ آرام سے تیار ہو جائے ورنہ وہ تنگ ہی کرتا۔

بیوٹیشن کے نکلنے کی دیر تھی ارمان نے اینٹری ماری ساتھ میں ازلان صاحب بھی تھے۔
ارمان نے نیوی کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا تھا جبکہ چھوٹے صاحب بھی ہم رنگ شرٹ پہ وائٹ پینٹ پہنے ہوئے تھے۔

"آئے ماما کا بے بی کتنا پیارا لگ رہا ہے۔" بغیر ارمان کی تیاری دیکھے اپنے بیٹے کو گود میں لیا اور اس کے پھولے گلابی گالوں پہ پیار بھرے بوسے دینے لگی۔۔
"اتنا پیارا کس نے تیار کیا ازلان بے بی کو۔۔۔ دادو نے۔ دادو بہت اچھی ہیں بے بی کا خیال رکھتی ہیں۔" اس کو بیڈ پہ ڈالتے میٹھی میٹھی سی باتیں کرنے لگی جس کے بدلے میں ازلان شوخا ہوتے اس کا دوپٹہ پکڑ چکا تھا۔

"نو نو۔۔۔ اسے منہ میں نہیں ڈالتے۔" ازلان کو دوپٹہ منہ میں ڈالتے دیکھ دریہ نے پیار سے اس کے ہاتھوں سے دوپٹہ نکالنا چاہا لیکن شاید وہ چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا اسی لیے اس کا پلو اپنے ہاتھوں میں اور الجھانے لگا۔
ارمان پاس ہی بیڈ پہ بیٹھا اپنی زوجہ کی تیاری ملاحظہ فرما رہے تھے جو کل سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اب آپ اچھے بچے بن کے رہنا اور کوئی شرارت نہیں کرنی ورنہ ماما اپنے بوائے کو ڈانٹے گی ۔"
اس کو گود میں لیتے کھڑی ہوتے کہا جس پہ ازلان کو سمجھ تو کچھ نہ آیا لیکن وہ اپنی مسکراہٹ نہ روک پایا اپنی ماما کو اتنا پیارا دیکھ کے ۔

****

شادی ہال میں سب موجود تھے اور ہر طرف خوشی کا سما تھا اتنے میں ایک خوبصورت لڑکی چلتی ہوئی سٹیج پہ آئی اور دریہ سے مسکرا

کے ملنے لگی ۔ اس سے ملنے کے بعد جب وہ ارمان کی طرف گئی تو سمجھ گئی کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کو وہ ارمان کی گرل فرینڈ سمجھتی تھی ۔ قریب سے تو وہ اور بھی خوبصورت تھی ۔

"تابی میٹ مائے وائف درے اور درے یہ وہی ہیں جس کو تم ۔ ۔ ۔ "ارمان نے دریہ کو اپنے حصار میں لیتے تابی سے تعارف کروایا اور اس سے پہلے وہ جملہ مکمل کرتا دریہ نے بیچ میں ہی بات اچک لی ۔

"جی میں سمجھ گئی یہ آپ کی دوست ہیں ۔" دریہ نے ارمان کو دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کے کہا ۔ پھر ایک لڑکا بھی ان کے قریب آ کے کھڑا ہو گیا ۔

"تم بہت پیاری ہو چھوٹی سی گڑیا اور آپ دونوں کا بے بی کدھر ہے مجھے بہت شوق ہے اس سے ملنے کا ارمان بہت دفع اسے میرے پاس لایا لیکن وہ آتا ہی نہیں رونے لگ جاتا۔" تابی جب بولنا شروع ہوئی تو بولتی چلی گئی۔

"وہ تو اپنے باپ کی موجودگی میں میرے پاس نہیں آتا آپ تو پھر اس کے لیے اجنبی ہیں۔" دریہ نے مسکرا کے کہا تو ارمان نے بے ساختہ ہی قہقہہ لگایا۔

"واقعی ایسا ہے کیا؟" تابی نے حیران ہوتے پوچھا۔

"اچھا ان سے ملو یہ تابی کے ہزبینڈ ہیں اور ہمارے بزنس پارٹنر بھی، ہم تینوں ایک ساتھ ہی یونیورسٹی میں پڑھے ہیں تو اسی لیے اچھی دوستی بھی ہے اور تم نے جب میری گاڑی میں تابی کو دیکھا تھا تب میں نہیں، انہیں کے شوہر نامدار بیٹھے تھے ساتھ۔" ارمان نے اس بات کا حوالہ دیا جب دریہ اور پچی نے تابی کو اس کی گاڑی میں دیکھا تھا اور یہ بھی سچ تھا کہ ان کو ارمان نظر نہیں آیا تھا۔

ارمان کے اس طرح کہنے پہ دریہ نے اسے ایک گھوری سے نوازہ۔

"آپ سے مل کے بہت اچھا لگا۔" دریہ نے خلوص کے ساتھ کہا اور ایک بار پھر اس کے گلے ملی۔

"تم بھی بہت اچھی ہو اور ارمان نے صحیح انتخاب کیا اپنے لیے جب میں نے یونیورسٹی کے زمانے میں تمہاری پک دیکھی تھی تب تو بہت چھوٹی تھی بالکل بچی سی لیکن اب پتا چلا یار تم تو کمال کی لگتی ہو ارمان کے ساتھ۔۔۔ ماننا پڑے گا ارمان تمہاری پسند کو۔" تابی نے کھلے دل سے تعریف کرتے دریہ پہ راز پہ کھول دیا کہ ارمان پہلے سے ہی اسے پسند کرتا تھا۔ جبکہ دریہ اس بات پہ حیرت سے ارمان کو دیکھنے لگی۔

جب وہ دونوں ان کے پاس سے چلے گئے تو ارمان دریہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"اب تو پتا چل گیا ناں کہ یہ میری بس دوست تھی اور تمہیں کسی نے زبردستی نہیں باندھا میرے ساتھ بلکہ میری خود کی مرضی پہ ہوا یہ۔" ارمان نے جتانے والے انداز میں کہا تب ہی سحر ازلان کو لے کہ ان کے پاس آئی کہ وہ بہت رو رہا تھا۔

"یار یہ تیرا اپیس کیا چیز ہے، قسم سے جب سے میں نے پکڑا ہے اس کا سپیکر رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔" سحر نے جھنجھلا کے کہا تو دریہ نے کھلکھلا کے ازلان کو گود میں لیا۔

"وہ عجیب چیزوں کو دیکھ کے روتا ہی ہے۔" شان بے نیازی سے جواب دیا گیا تو سحر کا صدمے سے منہ ہی کھل گیا۔

"یہ عجیب چیز سنا ہے کہ تم بھی ہو کیونکہ یہ تمہارے پاس آ کے بھی روتا ہی ہے۔" سحر نے بھی حساب برابر کیا تو دریہ جل کے رہ گئی۔۔

"چلو نکلو یہاں سے پتا نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں۔" دریہ نے ہری جھنڈی دکھائی۔

"ہاں جی اب تو لوگوں کو ان کی پسند جو مل گئی اب تو ایسا ہی کہنا تھا۔۔۔" سحر نے منہ پھاڑ کے ارمان کے سامنے دریہ ما راز فشاں کیا تو دریہ کا دل کیا کہ ماتھا پیٹ لے۔ اس سے پہلے کہ وہ سحر کو کچھ کہتی وہاں سے بھاگ نکلی۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں تھا کہ تم مجھے پسند کرتی ہو۔" یہ بات واقعی ارمان کے لیے خوشگوار تھی جاننا کہ دریہ اس کو پسند کرتی ہے تو وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا جب کہ دریہ ابھی ایسے سوالوں کے جواب دینے کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔

"آپ نے بھی تو نہیں بتایا تھا کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں۔" بدلے میں وہ بھی اسی انداز میں بولی۔

"یار میں تم بہت چھوٹی تھی میرے لیے اسی وجہ سے۔"

"اور آپ بہت بڑے تھے مجھ سے اسی لیے نہیں بتایا۔" وہ بھی ترکی با ترکی بولی تو ارمان اس کے جواب پہ کھلکھلا کے ہنس دیا۔

****

حامد آج اتنے عرصے بعد اپنے گھر واپس لوٹا تھا لیکن آج اس کے ساتھ مشی کا 'ساتھ' تھا۔ ابھی وہ گھر میں قدم لیے داخل ہوا ہی تھا کہ ایک بھاری ہاتھ اس کی گال پہ لگا اور نشان چھوڑ گیا۔ حامد نے سامنے دیکھا تو ولید صاحب (حامد کے والد) سامنے کھڑے اسے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

ابھی وہ پہلے والے تھپڑ سے نہیں سنبھلا تھا کہ ایک اور تھپڑ اس کی گال پہ نشان چھوڑ گیا۔

****

حامد نے کچھ کہنے کے بجائے اپنا سر جھکا لیا۔ غلطی اسی کی ہی تو تھی کہ وہ اپنے والدین کی نافرمانی کرتا آیا تھا اور اب وہ سزا کا مستحق بھی تھا۔

"اب کچھ بولو گے بھی کہ نہیں۔" انہوں نے سختی سے استفسار کیا تو مشی سہم کے حامد کے پیچھے چھپی جبکہ ان کے الفاظوں کی سختی محسوس کرتے حامد نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔

"میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں کچھ کہہ سکوں میں اپنے ہی الفاظوں کے گڑھے میں گر چکا ہوں کہ اب اتنی ساکت بھی نہیں بچی کہ سر اٹھا سکوں۔" حامد نے جھکے سر کے ساتھ ہی کہا۔ پاس کھڑی ثریا بیگم کے آنسوں روانی سے بہہ رہے تھے اتنے عرصے بعد اپنے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کہ۔

"حامد کے ابا اب بس کریں بیٹا اتنی دیر بعد گھر واپس آیا وہ اپنے کیے پہ شرمندہ بھی ہے تو آپ اسے معاف کر دیں، مجھ سے نہیں دیکھا جاتا اپنے بیٹے کا یہ حال۔" انہوں نے روتے حامد کو سینے سے لگاتے کہا تو حامد کے والد کا دل بھی پگھلنے لگا اپنے بیٹے کو اتنا قریب پا کے۔

"ایک بار بھی خیال نہیں آیا کہ بوڑھے ماں باپ بھی ہیں تیرے۔ اس بچی کے ساتھ تو ظلم کر کے چلا گیا تھا بغیر آگے کا کچھ سوچتے کہ اس کا حساب ہم کیسے اتاریں گے۔۔۔۔ ہم نے اس بچی کے ساتھ اتنی زیادتی کر دی تھی کہ اب وہ ہماری بیٹی کے آگے آ رہا ہے۔" ولید صاحب نے بھی اشک بار ہوتے حامد کے قریب آئے اور کسی بچے کی طرح اس سے لپٹ کے شکوہ شکایات کرنے لگے جبکہ وہاں موجود تینوں خواتین رونے میں مصروف تھیں۔

"اب میں آگیا ہوں ناں سب ٹھیک ہو جائے گا اب فکر نہ کریں، صائمہ بھی اپنے گھر میں خوش رہے گی پہلے اس کا بھائی یہاں نہیں تھا لیکن اب اس کا بھائی یہاں آچکا ہے وہ اس کی زمہ داری اٹھا سکتا اور اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہے۔" حامد نے ان سے علیحدہ ہوتے کہا۔

"یہ ہماری بہو ہے۔" ولید صاحب نے حامد کے پیچھے کھڑی دبلی سی لڑکی کو دیکھ کے کہا جو ہلکے پیلے رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ مشی نے اب اپنا پہننا اوڑھنا بھی تبدیل کر لیا تھا۔

"جی یہ آپ کی بہو ہے۔" حامد نے مسکرا کے مشی کو اپنے بازو کے ہلکے میں لیتے کہا تو ثریا بیگم وارے نیارے گئیں۔

اب جب سب ٹھیک ہو رہا تھا تو وہ کیوں پھر سے بگاڑتی اسی لیے اب جو تھا اسی پہ خوش تھیں وہ۔

صائمہ کے سسرال والوں نے اس کا جینا دوبھر کیا تھا بات بات پہ اسے طعنے ملتے تھے کہ بھائی گھر سے بھاگ گیا ایک لڑکی کو لے کہ اور بھی بہت کچھ۔ صائمہ بھی ایک بار جا کے دریہ سے معافی مانگ آئی تھی اپنے کیے کی۔۔۔ جب صائمہ دریہ کے پاس اس سے ملنے گئی تو دریہ اس سے ایسے ملی تھی جیسے وہ اس کی بہت قریبی دوست ہو، اور اب تو اس کا بھی ایک بیٹا تھا۔ دریہ نے اپنے دل سے سارے خدشے نکال کے سب کو دل سے معاف کر دیا تھا۔

جب اللہ نے اس کی قسمت میں ہی یہ سب لکھا تھا تو وہ کون ہوتی تھی شکوہ کرنے والی بس صبر اور یقین رکھا اس نے اپنے اللہ پہ تو اب اللہ نے اسے ایک بہترین ساتھی اور ایک بیٹے سے نوازہ تھا۔

****

www.urdunovelsmania.com

"یار یہ انکل نے کن لوگوں کو بلایا ہے شادی میں قسم سے کل سے تنگ کر کے رکھا ہے۔" سحر ازلان کو دینے کے بعد تھوڑی دیر میں پھر سے نازل ہوئی اور اکتا کے کہا۔

"کیا ہوا کیوں اتنی سڑی ہوئی مرچ بنی پھر رہی ہو۔" دریہ نے ازلان کا منہ صاف کرتے کہا کیونکہ وہ ابھی فیڈر پی رہا تھا۔

"یار یہ جو کل سے مجھ سے ٹکر کھا چکا اب میرے پیچھے پھر رہا ہے ساری زندگی کی ٹکر کھانے کو۔" سحر نے دانت پیستے سٹیج سے کچھ دور فاصلے لہ کھڑے صائم کو دیکھ کے کہا جو مسکراتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھنے میں مگن تھا۔

"تو تمہیں کیا مسئلہ پیش آرہا ہے؟" دریہ نے اس کی جھنجھلاہٹ کی وجہ جاننی چاہی۔

"پتا تو ہے مجھے نہیں پسند یہ سب کچھ منگنی وغیرہ۔۔ عجیب! ایک انسان کسی کا پابند ہو کے رہ جاتا اپنی کوئی زندگی ہی نہیں جیسے۔ اگر رشتہ جوڑنا ہے تو نکاح ہے ناں اس سے رشتہ جوڑلیں۔۔۔۔ منگنی کے خرچے سے بھی بچ جائیں گے۔" شروع میں سنجیدگی سے جبکہ آخر میں آ کے لہجہ شرارتی رکھا تو دریہ بھی کھلکھلا اٹھی۔

ارمان اپنے دوستوں کی طرف گیا تھا جبکہ ہدا کی کچھ دوست آئی ہوئیں تھی تو وہ ان کو ٹائم دے رہی تھی اور ازلان کے ابھی والد صاحب یہاں موجود نہیں تھے تو وہ مگن سا اپنی ماں کے ساتھ مصروف رہا۔

"یہ بات تو ہے چلو ایسا کرتے ہیں کہ یہ نیک خیال تمہارے ہونے والے سسر تک بھی پہنچاتے ہیں۔" دریہ نے شرارت سے کہا تو سحر نے اس کے دولہن ہونے کا بھی خیال نہ کیا اور ایک اس کے کندھے پہ لگا دی۔

"کیوں مار رہی ہو میری بیگم کو۔۔۔" ارمان ان کے پاس آتے اپنی جگہ سنبھالتے بولا اور دریہ کی گود سے پہلی فرصت میں ازلان کو لیا جس پہ وہ آنکھیں گھما کے رہ گئی۔

"بس میرا دل کر رہا ہے کہ آج آپ کی بیگم کو اپنے ساتھ لے جاؤں اتنی حسین لگ رہی ہے ویسے بھی آپ نے تو اپنے بیٹے کے ساتھ مصروف رہنا تو درے جان کا کیا کام۔"

سحر نے سنجیدگی سے ارمان کو اپنا خیال بتایا تو اس نے ایک نظر دریہ کو دیکھا جو پہلے ہی سحر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"نہیں معذرت لیکن آپ پھر کبھی لے جائیے گا ہماری درے جان کو۔" ارمان نے سہولت سے انکار کیا جبکہ اس کا درے جان کہنا دریہ کو شرم سے پانی پانی کر گیا۔

"آج کیوں نہیں؟" سحر نے بھنویں اچکا کے سوال کیا۔

"کیونکہ ہمارے بیٹے کو ان کی ماما کے بغیر نیند نہیں آتی اسی لیے۔" ارمان نے ایک نظر دریہ کو دیکھا پھر ازلان کو گود میں اچھالا۔

"بیٹے کو یاں بیٹے کے بابا کو۔" سحر نے شرارتاً کہا تو ارمان قہقہہ لگا اٹھا جب کہ ان کی باتوں سے دریہ نروس ہو رہی تھی۔

"بھئی جو بھی سمجھو ہے تو وہ ہماری ہی کیوں میرے شیر۔" ارمان نے بھی لاپرواہی سے کہا۔

"سحر تمہیں بابا بلا رہے ہیں وہ دیکھو۔" دریہ نے جان چھڑانے کے لیے سحر کو حسن صاحب کی طرف متوجہ کروایا جو صائم کے والد کے ساتھ ہی کھڑے کچھ بات کر رہے تھے۔

"اچھا میں زرا دیکھ کے آئی۔" اتنا کہہ کے سحر اٹھ کھڑی ہوئی تو دریہ ارمان کی طرف گھومی۔

"اسے مجھے دیں اچھا بھلا میرے ساتھ کھیل رہا تھا۔" دریہ نے نروٹھے پن سے کہا اور ازلان کو ارمان کی گود سے لینا چاہا۔

"اس کو تمہیں دینے سے مجھے کیا ملے گا۔" ارمان نے گہری نظروں سے دیکھتے کہا۔

"کیوں آپ کے پاس کس چیز کی کمی ہے جو مجھ سے مانگ رہے ہیں۔" دریہ نے سنجیدہ لہجہ اپنایا۔

"تمہارے پیار کی، اقرار کی۔" اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تو دریہ بلش کر گئی لیکن نظریں پھر بھی نہ پیچھے کیں۔

اس کے اس طرح دیکھنے پہ ارمان نے بائیں آنکھ ونک کی تو دریہ نے سٹپٹا کے نظریں جھکا لیں۔

"جب تم شرماتی ہو تو بالکل لال ٹماٹر لگتی ہو۔" ارمان نے کان کے قریب ہوتے سرگوشی کی اور تبھی ازلان کو دریہ کی گود میں دیا۔

"آپ کے دوست بلا رہے ہیں۔" اس کو یہاں سے بھیجنے کا یہی ایک طریقہ لگا تو دریہ نے سہولت سے کہہ دیا۔

"ان کو میں ابھی رخصت کر کے آیا ہوں اگر کہتی ہو تو ہم بھی چلیں یہ سب لوگ بعد میں آجائیں گے۔" ارمان نے کہا تو دریہ کڑھ کے رہ گئی مطلب کہ ہر بات پہ اپنا ہی مطلب نکالنا ہے 'حد ہے'۔

آج ہدا نے گھر آنا تھا تو دریہ ابھی ادھر ہی تھی کہ ہدا کے ساتھ ہی واپس جائے گی۔
دریہ جب روم میں پہنچی تو دیکھا کہ کل کی بانسبت کمرہ آج زیادہ خوبصورت اور مزید سجایا گیا تھا۔

"خبردار اگر میرے آنے سے پہلے چینج بھی کیا تو۔" اس کے کانوں میں ارمان کی سرگوشی ہوئی تو آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنا عکس دیکھنے لگی۔ کتنا نامکمل سا تھا اس کا عکس۔ وہ اپنے خیالوں میں کھوئی تھی جب اسے اپنے عکس کے ساتھ ارمان کا بھی عکس نظر آیا جس نے ازلان کو گود میں لیا تھا۔ اب کتنا مکمل لگا تھا اسے اپنا آپ۔ بس خود ہی خیالوں میں مسکرائی جا رہی تھی جب کمر پہ لمس سا محسوس ہوا تو چونک کے سر اٹھایا، پیچھے ارمان کھڑا اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے وہ نظریں جھکا گئی۔
پھر دریہ کا چہرہ اپنی طرف کیا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"میں بہت خوش نصیب ہوں جو مجھے تم بیوی کے روپ میں ملی اور ازلان ہمارے بیٹے کے روپ میں۔ میں نے جب سے بچپن میں ہوش سنبھالا تو تمہیں ہی اپنی نظروں کے سامنے پایا تھا۔ جب تم میرے ساتھ اپنا وقت گزارتی تو دل کو سکون ملتا تھا پھر میں بڑا ہوتا گیا اور تم پیاری سی ڈول۔ لیکن تم

نے بعد میں بھی میرے ساتھ کھیلنا نہیں چھوڑا تھا۔ اور مجھ سے لگاؤ بڑھتا چلا گیا جس کا مجھے بہت نقصان تھا کیونکہ تم مجھے اور سالار کو اکیلا چھوڑنے کو تیار ہی نہ تھی۔ تمہارا مجھے ماں کہہ کے پکارنا ایک الگ ہی خوشی بخشتا تھا۔"

دریہ کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے وہ اس کے کان میں سرگوشیاں کر رہا تھا جبکہ وہ اس کے حصار میں کھڑی اس کی محبت کی چاہت سن رہی تھی۔

"تم میرے لیے وہ انمول تحفہ ہو جسے میں قیامت کے بعد بھی نہ چھوڑوں۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا جب کہ یہ دریہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"جب مجھے سحر نے بتایا کہ تم مجھ میں انٹرسٹڈ ہو تو مجھے خوشی کے ساتھ بہت حیرانگی ہوئی کہ واقعی ایسا ہے لیکن تم نے کبھی ایسا ظاہر نہ ہونے دیا پھر مجھے لگا کہ جس نے بھی تمہارا نام رکھا تھا "درِ مکنون" بالکل ٹھیک رکھا تھا کیونکہ یہ تم پہ بالکل فٹ آتا ہے "چھپی ہوئی" ماں کی درّے۔" ارمان نے آخر میں شرارت سے کہا تو دریہ کھلکھلا اٹھی۔

"ازلان کہاں ہے؟" تھوڑی دیر بعد دریہ کو ازلان کا خیال آیا تو پوچھا۔

"وہ آج اپنی دادو کے پاس ہے۔" ارمان نے کہا اور پاکٹ سے ایک سرخ چھوٹی ڈی ڈبیہ نکالی۔ اس کو کھول کے اس میں سے ایک نوز پن نکالی جو یقیناً ڈائمنڈ کی تھی۔

"تمہیں پتا ہے کہ یہ جو تمہاری ناک میں پن ہے یہ کتنی خوبصورت لگتی ہے جب تک پہنتی ہو۔" ارمان نے آہستہ سے اس کی نوز رنگ اتارتے کہا۔

"ہداسے میں نے ایک بار زکر کیا تھا اس بارے میں کہ تم پہ سوٹ کرے گی تو اس نے تمہارے ساتھ زبردستی کر کے تمہیں بھی یہ نوز پن ڈلوادی۔" اس کی بات پہ دریہ نے حیران ہوتے ارمان کو دیکھا۔ اب ارمان نے آہستہ سے خود اس کی ناک میں نوز پن ڈال کے بند کی پھر وہی پہ جھک کے لب رکھے۔ "پرفیکٹ۔۔۔۔ بہت خوبصورت۔" اس کی ناک میں چمکتی لونگ دیکھ کے کہا۔

"ازلان کو لے آئیں وہ رو رہا ہوگا۔" دریہ کو ازلان کی فکر ہونے لگی وہ جانتی تھی کہ اس کے بغیر نہیں سوئے گا۔ اگرچہ وہ اس کے پاس اتنا نہیں آتا تھا لیکن نیند بھی اس کو اس کے بغیر نہیں آتی تھی۔
"نہیں روئے گا وہ سو چکا ہے۔" اس کو بیڈ پہ بٹھاتا خود بھی پاس بیٹھ گیا۔
"ویسے مجھے لگتا ہے کہ اب تمہارا شک دور ہو گیا ہوگا کہ میری کوئی گرل فرینڈ نہیں۔" ارمان نے شرارت سے کہا تو دریہ کو شرمندگی سی ہونے لگی۔

"اب مجھے کیا پتا تھا کہ وہ آپ کی دوست ہیں۔۔۔ آپ بھی تو ان سے کیسے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے تھے۔" اپنی غلطی ماننے کے بجائے دریہ نے ارمان کو اس کی غلطی بتائی تو وہ اس کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

"تم نے خود سے سوچا تھا سب وہ۔" اس نے جیسے یاد کروایا۔

"کسی کو بھی وہ سوچ آ سکتی ہے۔" گردن اکڑا کے کہا جس پہ ارمان قہقہہ لگا اٹھا۔
"تم نے یہ نہیں بتایا کہ کب سے پسند کرتی ہو مجھے؟" ارمان نے دریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تو دریہ کے دل نے سپیڈ پکڑ لی۔

"میں نے کب کہا کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں۔" اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے صاف جھوٹ بولا۔
"بہت بار بولا ہے میڈم۔۔۔ شاید یاد نہیں آپ کو کیا کرواؤں یاد۔" دریہ کو ایک دم سے اپنے حصار میں لیتے شرارت سے کہا تو وہ بوکھلا گئی۔
"نہی۔۔۔ نہیں آپ رہنے دیں جب میں نے ایسا کہا ہی نہیں تو یاد کیسے کروائیں گے آپ۔" اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہونا چاہا تو ارمان نے گرفت مزید سخت کر دی۔
"مجھے ازلان کی یاد آ رہی ہے۔" جب کچھ نہ بن پایا تو ازلان کا ہی کہہ دیا۔

"مجھے تمہاری۔" کہتے ارمان نے اس کے رخسار پہ لب رکھے تو وہ مزید لال گلابی ہونے لگی۔
"میں تو پاس ہوں نا۔۔۔۔" نروس ہوتے کہا۔
"تو بس پاس ہی رہو۔" سرگوشی کرتے کہا۔

****

اپنی گردن پہ اور گریبان پہ کچھ محسوس ہونے سے اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ازلان اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مار رہا تھا اور اس میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا شاید اسے بھوک ستا رہی تھی۔

"میری جان!" دریہ اٹھ کے بیٹھی اور اسے گود میں لیا۔ شاید رات کو دریہ کے سونے کے بعد ارمان اسے واپس لے آیا تھا، ایک نظر ارمان کو دیکھا جو انہیں کی طرف کروٹ لے کے سو رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں ازلان واپس سے سو گیا تو اسے ارمان کے قریب ہی لٹاتے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی۔

جب واپس آئی تو ابھی بھی ویسے ہی سو رہے تھے دونوں۔

ہلکے پرپل رنگ کی شرٹ پہنے ساتھ بلیک شال اوڑھے وہ فریش سی کچن میں داخل ہوئی جہاں شائستہ بیگم پہلے ہی موجود تھیں۔ رسمی علیک سلیک کے بعد دریہ نے ازلان کے بارے میں دریافت کیا۔

"ازلان نے تنگ تو نہیں کیا رات میں آپ کو؟" دریہ نے جھجھک کے پوچھا۔

"ارے نہیں تنگ کہاں کرنا تھا اس ننھی سی جان نے سو گیا تھا جلدی پھر ارمان لے گیا تھا۔"

انہوں نے مسکرا کے کہا۔

"اٹھے نہیں ابھی دونوں ؟"اس کی طرف جوس کا گلاس بڑھاتے پوچھا۔

"نہیں ابھی تو نہیں۔۔۔ازلان کو ابھی سلا کے آئی ہوں۔"جوس کا گھونٹ اپنے خلق میں اتارتے کہا۔

"ٹھیک، آج آپ بھابھی کی طرف رک جانا اوکے۔"انہوں نے کہا تو دریہ نے سمجھ کے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر واپس روم میں آگئی۔اب ارمان اٹھ چکا تھا اور سوئے ہوئے ازلان کو پیار کر رہا تھا۔

"مان نہ کریں سو رہا ہے وہ، ابھی سویا ہے اگر جلدی اٹھ گیا تو تنگ کرے گا۔"جب دیکھا کہ ارمان ازلان کے نہ اٹھنے پہ اس سے اپنی گال سہلا کے شیو چبھا رہا ہے تو دریہ نے اس کے کندھے پہ چپت لگاتے منع کیا۔

"آپ اٹھ گئیں بیگم۔"ارمان نے نظروں کے حصار میں کرتے شرارت سے کہا تو وہ بلش کر گئی۔

"جی اٹھ گئی۔"دریہ نے بلش کرتے کہا۔

"تو زرا ادھر آئیں اور ہمیں بھی اٹھا دیں۔"ارمان نے اس کا ہاتھ پکڑتے لبوں سے لگاتے کہا، اشارہ مارننگ کس کی طرف تھا۔

"آپ پہلے ہی اٹھے ہیں میں کیا اٹھاؤں آپ کو۔" دریہ نے آنکھیں گھماتے کہا۔

"درے جان آنکھیں نہ گھماؤ پھر میں نے گھما دینا ہے۔۔۔ اب جلدی سے قریب آؤ اور مجھے مارننگ وش کرو۔" اس کی طرف کروٹ لیے کہنی کے بل لیٹتے ہی حکم صادر کیا۔

"آپ بہت برے ہیں۔" اس نے نروٹھے پن سے کہا اور اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے آگے کو جھک کے ماتھے پہ لب رکھے۔

"تم اچھی ہو بہت یہی کافی ہے میرے لیے۔" اب اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا اور اٹھ بیٹھا۔

"ایک بات یاد رکھنا درے۔۔۔مجھے روز صبح تم مارننگ کس دو گی جہاں مرضی یہ تم پہ ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں اور رات کو سونے سے پہلے بھی گڈ نائٹ کس ہو گا لیکن میری مرضی کا۔" دریہ کو قریب کرتے کہا اور آخری جملہ اس نے کان میں سرگوشی کرتے کہا تو دریہ نے ایک مکہ اس کے سینے پہ دیا جس پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا اور اس کے بالوں پہ لب رکھے۔

"بہت ہی کوئی چیپ حرکت ہے یہ۔" اس کو چڑانے کے لیے دریہ نے کہا وہ جو باتھ روم جا رہا تھا اس کی بات پہ رک کے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہا ہو "واقعی؟"

"میری جان اسے چیپ حرکت نہیں شوہر کا رومانس کہتے ہیں۔" جاتے ہوئے انکھ دبا کے کہا تو دریہ بری طرح بلش کر گئی۔

دریہ کو اس سے زیادہ کیا چاہیے تھا کہ اس کو پیار کرنے والا شوہر نصیب ہو جس کے لیے اس نے دعائیں کی تھیں۔

"اس کو اٹھاؤ یار۔۔۔" ارمان جب فریش ہو کے نکلا تو دریہ کو کہا جو ازلان کے کپڑے چینج کر رہی تھی۔

"سکون سے سویا برا لگ رہا ہے کیا؟" دریہ نے گھور کے کہا تو جواب کے بجائے ارمان نے زور سے ازلان کے گال کھینچے جس پہ وہ بری طرح کسمسایا اور رونے کی تیاری کرنے لگا۔

"مان کیا مسئلہ ہے آپ کو۔۔۔" ازلان کو تھپکتے کہا اور ارمان کو خفگی سے گھورا۔

"مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہاں لیکن پیار بہت ہے۔" لمحے میں ہی اپنی ٹون بدل لی کہ دریہ افسوس کرتی رہ گئی۔

"ناشتے پہ پہنچے دیر ہو رہی ہے۔" ازلان کو گود میں اٹھاتے کہا اور اسے احتیاط سے بے بی کاٹ میں لٹایا۔ ارمان کے کپڑے پہلے ہی وہ ہینگ کر کے رکھ چکی تھی اور اسے تھما کے وہ شائستہ بیگم کی مدد کرنے لگی۔

ناشتہ کرنے کے بعد دریہ شائستہ بیگم سے مل کے ارمان اور ازلان کے ساتھ ناز بیگم کی طرف آ گئے۔ وہاں ارمان سالار کے ساتھ کافی دیر بیٹھا رہا پھر ہدا بھی آگئی اور ایک بار پھر سب اکھٹے ہو گئے۔ اب کسی کو کوئی پریشانی نہیں تھی کوئی دکھ نہیں تھا سب اپنی زندگی میں خوش تھے اور آنے والی زندگی کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھے۔

"ہدا زرا بات سن جاؤ روم میں آ کے۔" سالار نے مصروف سا کہا اور کمرے کی طرف چل دیا۔

"اوہو جاؤ زرا کوئی اہم بات کرنی ہو گی بھائی نے۔" دریہ نے شرارت سے کہا تو ہدا اس کی کمر پہ ایک لگاتی اٹھی اور روم میں گئی۔

****

"جی آپ نے بلایا؟" کمرے میں پہنچتے ہدا نے پوچھا تو سالار نے اسے حصار میں لیا۔

"یار جب شوہر کہیں جا رہا ہو تو اسے اچھے سے خدا حافظ ہی کہہ دیا کرو۔" اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے کان کی لو کو چوم کے کہا۔

"مجھے کیا پتا تھا کہ آپ کہیں باہر جا رہے ہیں۔" ہدا نے ہلکی آواز میں کہا۔

"اچھا اب پتا چل گیا تو کہہ دو جلدی سے۔" سالار نے گردن پہ لب رکھتے کہا۔

"اچھا آپ پیچھے تو ہٹیں میں کہتی ہوں۔" کندھوں سے پکڑ کے پیچھے کیا تو سالار ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو گیا جیسے انتظار میں ہو۔

پھر ہدا نے دعا پڑھ کے سالار کے چہرے پہ پھونکی اور آگے ہو کے اس کی گال پہ لب رکھے۔

"اللہ آپ کی حفاظت کرے۔" مسکرا کے کہا۔

"ایم سو پراؤڈ ٹو ہیو یوان مائی لائف۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھتے کہا اور دونوں ساتھ باہر نکلے۔

ہمسفر جب ساتھ نبھانے والا ہو سمجھے والا ہو تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

"ویسے آپ جا کہاں رہے ہیں؟" کمرے کے دروازے سے باہر نکلتے ہدا نے الجھ کے پوچھا۔

"کمرے سے باہر جا رہا ہوں یار دیکھو تو تمہارے ساتھ ہی ہوں۔" سالار نے دانت نکالتے کہا تو ہدا کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ یعنی وہ سمجھ رہی تھی کہ کہیں جا رہا ہے لیکن وہ تو ڈرامے کر رہا تھا۔

"اچھا اب ناراض بعد میں ہونا تب میں منا لوں گا لیکن ابھی تو موڈ ٹھیک کرو۔" سالار نے ہدا کی ناراض نظروں کو محسوس کرتے شرارت سے کہا تو ہدا نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

****

سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب فرخندہ چچی بھی آئیں اور مسکراتی ان سب سے ملی، سب لوگ ان کو خوش دلی سے ملے۔

لنچ بھی سب نے ساتھ مل کے کیا۔ ابھی ارمان اور دریہ لان میں کرسیوں پہ بیٹھے تھے تاکہ ساتھ کچھ وقت گزار لیں لیکن دریہ اور ارمان کم، ازلان اور ارمان اپنا وقت ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ گزار رہے تھے جبکہ ان دونوں کو دیکھ کہ دریہ کبھی مسکراتی تو کبھی کھلکھلا کے ہنستی۔

ناز بیگم بھی کاموں سے فارغ ہوتے ان کے پاس آ گئیں لیکن دریہ کب تک انہیں اپنے سے لاتعلق دیکھتی۔ اب اس کے اندر جیلسی کی آگ جلنے لگی کہ ارمان اس کو چھوڑ کے ازلان کو زیادہ وقت دے رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے کیوں ایسے دیکھ رہی کو اس کو۔" ناز بیگم نے جب دریہ کو مسلسل ازلان کو گھورتے پایا تو اس سے کڑھے تیوروں سے پوچھا۔

"آپ کو نہیں پتا یہ بہت ہی کوئی بڑا ایسنا ہے۔" ہنوز گھورتے ہوئے کہا جواب ارمان کے ہاتھوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مار رہا تھا اور کھلکھلا رہا تھا۔

"کیوں کیا کر دیا اس نے تمہارے ساتھ۔" اب وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ اپنے ہی بیٹے سے جیلسی فیل کر رہی ہے اور اس کی سوچ پہ ناز بیگم افسوس ہی کرتی رہ گئیں۔ اب دریہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"کیا ہوا دریہ۔۔؟" ناز بیگم اس کی طرف پریشانی سے لپکیں۔

"ازلان مجھ سے پیار نہیں کرتا یہ بس مان کو پسند کرتا ہے اور مان بھی اسی کو پسند کرتے ہیں وہ بھی مجھے پیار نہیں کرتے۔۔۔ یہ دونوں مجھے ہر وقت اگنور کرتے ہیں۔" اب دریہ باقاعدہ روتے ہوئے بولی جبکہ ارمان نے چونک کے دریہ کو دیکھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے وہ بھی ساسوماں کے سامنے جبکہ ناز بیگم کو اب یقین ہو گیا کہ ان کی بیٹی کے دماغ کا ایک سکریو ڈھیلا ہو گیا ہے جو بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی۔

"دریہ کیسی عجیب باتیں کر رہی ہو، ازلان بیٹا ہے تمہارا اور وہ تم سے ہی پیار کرے گا ناں۔" ناز بیگم نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے کہا تو ارمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی ورنہ دریہ کی بات پہ اس کا دل کیا تھا کہ دل کھول کہ قہقہہ لگائے لیکن پھر دریہ ناراض ہو جاتی جو وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا ابھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں یہ بالکل بھی مجھے وقت نہیں دیتے بس دونوں ایک ساتھ لگے رہتے ہیں جیسے ابھی لگے ہوئے تھے۔" دریہ نے سوں سوں کرتے کہا تو ناز بیگم نے سختی سے ٹوکا۔

"شکر کرو اتنا پیار کرنے والا شوہر ملا ہے تمہیں اور تم ہو کہ اس کی برائیاں کر رہی ہو۔ سمجھاؤ اسے۔" بگڑے لہجے میں کہا اور ارمان کو اشارہ کیا کہ سنبھالو اپنی چھوٹی سی بیوی کو جس پہ اس نے سمجھ کے سر ہلایا اور ازلان کو بھی ناز بیگم کے حوالے کر دیا کہ زرا آرام سے اس کو ٹائم دے۔

"ہاں جی اب بتائیں کہ میں واقعی پیار نہیں کرتا آپ کو۔ " ارمان نے دریہ کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتے کہا اور دریہ کی کرسی کے بہت قریب کرلی اپنی کرسی۔

"نہیں آپ نہیں کرتے آپ بس ازلان کو کرتے ہیں اور وہ تو ہے ہی ییسنا ہر وقت آپ کے ساتھ چپکا رہتا۔ " دریہ نے بلا جھجھک کہنا شروع کیا تو ارمان نے ایک دم سے ہی دریہ کو بازو سے پکڑ کے اپنے پاس کیا۔

"مجھے دیکھ کے بات کرو تاکہ میں سارے شکوے دور کرسکوں تمہارے۔ " ارمان نے اس کی چہرے پہ پھونک مارتے کہا جبکہ دریہ اس کے قریب آنے پہ گھبرا گئی۔

"میں بتاتی ہوں لیکن آپ زرا دور رہوں۔ "اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کرتے کہا لیکن وہ کہاں ملنے والا تھا۔

"کیوں ایسے کیا مسئلہ ہے ؟"سینے پہ رکھے ہاتھوں پہ ارمان نے اپنا ایک ہاتھ رکھتے کہا۔

"چلو چلیں۔ " ارمان نے اٹھتے ہوئی کہا تو دریہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا کہ ایک دم موڈ کیسے بدل گیا۔

"کہاں۔۔؟"اس نے کھڑے ہوتے پوچھا۔

"تمہارے شکوے دور کرنے کہ میں تمہیں وقت نہیں دیتا۔ "اس کا ہاتھ پکڑ کے چلتے کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔" اس کو گاڑی کی طرف جاتے دیکھ دریہ نے روکنا چاہا لیکن وہ اس کے لیے دروازہ کھول چکا تھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"۔ مان ازلان اندر ہے۔" اب اس کو ازلان کی فکر ہونے لگی۔

"جب تم مان کہتی کو ناں تو دل کرتا ہے کہ۔۔۔۔۔۔بس چھوڑو رہنے دو ورنہ بے ہوش ہو جاؤ گی۔"

دریہ کی چہرے کی اُڑی ہوائیاں دیکھ کے ارمان نے جملہ بیچ میں چھوڑ دیا۔۔۔۔

پھر اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ سارا دن اس کے ساتھ گھومتا رہا، کبھی کہیں لے جاتا تو کبھی کہیں اور اس دوران بھی دریہ نے کوئی بیس دفع کہا کہ ازلان یاد کر رہا ہو گا واپس چلتے ہیں لیکن ارمان نے ایک نہ سنی۔

شام کو جب واپس آئے تو سب کھانا کھا چکے تھے یہ دونوں باہر سے کھا کے آئے تھے تو بس تھوڑی دیر ہی بیٹھے رہے، دریہ نے تو سب سے پہلے ازلان کو گود میں لیا جو اپنی ماں کو قریب پا کے اس کی آغوش میں چھپ گیا اور اس کے دوپٹے کے ساتھ کھیلنے لگا۔

"بے بی نے ماما کو مس کیا؟" دریہ نے اس کے منہ سے اپنا دوپٹہ نکالتے کہا جس کو وہ اچھا خاصا گیلا کر چکا تھا۔

پھر تھوڑی دیر ازلان کھیلنے کے بعد اپنے بابا کے پاس گیا اور ان کے ساتھ ایسے بزی ہو گیا جیسے اب ارمان کے سواء وہاں کوئی موجود نہیں۔ وہ ابھی بہت چھوٹا تھا لیکن لمس کو وہ پہچانتا تھا اچھے سے۔

دریہ اورمان تو پہلے سے ہی تھکے تھے تو وہ جلد ہی روم میں آ گئے۔
ازلان بھی شاید سویا نہیں تھا تو دریہ اس کو سلانے لگی، اپنے ساتھ لٹاتے اسے ہلکے سے تھپک رہی تھی اور آج کے دن کے بارے میں سوچ رہی تھی، ہونٹوں پہ شرمگیں مسکراہٹ چھائی تھی۔ تبھی ارمان فریش سا چینج کر کے باہر آیا تو دریہ اس کو دیکھ کہ اٹھ بیٹھی۔ اپنی جگہ پہ جانے کے بجائے ارمان دریہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔ اس کے عمل پہ دریہ کی دھڑکن تیز ہو گئی پھر خود کو کمپوز کر کے اس نے آہستہ سے ارمان کے بالوں میں انگلیاں چلانی شروع کر دیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں ہی دریہ کو فیل ہوا کہ جیسے ارمان سو گیا ہے تو اس نے مسکرا کے اس کے ماتھے پہ لب رکھے اب کوئی جھجھک نہیں تھی کیونکہ اب کونسا وہ دیکھ رہا تھا۔
احتیاط سے وہ اس کا سر تکیے پہ لگاتے اٹھی اور دوسری سائیڈ پہ جا کے لیٹ گئی۔
****
~کچھ عرصہ بعد~

وہ کیچن میں کھڑی بے نیاز سی پاستا بنانے میں مگن تھی جب اس نے آ کے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا
۔

"درے جان کیا کر رہی ہو؟" جانتے ہوئے بھی سوال کیا۔

"آپ کے شیر کے لیے پاستا بنا رہی ہوں، صبح سے ضد لگا کے بیٹھے ہیں جناب کے بابا کے ساتھ مل کے پاستا کھانا ہے۔" دریہ نے منہ بنا کے کہا، آج بھی ازلان اپنے بابا سے زیادہ اٹیچ تھا لیکن جب بابا نہ ہوں تب تو بس ماما ہی تھیں اس کی۔

"اور شیرنی کا کیا۔۔۔ اس کے لیے کچھ نہیں؟" ارمان نے اس کے بالوں پہ لب رکھتے کہا۔

"وہ ابھی سوئی ہے تھوڑی دیر پہلے ہی۔" اس نے مسکرا کے کہا۔

شادی کو اڑھائی سال ہو گئے تھے اور اللہ نے ان کو ایک چھوٹی سی گڑیا سے بھی نوازہ تھا جو ابھی بس پانچ ماہ کی تھی۔

جب وہ دونوں کمرے میں آئے تو دیکھا کہ ازلان سوئی ہوئی عائدہ کا منہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ازلان کیا کر رہے ہو؟"پاستے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کے دریہ جلدی سے اس کے پاس پہنچی اور اس کو سائیڈ پہ کیا۔

"ماما بے بی کے دانت کہاں گئے؟" ازلان نے پیچھے ہوتے اپنے پاؤں کا انگوٹھا پکڑتے معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"کیونکہ ابھی وہ بے بی ہے۔" دریہ نے آرام سے جواب دیا اور ازلان کو اٹھا کے صوفے پہ بٹھایا پھر خود آ کے عائدہ کے پاس بیٹھ گئی۔

"تو بے بی کے دانت کیوں نہیں ہوتے؟" ارمان سے پاستے کا چمچ منہ میں ڈلواتے پھر سے سوال داغا گیا۔

"کیونکہ وہ بہت چھوٹے ہیں اور جو بچے چھوٹے ہوتے ان کے دانت ابھی نہیں نکلتے۔" دریہ نے لمبا سانس کھینچ کے پھر سے تحمل سے جواب دیا۔

"اووہ! تو میں بھی چھوٹا ہوں تو میرے دانت کیوں ہیں؟" ایک اور چمچ بھرتے سوال کیا گیا جبکہ دریہ نے گھور کے ارمان کو دیکھا جیسے اس کی غلطی ہو۔

"کیونکہ اب آپ بڑے ہو گئے ہو اسی لیے آپ کے دانت آ گئے ہیں۔" عائدہ کی ٹانگوں پہ زیتون کے تیل سے مالش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک۔" اس نے جیسے سمجھ کے سر ہلایا تو دریہ نے سکھ کا سانس لیا ورنہ اس کا سوال نامہ شروع ہو جائے تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ اور اس وقت ارمان ایسے خاموش تماشائی بنتا تھا جیسے وہ تو ہے ہی نہیں ان میں اور ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کرتا تھا۔

ہمیشہ ایسے ہی الٹے سیدھے سوال کیا کرتا تھا کبھی عائدہ کی ٹانگ کو لے کے کبھی اس کے ہاتھ کو لے کے، ایک بار تو اس کی آنکھ کا سائز ماپنے لگا کہ یہ اس کی آنکھ سے کتنی چھوٹی ہے وجہ بس یہ تھی کہ

دریہ نے ایک دن ازلان کا ڈانٹ دیا کہ اتنی بڑی آنکھیں ہیں دیکھ کے کام کیا کریں۔۔۔بس ایک ہفتہ تو وہ اسی ٹاپک کے پیچھے پڑا رہا تھا۔

"بابا جان مجھے بھی۔" ارمان اور دریہ سالار کی طرف جانے والے تھے، ارمان نے اپنے اوپر جب سپرے کیا تو ازلان نے اس کی ٹانگوں سے چپک کے فرمائش کی۔
"ازلان بچے تو نہیں لگاتے ناں۔" دریہ نے عائدہ کو گود میں اٹھاتے اپنا بیگ پکڑتے کہا۔

"میں تو بڑا ہو گیا ہوں اب آپ نے خود ہی کہا تھا۔" وہ تھوڑی دیر پہلے والی بات کا حوالہ دیتا ہوا بولا جب دریہ نے کہا کہ وہ اب بڑا ہو چکا ہے۔
"آپ بڑے والے بے بی ہو اسی لیے ابھی آپ چھوٹے ہی ہو۔" ارمان نے اس کو ہوا میں اچھالتے کہا تو وہ کھلکھلا اٹھا۔

"تو ماما بڑی والی بے بی ہیں۔" ازلان نے کچھ سوچتے کہا تو دریہ نے اب ارمان کو گھورنے کے ساتھ ایک کمر پہ لگائی بھی۔
"اور کہیں مجھے۔" اس نے خفگی سے کہا تو ارمان قہقہہ لگا اٹھا۔

ارمان اکثر دریہ کو ازلان کی چھوٹی سی پیاری سی ماما کہتا تھا تو ابھی بھی اس نے اسی بات کو یاد کرتے کہا۔

"عائدہ کی چھوٹی سی ماما۔ "اب ارمان نے دریہ کے رخسار پہ لب رکھتے کہا تو وہ بلش کر گئی۔

"او نو بابا، بیڈ۔ "ازلان نے چیخ کے کہا۔

"نو بیڈ، بابا لوز ماما۔ "ارمان نے شوخ لہجے میں کہا تو دریہ گھورتی باہر کی جانب بڑھی۔

"بٹ، لڑکی کو کس نہیں کرتے، بس سسٹرز کو کرتے ہیں جیسے میں عائدہ کو۔ "ازلان نے اپنی سوچ کے مطابق کہا۔

"بابا ماما کو کر سکتے ہیں کیونکہ وہ وائف ہیں آپ کے بابا کی۔ "ارمان نے ہلکے پھلکے الفاظ میں سمجھایا۔

"میری وائف کہاں ہے؟ "سوالوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا پھر سے۔

"وہ جب آپ بڑے ہو گے تب۔ "ساتھ چلتے کہا اور سالار کے گھر کا گیٹ عبور کیا۔

"ماما نے کہا تھا کہ میں بڑا ہو گیا ہوں لیکن میری وائف کہاں ہے؟ "اس نے پھر سے پُر سوچ ہوتے سوال کیا۔

"مان کیا باتیں کر رہے ہیں آپ اس سے، بچہ ہے وہ کیا سوچے گا۔ "دریہ نے ٹوکتے کہا تو ارمان مسکراتا اس کے حجاب سے ڈھکے بالوں پہ لب رکھ گیا۔

"اگین کس! "ازلان نے پھر حیران ہوتے کہا۔

"نو مور کویشچنز ازی۔" ارمان نے سنجیدہ ہوتے کہا تو ازلان کی زبان کو بریک لگا۔

****

"یہ کیا اٹھا لائے آپ؟" ہدا نے اپنے بیٹے کے ہاتھ میں کچھ چھپا دیکھا تو پوچھ بیٹھی جبکہ جانتی تھی کہ سوال پوچھ کے غلطی کر بیٹھی ہے اور یہی ہوا کیونکہ اگلے ہی پل اس کی چیخ گونجی۔

"Whysotimid?"

(اتنا ڈرپوک کیوں؟)

شاہ میر نے آنکھیں گھماتے کہا۔

"اب کس چیز کو اپنا پیٹ(pet) بنا لیا ہے میر؟" سالار نے روم میں آتے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں بس یہ چھوٹا سا سپائیڈر ہے۔" میر نے اپنا ننھا سا ہاتھ آگے کر کے دکھایا جس میں ایک انچ کی مکڑی تھی۔

"یہ ہارم فل ہو سکتا ہے میر، احتیاط کیا کریں آپ۔" سالار نے اس کے ہاتھ سے پکڑتے باہر لان میں جاتے کہا۔ شاہ میر کو جانوروں میں بہت دلچسپی تھی اور چھوٹے موٹے کیڑوں میں بھی جن کو یہ اکثر اپنا پیٹ بنا لیا کرتا تھا اور ہدا اتنا ہی ان چیزوں سے دور بھاگتی تھی۔

تبھی ارمان اور دریہ بھی آ گئے تو وہ ان سے ملنے لگا جبکہ ازلان اب میر کو یہ بتانے لگا تھا کہ وہ بڑا ہو گیا ہے اور اب اس کی وائف بھی آئے گی۔ جس پہ میر اپنی گول مٹول آنکھیں بڑی کر کے اس کی بات غور سے سن رہا تھا۔ اور ان سب کو پتا تھا کہ اب ازلان نے یہ وائف والا ٹاپک نہیں چھوڑنا جلدی یا پھر ارمان کو ایک عدد بہو کا انتظام کرنا ہی پڑے گا۔

"سحر نہیں آئی ابھی؟" دریہ نے ہدا کے پاس بیٹھتے پوچھا کیونکہ آج وہ بھی آنے والی تھی صائم کے ساتھ، ان کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے تو آج سب اکھٹے ہوئے تھے کہ مل جل کے بیٹھ کے باتیں ہو جائیں۔

"آنے والی ہو گی۔" ہدا نے میر کو اپنے ساتھ بٹھاتے کہا۔

تھوڑی دیر میں سب ہی جمع ہو گئے اور گھر میں قہقہوں کی بارش ہو گئی جن میں بچوں کی شرارتوں کا زکر تھا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

دریہ نے اپنی زندگی کے فیصلوں کو اللہ پہ چھوڑ دیا تھا اور اس کو اپنے صبر کا پھل مل گیا تھا ایک بہترین شریک حیات ارمان کی صورت میں، سالار نے کبھی اپنے جذبات وقت سے پہلے عیاں نہ کیے، اور جب وقت پہ عیاں کیے تو ہدا آج اس کی سنگت میں نکھرتی چلی گئی تھی۔

مشی اور حامد نے بھی سچے دل سے توبہ کی تھی اور انہیں اپنے اللہ پہ یقین تھا جس کا صلہ ان کو جلد ہی ملنے والا تھا، وہ بھی اب جلد والدین کے رتبے پہ فائز ہونے والے تھے۔

فرخندہ چچی اب سب کے ساتھ گھلی ملی رہتی تھیں اور اپنی بیٹی کی طرح دریہ کو پیار کرتی تھی۔ حامد نے جب صائمہ کے شوہر سے بات کی تو وہ علیحدہ گھر میں اب صائمہ کو رکھتا تھا کیونکہ اس کے ساتھ گھر والوں کا بدتر رویہ وہ خود بھی دیکھ چکا تھا۔

سب کی زندگیوں میں اب سکون کی لہر دوڑ گئی تھی لیکن چھوٹی چھوٹی تو آزمائشیں تو آتی رہنی تھی جن پہ ثابت قدم رہنا تھا۔

درِ مکنون نے اگر اپنے دل میں ارمان کے لیے جزبات رکھے بھی تو خود پہ بھی عیاں نہ کیے پھر جب فیصلہ حامد کے حق میں ہوا تو وہ مکمل طور پہ اسی کی ہو چلی ، اپنے دل میں کبھی بھی دوبارہ ارمان کے خیال کو نہ آنے دیا کہ اب حامد شوہر ہے اس کا لیکن جب حامد سے علیحدہ ہوئی تو اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ کیا ہو گیا اس کے ساتھ وہ تو تب بھی مخلص تھی اور اب بھی۔ ارمان سے شادی ہونے پہ جو جزبات دل میں ابھرے تھے ان کو ہوا لگی تھی وہ بھی ارمان کی چاہت کی۔

اَکیلے ہم ہی شامل نہیں اس جُرم میں
نَظریں جب بھی ملی تھی مسکرائے تُم بھی تھے۔

"شاہ میر باز آجاؤ۔۔۔" ہدا ایک دم چلائی کیونکہ اب وہ گلی سے کتے کے بچے کو اٹھا لایا۔

"ماما اس کے دانت کیوں ہیں یہ بھی تو بے بی ہے۔" ازلان کا سوال نامہ پھر سے سٹارٹ تھا تو دریہ نے دانت پیسے وہیں سب کے قہقہے گونجے دونوں کی شکلوں کو دیکھ کے۔

****

~ختم شد~

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com